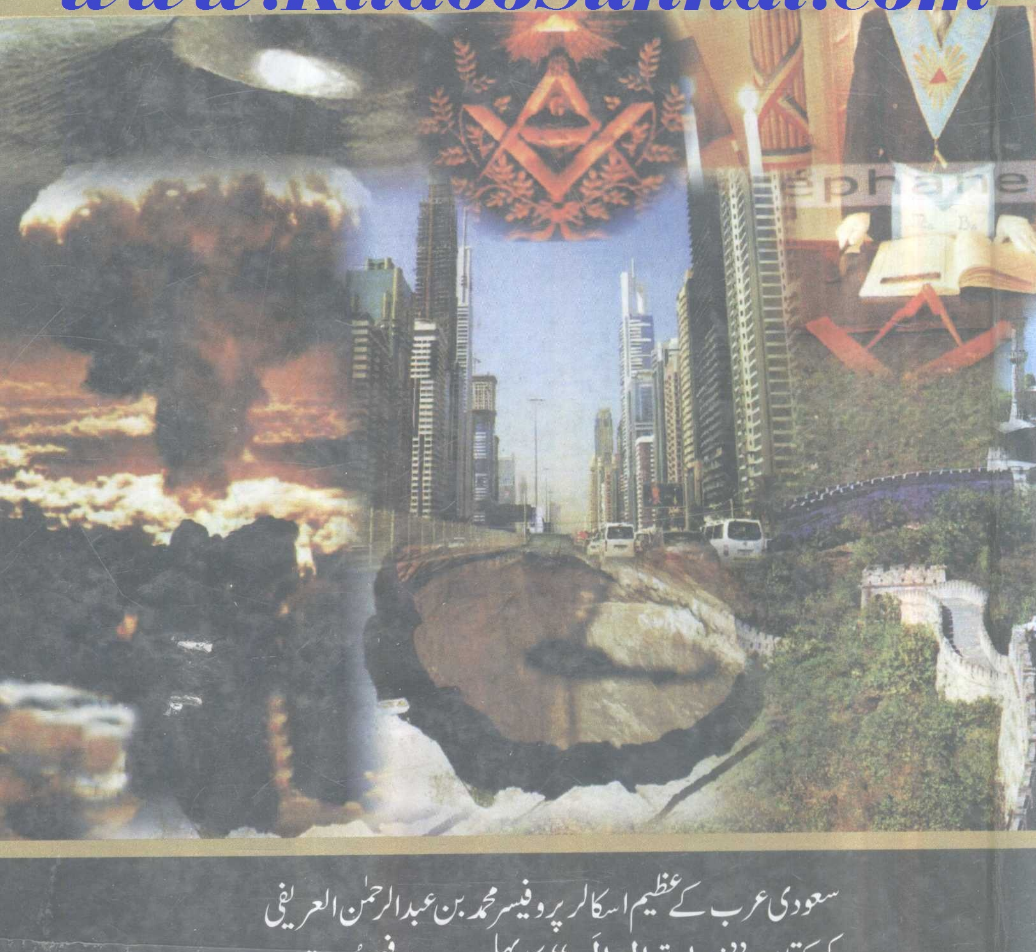
قیامت پر پہلی تصویری کتاب

دُنیا کا آخری حادثہ

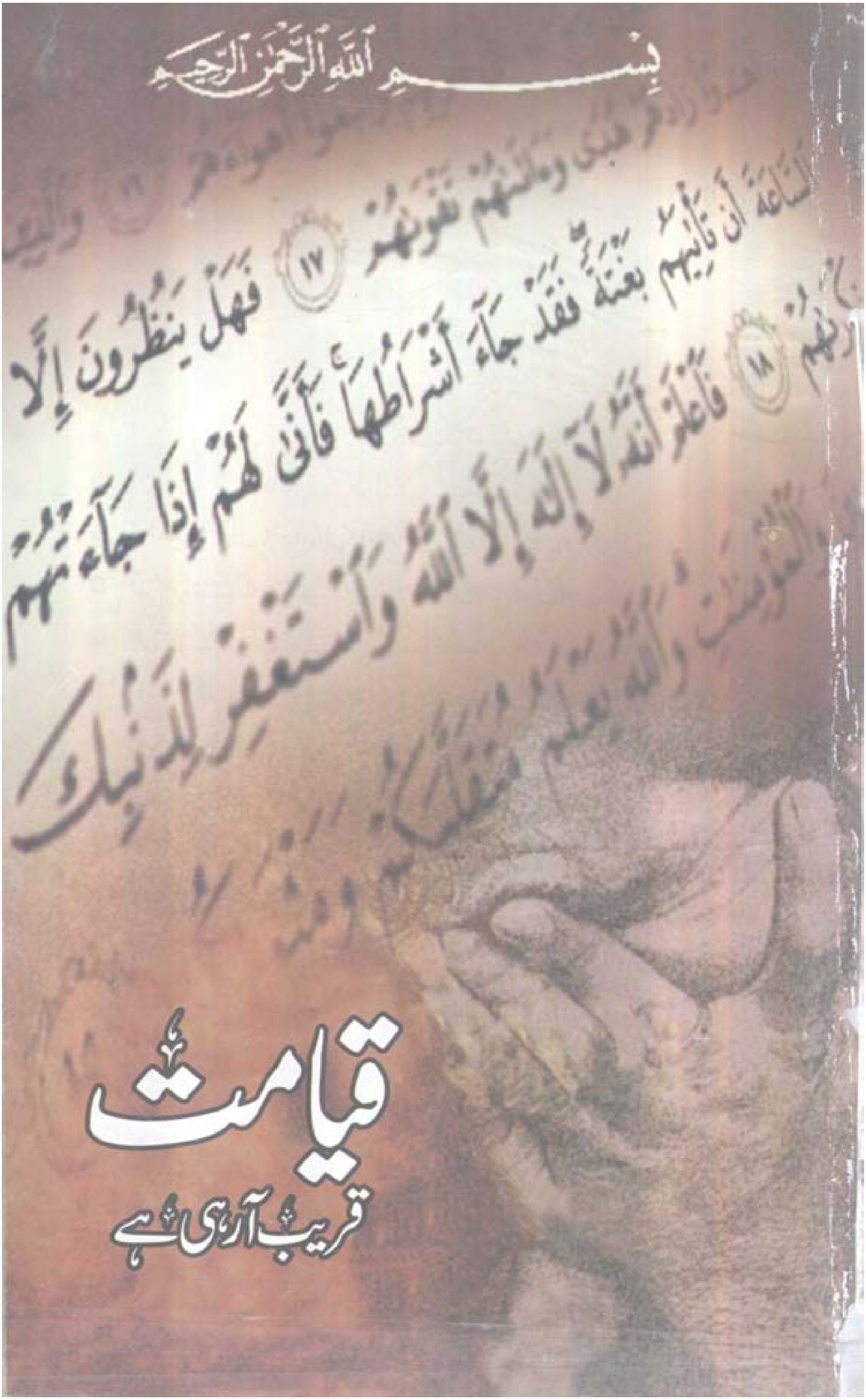
قیامت

قریب آرہی ہے



سعودی عرب کے عظیم اسکالر پروفیسر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی

کی کتاب ''نهاية العالَم'' کا پہلی مرتبہ عام فہم اُردو ترجمہ


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قیامت
قریب آرہی ہے

چند نادر رنگین تصاویر کی فہرست

- چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی واضح تصویر
- 1256ء میں مدینہ منورہ میں بھڑکنے والی آگ
- اسلامی ممالک میں فحاشی و عریانی 'ڈش کیبل کے ذریعے دجالی قوتوں کی کارستانیاں
- زمین کا وہ ٹکڑا جو 300 فٹ کی گہرائی میں زمین میں دھنس گیا
- قسطنطنیہ (استنبول) شہر اور اس کا وہ تاریخی پل جو دو براعظموں کو آپس میں ملاتا ہے
- قدیم زمانہ کے آلات حرب جو قرب قیامت میں دوبارہ رائج ہوں گے
- اہل تشیع کے نظریہ کے مطابق امام مہدی کے نظر بند ہونے کی جگہ جہاں وہ ہزار سال سے موجود ہیں
- دجال کا ظاہری حلیہ اور شکل و صورت
- یہود کا خاص لباس طیلسان
- مدینہ منورہ کی فضائی تصویر جس وہ سفید محل دکھائی دیتا ہے
- بحیرہ طبریہ جو آہستہ آہستہ خشکی کی طرف رواں دواں ہے
- جس کا خشک ہونا دجال کے نکلنے کی علامات میں سے ہے
- فلسطین کے علاقہ بیسان جس پر 1948ء میں اسرائیل نے قبضہ کر لیا تھا
  اس علاقہ کے باغات کا خشک ہونا دجال کے خروج کی علامت میں سے ہے
- سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جائے نزول دمشق کا سفید مینارہ ☆ دمشق کی جامع مسجد اموی
- قوم یاجوج و ماجوج سے حفاظت کیلئے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کی تعمیر کردہ
- فولادی دیوار کے مشابہ دیوار
- دیوار چین کے بیرونی و اندرونی مناظر
- ڈنمارک میں زمین کے دھنسنے کی واضح خوفناک تصویر
- قیامت سے قبل آنے والے مہلک دھویں کی جھلک
- چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے مکمل تاریخ وار مراحل



اس تصویر میں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی واضح لکیر دکھائی دے رہی ہے
جسے ایک فضائی کمپنی نے شائع کیا ہے دیکھئے کتاب صفحہ 58



سرخ دائرے میں ڈش نظر آ رہی ہے جو کہ بیابان علاقہ میں فضائی سیٹلائٹ کے ذریعے فتنے
پھیلا رہی ہے حتیٰ کہ صحرا میں رہنے والے بھی ان فتنوں سے نہ بچ سکے دیکھئے کتاب صفحہ 61



۶۵۴ھ بمطابق 1256ء میں مدینہ منورہ میں جو آگ بھڑکی تھی اس سے پہلے زمین میں زلزلہ پیدا ہوا تھا اور آگ کا بھڑکنا مسلسل 52 دن جاری رہا جس سے زمینی پتھر اور دیگر اشیاء آگ بن کر زمین پر پانی کی طرح بہتی گئیں۔ حتیٰ کہ مدینہ منورہ کے شمالی علاقہ کی طرف 23 کلومیٹر تک یہ آگ پہنچی
زیرِ نظر تصویر میں وہ جگہ دکھائی گئی ہے جہاں سے آگ نکلی تھی دیکھئے کتاب صفحہ 70



ھیروشیما میں بم پھٹنے کی وجہ سے ایک لاکھ چالیس ہزار افراد اسی وقت مر گئے تھے
تصویر میں اس دھماکہ کی فضائی آلودگی کو دکھایا گیا ہے دیکھئے کتاب صفحہ 73



بلند و بالا عمارات تعمیر ہو چکی ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

دیکھئے کتاب صفحہ 78



یہ ایک بڑا تجارتی پلازہ ہے جو چھوٹے بازاروں کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے

دیکھئے کتاب صفحہ 80



اسلامی ممالک میں شراب کا ایک بڑا اسٹور...... شراب کی بوتلیں نظر آ رہی ہیں



دور حاضر میں موسیقی کے مختلف آلات دیکھئے کتاب صفحہ 92



دور جدید میں سفر کے ذرائع دیکھئے کتاب صفحہ 109



موجودہ دور میں گھروں کی زیب و زینت کا منظر دیکھئے کتاب صفحہ 97







مساجد میں زیب وزینت
اور نقش ونگار کی جھلکیاں
دیکھئے کتاب صفحہ 96





زلزلے کی تباہ کاریاں دیکھئے کتاب صفحہ 116



زمین کا وہ ٹکڑا جو 300 فٹ زمین کے اندر دھنس گیا تھا

دیکھئے کتاب صفحہ 124





غرقد درخت کی مختلف تصاویر دیکھئے کتاب صفحہ 127



مدینہ منورہ سے 700 کلومیٹر شمال کی طرف واقع
تبوک کا شہر سرسبز و شاداب دکھائی دے رہا ہے

دیکھیے کتاب صفحہ 130





قسطنطنیہ (استنبول) کا منظر





ان دونوں تصویروں میں سمندر کے
اوپر سے ایک پل گزرتی نظر آرہی ہے
جو براعظم ایشیاء اور یورپ کو ملا رہی ہے
جو کہ قسطنطنیہ سے شروع ہو رہی ہے



بارش پر پختہ
مکانات کا انہدام
اور کچے گھروں کا
بدستور قائم رہنے کا منظر
دیکھئے کتاب صفحہ 126



مال کی اس قدر فراوانی
کہ سنبھالا نہ جائے
دیکھئے کتاب صفحہ 87



قدیمی زمانے کے آلات حرب ولباس کی تصویر
جو کہ آخری زمانہ میں دوبارہ رائج ہو جائیں گے
دیکھئے کتاب صفحہ 141



سرداب سامراء کی تصویر
اہل تشیع کے عقیدہ کے مطابق
امام مہدی ایک ہزار سال سے
اس میں نظر بند ہیں
دیکھئے کتاب صفحہ 168



دجال کی پنڈلیوں کے درمیان
تقریباً اتنا فاصلہ ہوگا



عام درست حالت میں
پنڈلیوں میں فاصلہ



دجال کے گھنگھریالے بالوں کی تصویر

دیکھئے کتاب صفحہ 190



آبادی کے پیچھے جبل اُحد کا منظر



مسجد نبوی کی ایک فضائی تصویر جو سفید محل کی طرح واضح ہے

دیکھئے کتاب صفحہ 203





یہود کی عبادت گاہ میں ایک یہودی
طیلسان پہنے ہوئے نظر آ رہا ہے

طیلسان جسے یہود
عبادت کے وقت سر پر پہنتے ہیں

دیکھئے کتاب صفحہ 207



شور زدہ زمین دیکھئے کتاب صفحہ 213



اُردن اور اسرائیل کی سرحد پر واقع بحیرہ طبریہ جو آہستہ آہستہ خشک ہوتا جارہا ہے یہ وہی بحیرہ ہے جس کا دجال کے نکلنے سے گہرا تعلق ہے



بیسان: فلسطین کا ایک علاقہ جس پر 1948ء میں اسرائیل نے قبضہ کرلیا یہاں کھجوروں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے اب نہیں دیتے ان باغوں کا خشک ہونا دجال کے نکلنے کی علامات میں ہے



یہ محراب حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے جسے ایک بڑی آگ نے جلا دیا تھا اور اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا
قرآن مجید میں زکریا علیہ السلام کے محراب کے بارہ میں یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ یہ وہی محراب ہے

دیکھئے کتاب صفحہ 225



دمشق میں سفید مینارہ جو کہ
بازار کے داخلہ دروازہ پر ہے



دمشق میں جامع مسجد اموی دیکھئے کتاب صفحہ 243



دو پہاڑوں کے درمیان ایک عظیم دیوار جو کہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام
کی تعمیر کردہ دیوار کے مشابہ ہے

دیکھیے کتاب صفحہ 264



دیوار چین کا ایک منظر



دیوار چین کا اندرونی منظر دیکھئے کتاب صفحہ 265



ڈنمارک میں زمین کا ایک حصہ دھنسا ہوا نظر آ رہا ہے
جو کہ علامات قیامت میں سے نہیں ہے



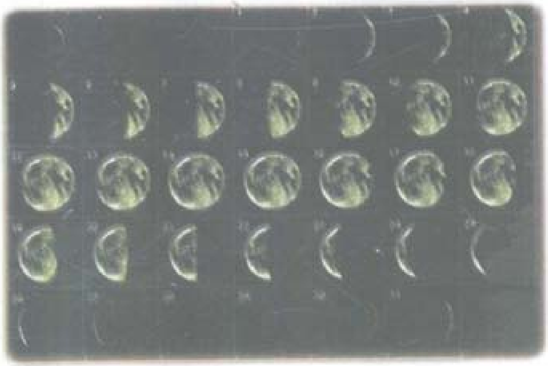


قریبی منظر دیکھئے کتاب صفحہ 270



ایک بڑا دھواں آبادی پر دکھائی دے رہا ہے
یہ وہ دھواں نہیں جو قرآنی آیات کا مصداق ہے

دیکھئے کتاب صفحہ 274



چاند کی ابتدائی
تاریخ سے آخری تاریخ
تک کے مراحل

دیکھئے کتاب صفحہ 135



ایک فری میسن ہال کا وہ کمرہ جہاں دجالی فوج میں شامل ہونے والے
رنگروٹ سے وفاداری اور رازداری کا حلف لیا جاتا ہے



دجال کی راہ ہموار کرنے والے بدنام زمانہ خفیہ تنظیم فری میسن کی
تقریب حلف برداری کے دوران استعمال ہونے والی جادوئی اشیاء





سینگوں والے دیوتا (شیطان) کیلئے ہاتھ کا اشارہ فری میسن کی خفیہ علامت ہے بل کلنٹن اور جارج بش مصدقہ فری میسن ہیں جس کا ثبوت تصویر میں نظر آ رہا ہے

کسی زمانہ میں پاکستان میں
دجالی تنظیم فری میسن
اپنے اصلی نام سے سرگرم تھی
فری میسن لاج راولپنڈی کے
ممبر شپ فارم کا عکس



Freemasons' Hall,
Rawalpindi.

Dear ... Brother

[illegible]

[illegible]

Bro. ...

Profession ...

Proposed by ...

Seconded by ...

Yours fraternally,



















دجال کی نمائندہ تنظیم فری میسن کے مختلف نشانات، علامات اور تمغے



بحرمیت خشکی کی طرف رواں دواں



بحرمیت کی تصویر اور محل وقوع



موجودہ دجالی دور میں کرۂ ارض ڈش اور کیبل کی زد میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیامت قریب آ رہی ہے

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کے عظیم اسکالر پروفیسر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی کی
کتاب "نهاية العالم" کا پہلی مرتبہ اُردو ترجمہ

علامات قیامت پر پہلی تصویری کتاب

قیامت قریب آرہی ہے

قرآن وحدیث کی روشنی میں علامات قیامت کا بیان
موجودہ حالات کے تناظر میں جائزہ
علامات قیامت میں سے کون کونسی واقع ہو چکی ہیں
اورکونسی علامات کا ظہور تا ہنوز باقی ہے
قیامت کی بڑی علامات جن کا ظہور
قیامت کے بالکل قریب ہونا ہے
امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں تحقیق
دجال اوراس کی شرانگیزیوں کی تفصیلات
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اوراس کے بعد
کے حالات جبکہ دنیا کی بساط لپیٹ دی جائیگی
اوروہ سب کچھ واقع ہو جائے گا
جس کا نام "قیامت" ہے۔
عبرت ونصیحت اور دعوت فکر دینے والی اپنے
موضوع پر پہلی کتاب جس میں قیامت سے قبل
پیش آنے والے عظیم ترین فتنے اوران کے
مقابلے کیلئے روحانی وعملی تدابیر کا مربوط تذکرہ
ایک ایسی فکرانگیز کتاب جس کی ہرسطر
دعوت ہے اور رجوع الی اللہ کا پیغام ہے

تقاریظ

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
ناظم ...عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
مدیر ماہنامہ "الخیر" ملتان

ترجمہ وترتیب

مولانا حبیب الرحمٰن
(فاضل ...جامعہ خیرالمدارس ملتان)

حافظ ابرارالحق مدنی
(حال مقیم پاکستان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

قیامت
قریب آرہی ہے

تاریخ اشاعت.................شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
ناشر........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.............. ۔فیصل فدا پرنٹنگ پریس ملتان فون 061-4570046

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ... ملتان | اسلامی کتاب گھر... خیابان سرسید روڈ... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور | دارالاشاعت........اُردو بازار........کراچی
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.......لاہور | مکتبۃ القرآن......بنوری ٹاؤن...........کراچی
مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور | مکتبہ دارالاخلاص... قصہ خوانی بازار...... پشاور
مکتبہ رشیدیہ......سرکی روڈ...............کوئٹہ

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

عرض ناشر



اما بعد! عالم اسلام کے معروف اسکالر شیخ محمد بن عبدالرحمٰن العریفی مدظلہ کی مشہور کتاب "نھایۃ العالم" کا پہلی مرتبہ اردو ترجمہ بنام "قیامت قریب آ رہی ہے" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر جدید اسلوب تحریر پر مشتمل نئی تحقیقی کتاب ہے لیکن یہ موضوع اتنا ہی قدیم ہے جس قدر انسانی تاریخ قدیم ہے۔

اصول دین تمام انبیاء علیہم السلام کے دور میں ایک ہی رہے ہیں جن میں تین چیزوں کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت.....رسالت.....اور قیام قیامت و آخرت۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیام قیامت کی واضح علامات میں سے ایک ہے حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت یوں بھیجے گئے ہیں۔ سابقہ امتوں میں مبعوث انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو جہاں آخرت کی مبارک فکر سے آراستہ کرتے رہے وہاں وہ دجال کے فتنہ سے بھی اپنی قوم کو خبردار کرتے رہے۔

امت مسلمہ کے ہر فرد کیلئے یہ بات قابل فکر ہے کہ دنیاوی زندگی میں کہیں وہ فتنہ دجال کا شکار نہ ہو جائے اور کہیں وہ بے خبری میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہونے یا ان کی مدد سے محروم نہ رہ جائے۔ لیکن موجودہ دور کی غفلت کے پیش نظر یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ آج امت مسلمہ کے ہر فرد کو دور جدید کی معلومات تو حیرت انگیز حد تک ہیں لیکن حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی بہت سے مسلمانوں کو یہ خبر ہی نہ ہو گی کہ دجال کے خلاف جہاد کی قیادت خود حضرت مہدی علیہ السلام فرما رہے ہیں اس قیامت خیز دور میں بھی دجال کے خلاف عالمی جہاد کو لوگ اسی نظر سے دیکھ رہے ہونگے جس نظر سے میڈیا ان کو دکھا رہا ہو گا۔

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ دجالیات کا دور ہے کہ دجال یونہی چند دنوں میں ظاہر نہ ہوگا بلکہ احادیث مبارکہ میں اس کے جو مافوق العادت احوال کو ذکر فرمایا گیا ہے ان کی تکمیل ضروری ہے اور موجودہ دور انہی احوال کی جلد از جلد تکمیل کا دور ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جن تبدیلیوں کو پہلے سالہا سال کا عرصہ لگتا تھا اب وہ انقلابات چشم زدن میں رونما ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ہر آنے والا دن ہمیں قیامت اور اس کی ہلاکت خیزیوں کے قریب کر رہا ہے۔

موجودہ دور میں دجالی نظام کو سمجھنے کیلئے صرف ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مثال ہی کافی ہے ان کمپنیوں نے ساری انسانیت کو اپنے عفریت میں ایسا دبوچ رکھا ہے کہ اس سے آزادی کیلئے قیامت ہی کا منتظر رہنا پڑے گا۔ آج ملٹی نیشنل کمپنیاں ہر آدمی کی زندگی میں اس قدر دخیل ہو چکی ہیں کہ اقوام کے طرز زندگی اور سوچ کے زاویہ تک کو بدل کر رکھ دیتی ہیں۔

اس کی ایک جھلک دیکھیے کہ ہم مسلمان ہیں اسلام ہمیں طہارت و نظافت کی تعلیم دیتا ہے جس میں مسواک مستقل اہمیت کا حامل ہے جس میں منہ کی صفائی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے لیکن آپ جب چاہیں جہاں چاہیں مسواک کی سنت پر عمل کرنے کیلئے تازہ مسواک نہیں خرید سکتے جبکہ مغربی طرز کے ٹوتھ پیسٹ اور برش آپ کو دنیا بھر میں ہر جگہ مل جائیں گے۔ یہ دجالی نظام کی ایک جھلک ہے۔

آپ ہر جگہ ہر وقت پینے کا صاف پانی موجود نہیں پاتے لیکن خوبصورت پیکنگ میں منرل واٹر آپ کو ہر جگہ مل سکتا ہے۔ گویا مکمل نظام زندگی اور روزمرہ استعمال کی اشیاء کی ڈور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہیں نوازیں اور جس کو چاہیں محروم کر دیں۔ یہ سب دجال کے خروج کی تیاریاں ہیں۔

دوسری طرف عالم اسلام کو دیکھا جائے تو بڑے سے لے کر چھوٹے تک سب کے سب غلامی کی بدترین حالت میں مبتلا ہیں کہ دنیا کی طاقتور قومیں علاقے فتح کیے بغیر لوگوں کو غلامی کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہر ملک کی دو طرح کی سرحدیں ہوتی ہیں ایک جغرافیائی اور دوسری ذہنی سرحدیں۔ جب قوم کی ذہنی سرحدیں دوسروں کے قبضہ میں آجائیں تو پھر اس ملک کی جغرافیائی سرحدیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ذہنی غلامی کی شکار قومیں نہ تو اپنی بصیرت اور دل و دماغ سے سوچتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں بلکہ طاقتور غاصب جس طرف ان کی سوچ کا دھارا موڑ دے پھر وہ اسی راہ چل پڑتے ہیں اور پھر اس پر مزید ستم یہ ہے کہ غلام قوم یہی سوچتی رہ جاتی ہے کہ ہم تاہنوز آزاد ہیں۔

موجودہ دور میں ہماری اس ذہنی غلامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم حالات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں نہیں سمجھتے بلکہ خدا بیزار دجالی مغربی میڈیا کے تجربے اور تبصرے کی بنیاد پر اپنی سوچ کو

استوار کرتے ہیں۔ آج اکثر پڑھے لکھے لوگوں کا انداز فکر مغربی سٹائل کا ہے اور پوری امت مسلمہ من حیث القوم مغرب کی ذہنی غلامی کا شکار ہے اور میڈیا کے مسموم اثرات سے دوچار ہے۔

موجودہ حالات میں کسی بھی صاحب بصیرت مسلمان سے اس امر کی ضرورت مخفی نہیں کہ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے اگر ہم یونہی مغربی میڈیا سے متاثر ہوتے چلے گئے تو ہم حالات کا صحیح اندازہ کیے بغیر رہ جائیں گے اور قیامت ہمیں اپنی گرفت میں لے چکی ہوگی۔

قیامت اور اس کی علامات پر مبنی تمام جدید وقدیم کتب کا اصل مقصد یہی ہے کو پوری قوم خود کو خواب غفلت سے بیدار کرے اور پورے ہوش وحواس اور بیداری سے ہر آنے والے فتنہ سے بچے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اسے قبر تک محفوظ لے جائے۔

فوت ہونے والے کی جدائی کا صدمہ اپنی جگہ، لیکن اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ رحمت بھی ہے کہ فوت ہونے والا مسلمان دجال کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ گیا۔ اس لیے کہ فتنہ دجال کے وقت بڑی بڑی قد آور شخصیات اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین

زیر نظر کتاب قیامت کے بارہ میں لکھی جانے والی جدید کتب میں سے وہ منفرد کتاب ہے جو اپنی جامعیت اور مستند ہونے کے حوالہ سے بہترین کتاب ہے۔ ادارہ نے زر کثیر خرچ کر کے اس کتاب کا سلیس اُردو ترجمہ کرایا ہے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل عزیزم مولوی حبیب الرحمٰن اور عزیزم حافظ ابرار الحق مدنی نے ماشاءاللہ بحسن وخوبی اس اہم علمی کام کو سرانجام دیا ہے۔ اسی طرح ادارہ... ختم نبوت کے شاہین حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ اور ماہنامہ "الخیر" کے مدیر حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ کا بھی ممنون ہے جنہوں نے شفقت اور کرم کا معاملہ کرتے ہوئے بندہ کی درخواست پر اس کتاب کے متعلق اپنے تاثرات کو قلم بند فرمادیا۔ جس سے اس کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

یاد رہے کہ صفحہ نمبر 195 تا 198 اور صفحہ نمبر 289 تا 320 تک مرتب ومترجم کی طرف سے اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب علامات قیامت کے بارہ میں صرف معلومات ہی فراہم نہیں کرتی بلکہ موجودہ حالات کے پیش نظر شرعی دستور العمل کے علاوہ مختلف شکوک وشبہات کا ازالہ بھی پیش کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف، مترجم وناشر کے علاوہ تمام مستفیدین کیلیے حفاظت ایمان اور فکر آخرت کا ذریعہ بنائے آمین

والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ شعبان ۱۴۳۱ھ بمطابق اگست 2010

تقریظ

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ خَاتِمَ الْاُمَمِ دوسری جگہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَیْنِ کہ جس طرح شہادت اور درمیان کی انگلی آپس میں ملی ہوتی ہیں، میں اور قیامت بھی اس طرح ملے ہوئے ہیں۔

اس امت نے قیامت تک رہنا ہے، قیامت امت محمدیہ پر قائم ہوگی اس لیے قیامت سے قبل جس خیر وشر کا ظہور ہونا ہے امت محمدیہ کا ہی اس سے واسطہ پڑنا ہے

سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی آمد، سیدنا مسیح علیہ السلام کا نزول اور دجال لعین کے خروج سے امت کو پالا پڑنا ہے۔ خیر القرون سے اس وقت تک علامات قیامت پر بہت کچھ لکھا گیا، اسے اگر جمع کیا جائے تو اس سے ایک وقیع لائبریری کا ایک گوشہ تیار ہو سکتا ہے۔

حال ہی میں ایک عربی کتاب **"نهاية العالم"** کے نام سے شاہ سعود یونیورسٹی (ریاض سعودی عرب) کے پروفیسر جناب محمد بن عبدالرحمٰن العریفی کی آئی ہے۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد اسحٰق اشرفی جو کتب کے شائع کرنے میں بہت حریص واقع ہوئے ہیں۔ جن سے اس شعبہ میں اللہ تعالیٰ نے کارہائے نمایاں کا ظہور کرایا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کرایا ہے اور اس کا نام "قیامت قریب آرہی ہے" انہوں نے تجویز کیا ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن (فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان) اور حافظ ابرار الحق مدنی اس کے مترجم ہیں۔

اس عنوان پر یہ کتاب زمانے کے اعتبار سے آخری ہونے کے باعث بہت جامع ہے۔ اس کے عنوانات پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کوئی اہم مبحث ایسا نہیں جو اس میں زیر بحث نہ آیا ہو۔

حق تعالیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق اشرفی اور ان کے رفقاء کو
اس کار خیر کے سرانجام دینے پر بہت جزائے خیر دیں آمین

محتاج دعا: (حضرت مولانا) فقیر اللہ وسایا خادم ختم نبوت ملتان

تقریظ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
مدیر ماہنامہ "الخیر" واستاد الحدیث... جامعہ خیر المدارس ملتان

علامات قیامت کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

قرآن کریم میں چار بنیادی عقائد کو بسط وتفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

توحید، عقیدہ رسالت، عقیدۂ آخرت اور حقانیت قرآن کریم۔

قرآن کریم نے ان عقائد کو نہ صرف قطعی دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے بلکہ منکرین کے اشکالات وشبہات کے بھی نہایت شافی ووافی جواب دیئے ہیں۔ اسی طرح امام الانبیاء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے حالات اور علامات کو نہات اہتمام اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے تاکہ آخرت کی فکر پیدا ہو اور امت کا ہر فرد اپنی اور اپنے اہل وعیال کی اصلاح کے ساتھ آنے والے فتنوں سے باخبر ہو کر حفاظت کا سامان کر سکے۔ آخرت کے یقین اور استحضار ہی سے ایک مؤمن صاحب کردار بنتا ہے یہ عقیدہ پختہ ہو تو رات کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں معصیت کی دعوت کے باوجود انسان محفوظ ومامون رہتا ہے اور یہ عقیدہ کمزور ہو جائے تو مسجد میں بھی نافرمانی کا صدور ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ میں جب کبھی معمولی سی دنیوی رغبت محسوس فرماتے تو انہیں فوراً آخرت اور نعمہائے جنت کی طرف متوجہ فرما دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل (دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر بلکہ راہ گزر ہوتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت وتربیت کا یہ اثر تھا کہ دنیا کے تمام مشاغل ضروریہ کی انجام دہی کے باوجود حضرات صحابہ کرامؓ کی قلبی توجہ

ہمیشہ آخرت کی طرف مبذول رہی۔صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا شاہکار تھے جس کی گواہی اعدائے اسلام نے بھی دی۔

تاریخ میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مسلمان ایرانی آتش پرستوں کے خلاف صف آراء تھے تو ایرانی افواج کے سپہ سالار رستم نے مسلمان فوج کے حالات معلوم کرنے کے لئے کچھ جاسوس بھیجے وہ بھیس بدل کر مسلمانوں کے کیمپ میں کچھ دن حالات کا مشاہدہ کرتے رہے واپس جا کر انہوں نے رستم کو یہ رپورٹ پیش کی کہ "**هم رهبان بالليل وفرسان بالنهار**" کہ یہ عجیب لوگ ہیں، رات کو راہب نظر آتے ہیں اور دن میں شہ سوار ہیں۔ دنیا نے یہ چیزیں علیحدہ علیحدہ تو دیکھی تھیں۔ اس لئے کہ جو راہب ہوتے تھے وہ دن کے وقت بھی راہب ہوتے تھے اور رات کے وقت بھی، اُن کے ہاتھ میں تلوار نظر نہیں آتی تھی۔ اسی طرح قیصر وکسریٰ کی افواج میں جو دن کا فوجی ہوتا تھا وہ رات کا بھی فوجی ہے۔ لیکن فکر آخرت کا یہ کمال ہے کہ اس نے دو متضاد چیزوں کو اکٹھا کر دیا۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت وکردار پر اس سے زیادہ جامع تبصرہ ہو ہی نہیں سکتا کہ **هم رهبان بالليل وفرسان بالنهار**" کہ رات کو یہ راہب نظر آتے ہیں۔ اللہ کے حضور سربسجود ہیں۔ قیام کی حالت میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے اور سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر ہیں لیکن دن کے وقت یہی لوگ بہترین شہ سوار ہیں اور نہایت دلیری سے لڑتے ہیں۔

چونکہ قیامت اور علامات قیامت کا تعلق ایمانیات سے ہے اس لئے ہر دور کے علماء ومحدثین نے دیگر عقائد کی طرح اس موضوع پر بھی مستقل تصانیف قلم بند فرمائی ہیں۔ خاص طور پر قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں سے ہر مسلمان کا آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ وہ بے خبری کی وجہ سے کہیں ان میں مبتلا نہ ہو جائے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی حفظہ اللہ شاہ سعود یونیورسٹی ریاض (سعودی عرب) میں عقیدہ وادیان اور عصری مذاہب کے استاذ ہیں۔ دین اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب پر بھی ان کی گہری نظر ہے۔ عام

مسلمانوں کو قیامت اور علامات قیامت سے آگاہ کرنے کیلئے انہوں نے عربی میں ''نہایۃ العالم'' کے نام سے ایک جامع کتاب تالیف فرمائی، جس میں نقشوں اور تصاویر کے ذریعے قیامت کی علاماتِ صغریٰ اور کبریٰ کو وضاحت سے بیان فرمایا۔ یہ کتاب صحت و جامعیت اور اہمیت وافادیت کے لحاظ سے اس لائق تھی کہ اردو خواں حضرات بھی اس سے مستفید ہوتے۔

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے مدیر حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب زید مجدہم نے اپنے مہم جو مزاج کے مطابق اپنے دو برادر زادوں حافظ ابرار الحق مدنی اور مولانا حبیب الرحمٰن (فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان) کو اس کے اردو ترجمہ کی طرف متوجہ فرمایا جنہوں نے مختصر مدت میں اس علمی تالیف کا نہایت سلیس اور شستہ ترجمہ کر دیا، ترجمہ اس قدر رواں دواں ہے کہ کتاب ترجمہ کی بجائے مستقل تالیف محسوس ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ مدیر محترم اور ان کے معاونین کی اس کاوش کو قبول فرما کر اس تالیف کو مصنف، مترجمین، ناشر اور ان سطور کے ضعیف و ناتواں راقم کے لئے ذریعہ رضا اور وسیلہ بخشش بنائیں اور جملہ مسلمانوں بالخصوص کتاب کے قارئین کیلئے اسے ذریعہ ہدایت بنائیں آمین

والسلام

(حضرت مولانا) محمد ازہر

مدیر ماہنامہ ''الخیر'' جامعہ خیر المدارس ملتان

اجمالی فہرست

اضافہ از مترجم

اس کتاب کی چند خصوصیات

- قیامت کی چھوٹی بڑی تمام علامات کی مستند تفصیلات
- آخری زمانہ میں کونسی جنگیں ہوں گی اور کن کیساتھ ہوں گی ان کی تمام تر تفصیلات۔
- امام مہدی علیہ السلام کون ہیں؟ کب اور کہاں ظاہر ہوں گے؟ اس بارہ میں تحقیقی روایات اور جھوٹے مدعیان مہدویت کی نشاندہی۔
- دجال کا فتنہ اور اس کی قیامت خیزیوں کی نشاندہی۔
- برمودا تکون کی حقیقت اور اس کا دجال سے تعلق سے متعلق تحقیقی مباحث۔
- فتنہ دجال سے بچنے کیلئے شرعی تدابیر
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ظہور تک کی تفصیلات۔
- واقعہ یاجوج و ماجوج کی تفصیلات۔
- یاجوج و ماجوج کی قوم فضائی سیٹلائٹ سے پوشیدہ کیوں؟
- علامات قیامت کو سمجھنے کیلئے موقع بہ موقع انتہائی اہم تصاویر کا اضافہ۔
- تمام ذخیرہ کتب احادیث سے مستند احادیث و آثار سے مدلل کتاب۔
- عربی کتاب کا سلیس اور رواں ترجمہ جس نے اسے مستقل تالیف بنا دیا ہے۔

یاد رہے کہ کتاب ہذا میں درج قرآنی آیات کا ترجمہ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے "آسان ترجمہ قرآن" سے دیا گیا ہیں۔

اللھم اجعلنا ممن یقرأ ھذا الکتاب فینتفع منه علماً وعملاً

فہرست مضامین

130:-مہدی علیہ السلام کا ظہور

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کا حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے نام تاریخی خط

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں:

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے.... وہیں ان کی وفات بھی ہوئی.... انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبی خاندان کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں.... مکہ میں چاہے سارے خاندان (خدانخواستہ) اجڑ جائیں مگر شیبی کا خاندان قیامت تک کے لئے باقی رہے گا.... یہ ان کا ایمان تھا...... مولانا کو عجیب ترکیب سوجھی.... واقعی ان بزرگوں کو داد دینی چاہئے کہاں ذہن پہنچا.... مولانا نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار.... یہ دونوں لیں اور امام مہدی کے نام ایک خط لکھا کہ:

"فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں.... مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کی ذات کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے اجر مل جائے جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا"

یہ خط لکھ کر تلوار اور حمائل شیبی کے سپرد کی جو ان کے زمانہ میں شیبی تھا اور کہا کہ مہدی کے ظہور تک یہ امانت ہے تم جب انتقال کرو تو جو تمہارا قائم مقام ہو اسے وصیت کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ جب اس کا انتقال ہو تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کرے کہ "رفیع الدین" کی یہ تلوار اور حمائل شریف خاندان میں چلتی رہے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جائے تو جو اس زمانے میں شیبی ہو وہ میری طرف سے امام مہدی کو یہ دونوں ہدیئے پیش کر دے.... (خطبات حکیم الاسلام)

کلمة المؤلف



اما بعد! ہمارے اس زمانہ میں واضح اور غیر واضح کتب اور مستند وغیر مستند کتب دینی کتب خانوں میں دیکھی جاتی ہیں اور انٹرنیٹ میں پیش کی جاتی ہیں جو مستقبل کے حادثات پیش آنے کے موضوع پر لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں بعض کا مآخذ قرآنی آیات اور ان احادیث پر ہے جو کہ قیامت کی علامات سے تعلق رکھتی ہیں۔

اسلام پر جتنے بھی امتحانات بڑھتے جا رہے ہیں اہل اسلام ان امتحانات سے نکلنے کا راستہ یا راستے ڈھونڈ رہے ہیں۔

کبھی سنا جاتا ہے کہ مہدی نکل آئے ہیں اور کبھی یہود و نصاریٰ کے درمیان عالمی جنگ کے قریب آنے کا سنا جاتا ہے

یا کبھی کسی علاقہ میں زمین کا دھنسنا سنا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

کچھ عرصہ قبل مجھے افریقہ جانا ہوا اور میں نے دیکھا کہ ان میں ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے جو یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور نازل ہوا ہے

اس وجہ سے میں نے حتمی اور لازمی سمجھا کہ قیامت کی علامات واضح طور پر پیش کی جائیں اور ان کی تشریح تفصیل سے ذکر کی جائے۔

آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب اسی بات کا نتیجہ ہے۔

میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کو اشاعت کے مراحل تک پہنچانے میں میری معاونت کی۔

جن میں سب سے پہلے فضیلۃ الشیخ پروفیسر سلمان بن فہد العودہ، پروفیسر عبدالعزیز آل عبداللطیف وغیرہ شامل ہیں میں ان سب کا احسان مند ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو نافع بنائیں اور اس نیکی کے کام کو صرف اور صرف اپنی رضا کا سبب بنائیں اور اس کتاب کو قیامت کے دن ہمارے حق میں گواہی کا باعث بنائیں۔آمین

راقم الحروف

پروفیسر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی حفظہ اللہ

پروفیسر شعبہ عقیدہ والادیان والمذاہب المعاصرہ

ملک سعود یونیورسٹی، ریاض، سعودی عرب

ہم علامات قیامت کے متعلق کیوں بحث کرتے ہیں؟

انسان جس چیز پر بحث کرتا ہے ضروری ہے کہ اس بحث کا انجام اچھا ہونا چاہیے۔

کیا علامات قیامت کے متعلق بحث کرنا اور ان کو جاننا ہماری زندگی میں کوئی نافع ہے؟ یا صرف اور صرف قیامت کی علامات کے بارہ میں بحث کر کے اپنی معلومات میں اضافہ مقصود ہے؟ جبکہ اپنی اصلاح پیش نظر نہ ہو۔

جواب

قرآن وسنت میں قیامت کی علامات ذکر کی گئی ہیں اور ان کے بہت فوائد ہیں جو انسان کو اپنی زندگی میں محسوس ہوتے ہیں۔

ان فوائد میں بعض یہ ہیں۔

1- غیب پر ایمان کی پختگی، جو کہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (سورہ بقرہ ۳)

ترجمہ: جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ لڑوں حتیٰ کہ وہ کلمہ توحید **لا اله الا الله** پڑھ لیں مجھ پر اور جو کچھ میں لایا اس پر ایمان لے آئیں۔ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو انہوں نے اپنی جان مال کو محفوظ کر لیا۔ سوائے اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ (بخاری ومسلم)

غیب پر ایمان یعنی ہر اس خبر پر ایمان لے آئیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہو اور وہ مستند طریقے سے ہم تک پہنچی ہو اور ہم نے اپنے موجودہ حالات میں اس خبر کا مشاہدہ کیا ہو' یا وہ خبر غیب میں سے ہو جس کو ہم نہیں دیکھ سکتے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچی خبر ہے ان غیب کی خبروں میں سے علامات قیامت کی خبر ہے۔ مثال کے طور پر دجال کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، قوم یاجوج و ماجوج کا نکلنا، دابہ (جانور) کا نکلنا اور سورج کا غروب سے طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ اور اس کے علاوہ جن علامات کی خبر مستند طریقے سے ہم تک پہنچی ہے۔

2- جو فائدہ ہمیں علامات قیامت کے جاننے کے بعد ہونا چاہیے وہ یہ کہ ہم اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر راغب کریں اور قیامت کے دن کیلئے تیاری کریں۔ کیونکہ اس تیاری سے غافل لوگوں کا جاگنا ہے اور انہیں توبہ کیلئے برانگیختہ کرنا ہے اور دنیا کی رغبت کو کم کرنا ہے اور ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اردگرد کے لوگوں کے ساتھ معاملہ فرمایا جب آپ کو قیامت کی علامات کے قرب کا علم ہوا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے کچھ حصہ میں قیام کیا اور فرمایا اہل عرب ہلاک ہو گئے کیونکہ ان کیلئے ایک آفت آنے والی ہے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے۔

3- قیامت کی علامات میں شرعی احکام اور فقہی مسائل کی تشریحات بھی ہیں جیسا کہ دجال کے زمین پر کچھ عرصہ گزارنے میں آیا ہے کہ اس کا ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک ماہ کے برابر ہو گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے زمین پر کچھ عرصہ رہنے کے دنوں کے متعلق پوچھا۔ کہ کیا دجال کے زمانہ کے ایک دن میں ہمارے ان دنوں کی نمازیں کافی ہوں گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اندازہ لگا کر نمازیں پڑھ لیں۔

تو اس حدیث میں علامات قیامت بھی ہیں اور فقہی مسئلہ کا بیان بھی ہے جس

سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو مسلمان ایسے ممالک میں رہتے ہیں جہاں رات یا دن پورا پورا ماہ رہ جاتے ہوں وہاں کے لوگ کس طریقے سے نمازیں ادا کریں گے۔

4- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علامات قیامت کا جاننا جو کہ غیب کی چیزوں میں سے ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا علم غیب جاننے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ‎ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (سورۃ الجن ۲۶)

ترجمہ: وہی سارے بھید جاننے والا ہے چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے اس کام کیلئے پسند فرمایا ہو ایسی صورت میں وہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے۔

5- قیامت کی علامات جاننے سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ جب وہ علامات ظاہر ہوں گی تو ہمیں ان علامات کے ساتھ شرعی معاملہ کرنے کی معلومات حاصل ہوگی تاکہ ان علامات کے احوال ہمارے سامنے گڈمڈ نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ دجال کی تفصیلی خبر ہمیں بتائی گئی ہے کہ کیسے اس کی آنکھ، پیشانی ہوگی اور جو جو چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی تاکہ ہم اس کے فتنہ سے بچ سکیں اور اس کی پہچان کر سکیں کہ یہ دجال ہے۔

6- قیامت کی علامات جاننے سے ہمیں مستقبل کے حالات آنے سے پہلے تیاری کی فرصت مل سکتی ہے بخلاف اس کے کہ قیامت کا دن اچانک آ جائے۔

7- قیامت کی علامات جاننے سے ہمارے سامنے امید کا دروازہ کھلتا ہے کیونکہ

قیامت کی علامات میں سے یہ علامت بھی ہے کہ اسلام نصرت پا جائے گا اور یہ نصرت پوری زمین پر پھیل جائے گی اور یہود و نصاریٰ کے دین زائل ہو جائیں گے اور یہ بات اس بنا پر ہے جو کہ ہمارے پیغمبر کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کا اسلام پوری زمین پر پھیل کر رہے گا اور تمام ادیان پر ہمارا دین غالب ہو کر رہے گا چاہے کفار کو نا گوار ہی کیوں نہ ہو۔

8- انسانی فطرت ہے کہ وہ نئی چیز جاننے کی رغبت رکھتا ہے نظروں سے غائب چیزیں اور مستقبل کے حالات جاننے سے یہ رغبت پوری ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ ان غیبی خبروں کی تصدیق بھی شریعت میں موجود ہے۔

اگر اسلام نے نجومی اور کاھن کی طرف راستے بند کیے ہیں جو کہ غیب کی خبروں کا دعویٰ کرتے ہیں تو اسلام نے بذات خود وحی کے ذریعے مستقبل کے حالات سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے جو کہ قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

9- قیامت کی علامات پر ایمان رکھنے سے ایمان خود پختہ اور بڑھتا رہتا ہے، کیونکہ قیامت کی علامات کا علم جس طرح بذریعہ وحی ہم تک پہنچا ہے ان کا اسی حالت میں ظاہر ہونا ہمارے دین کی سچائی کی دلیل ہے جس کے راستے پر ہم چل رہے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد وثمرات ہیں جو ہماری زندگی میں مؤثر ہیں۔

علامات قیامت کے ساتھ معاملہ کرنے کے اصول

گذشتہ اور موجودہ زمانہ میں بہت سے علماء نے علامات قیامت کے متعلق کتب تصنیف فرمائی ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ٹی وی، ریڈیو کے پروگرام اور انٹرنیٹ پر علامات قیامت کے متعلق اکثر بحث ومباحثہ ہوتا رہتا ہے۔ بعض لوگ اس بحث میں شرعی دلائل کو خلط ملط کر دیتے ہیں اس وجہ سے میں نے لازمی سمجھا کہ علامات قیامت اور ان کے دلائل کیساتھ شرعی معاملہ کے اصول بیان کروں۔

۱۔ علامات قیامت کیلئے قرآن وسنت کے دلائل پر انحصار: اس لیے کہ ہمارے پاس یہی مآخذ ہیں جن کے ذریعے ہمیں غیب کی خبروں کی اطلاع مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ. (سورۃ نمل ۶۵)

ترجمہ: کہہ دو کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن ۲۶)

ترجمہ: وہی سارے بھید جاننے والا چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے اس کام کیلئے پسند فرمایا ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دینی مصلحت کے تحت بعض غیبی حالات پر مطلع فرما دیتے ہیں اور ان حالات میں سے علامات قیامت ہیں جو کہ مستقبل کے بارہ میں غیب کی چیزوں میں سے ہیں مگر قیامت کی علامات کا جاننا اسرائیلی روایات یا خواب وخیال یا کسی سیاسی احوال سے اندازہ لگانا کسی شرعی دلیل کے بغیر درست نہیں اور

یہ بھی ضروری ہے کہ قیامت کی علامات کیلئے جس دلیل کو پیش کرنا ہو وہ مستند اور صحیح ہو، چاہے وہ دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہو۔

آج کل قیامت کی علامات کے متعلق بحث و مباحثہ کرنا اور اس بات کا چھیڑنا اور ان موضوعات پر کتب لکھنا تجارت کا ذریعہ بن چکا ہے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ ان کتب کی طرف رجحان کریں جن میں قیامت کے متعلق انوکھے جھوٹے اور غیر مستند خواب وخیال لکھے جاتے ہیں اور اس موضوع پر سب سے عجیب بات جو میں نے پڑھی ہے وہ یہ کہ ایک مؤلف نے اپنے ایک نادر مخطوطہ میں لکھا ہے جو کہ ۳ھ میں لکھی جا چکی ہے۔ جو ترکستان کے استنبول کے اسلامی کتب خانہ میں موجود ہے کہ حضرت ابوہریرہ عبداللہ بن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور ایک روایت اس طریقے سے بھی لکھی گئی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک بات بتانا چاہتے تھے لیکن ان کو ڈر لگتا تھا۔ جب وہ قریب المرگ ہوئے تو انہیں خدشہ ہوا کہ وہ بات پوشیدہ ہی نہ رہ جائے تو انہوں نے اردگرد کے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے ایسی خبر معلوم ہے جو کہ آخری زمانہ کی جنگ کے حالات کے متعلق ہے۔

لوگوں نے آپ سے گذارش کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں آپ ہمیں بتادیں انہوں نے فرمایا ۱۴۳۰ھ کے شروع میں امام مہدی ظاہر ہوں گے اور وہ پوری دنیا کے ساتھ جنگ کریں گے پھر وہ اپنے سامنے یہود و نصاریٰ اور منافقین کو مکہ کے پہاڑ ''مجدون'' کے پاس جمع کریں گے اور اس جگہ سے ایک پری جو کہ زانیہ ہوگی اس کا نام امریکا ہوگا وہ نکل کر لوگوں کو گمراہی اور کفر کی طرف بہکائے گی اور یہود سپر پاور ہوں گے ان کے قبضہ میں مسجد اقصیٰ اور اس کا شہر ہوگا۔ مہدیؑ کو یہ محسوس ہوگا کہ پوری دنیا اس کے خلاف مکرو فریب کر رہی ہے اور یہ نظر آئے گا کہ یہ پوری دنیا اسی کی ہے اور یہ بھی بتایا کہ پوری دنیا ایک درخت کی طرح ہوگی جس کا مہدی کو اختیار ہوگا کہ اس کی جڑ کا مالک بن جائے ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل فرمائے گا اور زمین وسمندر کو جلا دے گا اور آسمان سے برائی کی بارش ہوگی اہل زمین کفار پر لعنت کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ کفر کو زائل فرمائیں گے۔ (کشف المکنون)

۲۔علامات قیامت کیلئے مستند علماء سے رجوع کرنا:

جس انسان کے اندر بھی اس موضوع کے متعلق کوئی چیز پیدا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے میں جلدی نہ کرے اس سے پہلے کہ مستند علماء سے رجوع نہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل)

ترجمہ: (اے منکرو) اب اگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے تو جو علم والے ہیں۔ان سے پوچھ لو۔

سلف صالحین کا طریقہ بھی یہی تھا جیسا کہ ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی خبر میں آیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں کوفہ (عراق کا شہر) میں تھا وہاں افواہ پھیلی کہ دجال نکل آیا تو میں دوڑتا ہوا حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو کہ مجمع میں بیان فرما رہے تھے۔

میں نے کہا دیکھو یہ دجال نکل آیا ہے۔

انہوں نے مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔پس میں بیٹھ گیا

ایک سربراہ آکر کہنے لگا دیکھو یہ دجال نکل آیا ہے اور اہل کوفہ اس کو مار رہے ہیں تو اس کو بھی بیٹھنے کا کہا وہ بھی بیٹھ گیا کچھ دیر بعد بتایا گیا کہ یہ ایک آدمی کی طرف سے افواہ اڑائی گئی تھی۔

میں نے اور سربراہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں بیٹھنے کا اس لیے کہا ہوگا کہ ہمیں کچھ بتائیں گے پس ہمیں کچھ بتائیے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دجال تمہارے اس زمانہ میں نکلتا تو بچے اس کو پتھر مارتے لیکن دجال اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں حسد و بغض عام ہو جائے گا اور دین کی وقعت ختم ہو جائے گی اور ہر دو کے درمیان معاملہ بگڑ جائے گا۔(حاکم فی المستدرک)

۳۔لوگوں سے ان کی فہم کے مطابق بات کرو:

جو لوگ علامات قیامت کے متعلق باتیں کرتے ہیں وہ قیامت کے متعلق احادیث

عوام الناس اور نومسلم حضرات کو بتاتے ہیں جبکہ ان کے ذہن اس بارہ میں سنجیدہ نہیں ہوتے ایسے لوگ اس بات کو مدنظر نہیں رکھتے۔

جبکہ اصولوں میں سے ایک اصول ہے کہ ہر جو بات سننے میں آئے وہ دوسروں سے نقل نہ کی جائے اور نہ ہی ہر بات نشر واشاعت کے قابل ہوتی ہے۔ کیونکہ کئی ایسے لوگ ہیں جن کی عقل میں یہ بات نہیں آسکتی اور لوگوں کی عقل وفہم میں اس بات کا تحمل نہیں ہوتا۔ یا وہ بات کو الٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ لوگوں کے ساتھ وہ بات کرو جو وہ سمجھ سکیں کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے اے لوگو! کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ و رسول کو جھٹلایا جائے؟ لہٰذا لوگوں کے ساتھ وہ بات کرو جو وہ سمجھ سکیں اور وہ بات چھوڑ دو جس پر وہ انکار کریں اور جھٹلائیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کبھی بھی لوگوں کو وہ بات نہ بتائی جائے جو ان کی عقل سے ماورا ہو کیونکہ اس سے ان میں فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ (مسلم شریف)

علامات قیامت کے بارہ میں
دلائل کو موجودہ حالات پر منطبق کرنے کے اصول

گذشتہ اور موجودہ زمانہ میں بہت سی کوششیں ظاہر ہوئی ہیں جن سے علامات قیامت کی احادیث کو موجودہ حالات پر منطبق کیا گیا ہے بلکہ بعض تو اپنی بات پر اصرار بھی کرتے ہیں لہٰذا میں نے دیکھا کہ علامات قیامت کی احادیث کو موجودہ زمانہ پر منطبق کرنے کے اصول بیان کرنے چاہئیں۔

پہلا اصول

علامات قیامت کی احادیث کو موجودہ زمانہ پر منطبق کرنا ہماری ذمہ داری نہیں۔ جب انسان اپنی فطرت سے موجودہ حال میں غور وفکر کرتا ہے تو اس کے حواس بعض حوادث کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں اور بعض کو نہیں اس لیے بعض لوگ حوادث کو خوفناک دیکھتے ہیں اور موجودہ حال کے جو حادثات ہیں وہ گزرے ہوئے بڑے مصائب سے بھی دوگنا نظر آتے ہیں۔

ایک عربی شعر ہے

یا زماناً بکیت منه فلما صرت فی غیره بکیت علیه

یعنی کتنے وہ زمانے ہیں جن کی شدت سے میں رو پڑا جب وہ زمانہ ختم ہوا اور دوسرا زمانہ اس سے بھی زیادہ سخت آیا تو گزشتہ زمانہ کے چلے جانے پر میں رویا۔

جب کوئی موجودہ زمانہ کے حادثہ کو خوفناک سمجھتا ہے اور اس میں جو حالات دیکھتا ہے تو ان کو وہ علامات قیامت میں سے سمجھتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اس

اجتہاد کو اہل علم و معرفت کے سامنے پیش کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فرمایا کہ ابن صیاد وہی دجال ہے جو احادیث میں مذکور ہے اور اس اجتہاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا ہاں اگر اجتہاد سے مسلمانوں کی صفوں میں جدائی پیدا ہوتی ہو یا اس اجتہاد پر شرعی لوازم جن پر دلیل پیش کرنا لازم ہو تو ایسے اجتہاد سے بچنا چاہیے سوائے اس اجتہاد کے جس پر دلیل ہو جیسا کہ بعض لوگ اپنے اجتہاد سے کہتے ہیں کہ جنگیں ہوں گی فتنہ پھیلے گا اور عزتیں پامال ہوں گی۔ اور مسلمانوں کی صفیں انتشار کا شکار ہو جائیں گی' سو ایسا اجتہاد جائز نہیں' سوائے اس کے جس پر وحی سے مستقل دلیل وارد ہوئی ہو۔

بعض لوگ جو علامات قیامت کے کتب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ علامات قیامت کی احادیث کو جن میں مستقبل کے حالات کا ذکر آیا ہے موجودہ حالات پر منطبق کرنے کا تکلف کرتے ہیں۔

مثلاً اگر انہوں نے یہ پڑھا کہ عراق پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں وزن کے سامان ہونگے نہ درہم ہوں گے تو کہتے ہیں کہ یہ قیامت کی علامات میں سے ہے جو کہ ۱۴۱۰ھ بمطابق 1990ء میں ظاہر ہوئی ہے۔ جبکہ اس وقت امریکہ نے عراق پر مالی سزا مقرر کی تھی اس بات کا اگر احتمال بھی ہو پھر بھی اس کو منطبق کرنے پر غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے خاص طور پر جب اس بات پر جزم کیا جائے اور اس سے بھی بڑھ کر بعض علماء نے اس دنیا کی حد بھی مقرر کر دی ہے۔

بعض نے لکھا ہے کہ یہ دنیا 9 سو سال تک رہے گی اور بعض نے ہزار سال تک کا کہا ہے اور انہوں نے اپنی ان باتوں کو بعض احادیث سے مدلل کیا ہے جن سے یہ بات مشہور ہوئی ہے وہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ اور علامہ سخاوی رحمہ اللہ وغیرہ حضرات ہیں۔

لہٰذا کسی علامت کے بارہ میں پختگی کے ساتھ یہ کہنا کہ یہ فلاں زمانہ میں واقع ہوئی تھی ایسا کہنا جائز نہیں۔ سوائے اس کے کہ اس پر شرعی دلیل واضح طور پر

موجود ہو۔ جیسا کہ اکثر نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کو بعض اشخاص پر منطبق کر کے پختگی کے ساتھ کہا ہے کہ یہ امام مہدی ہیں۔ جس سے فتنے پھیلے اور قتل و غارت اور بغاوت ہوئی۔

اس بات کی مثال یوں ہے جیسا کہ ''اسرار الساعۃ'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ مہدی کے نکلنے سے پہلے دجال کو ایران میں صدارت ملے گی۔ پھر اس کا بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ محمد خاتمی ہوگا اور اس کو آیت اللہ جورباشوف کا لقب دیا جائے گا ایک اور مصنف نے اپنی کتاب'' مسیح الدجال'' میں لکھا ہے کہ مہدی المنتظر صدام حسین ہے جو کہ عراق کے سابق صدر تھے جو کہ ۱۴۲۷ھ میں امریکہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ امین محمد جمال نے اپنی کتاب ہرمجدون میں پختگی کے ساتھ لکھا ہے کہ سفیانی نام کا شخص جو احادیث میں وارد ہوا ہے وہ صدام حسین ہے۔

کتاب ''اشراط الساعۃ وھجوم الغرب'' کے مصنف نے نہایت شد و مد کے ساتھ لکھا ہے کہ سفیانی جورڈن کا سابق بادشاہ ملک حسین ہے جو ۱۴۲۰ھ میں فوت ہوا۔

اس طرح کے دعوے کرنا اوران پر پختگی کرنا درست نہیں ہاں اگر جو حادثہ ہوا ہے اس کی علامات ویسے ظاہر ہوئی ہیں جیسے احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور احادیث کسی لحاظ سے اس حادثہ پر منطبق ہوتی ہیں جس سے وہ حادثہ واضح طور پر نظر آتا ہے اور اس میں کوئی شک پیدا نہیں ہوتا۔ تو اس وقت کوئی مواخذہ نہیں کہ احادیث کو اس حادثہ پر منطبق کیا جائے اور اس چیز کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ احادیث کو جن علامات پر منطبق کیا ہے اس حادثہ کے مشابہ واقعہ پر بھی منطبق کیا جا سکتا ہے جس کے منطبق ہونے کی علامات گذشتہ حادثہ کی نسبت زیادہ نظر آتی ہوں۔

ان باتوں کی مثال یوں ہے۔

۱۔ جیسا کہ مسلم شریف میں مذکور ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے قتل کے قصہ میں حجاج بن یوسف کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں جو کہ عبداللہ بن زبیر کو قتل کرنے والے لشکر کا سربراہ تھا فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ ثقیف کے قبیلہ میں جھوٹا اور قاتل

ہو گا ہاں جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا اور تمہارے علاوہ قاتل مجھے کوئی اور نظر نہیں آتا۔حجاج بن یوسف اٹھ کر چلا گیا اور کوئی بات نہ کر سکا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت اسماء کا یہ کہنا کہ جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا ان کا مقصد مختار بن ابی عبید ثقفی تھا جو کہ جھوٹا ترین آدمی تھا اور اس کے جھوٹے دعوؤں میں سے ہے کہ جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں اور اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ مذکورہ حدیث میں جھوٹے سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہی ہے اور قاتل سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔ واللہ اعلم (شرح مسلم للنووی)

۲۔مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجاز کی زمین سے ایک بڑی آگ نہ نکل آئے جس سے بصرہ کے شہر میں اونٹوں کی گردنیں دکھائی دیں گے (حجاز سے مراد مدینہ منورہ اور بصرہ سے مراد شام کا علاقہ ہے جو کہ آج کل سوریا، فلسطین وغیرہ کے ممالک پر مشتمل ہے)

اور یہ آگ بھڑکی تھی کہا جاتا ہے کہ وہ تین ماہ تک رہ گئی تھی اور مدینہ کی عورتیں اسی کی روشنی سے فائدہ اٹھاتی تھیں۔

ابوشامہ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب بدھ کی رات ۳ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ بمطابق 29 مئی 1256ء میں ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا پھر زلزلہ محسوس ہوا۔جس سے زمین آبادی، گھروں کی چھتیں،لکڑیاں، دروازے ہر تھوڑی دیر بعد حرکت کی وجہ سے بجنے لگتے تھے اور یہ حالت جمادی الاخری کے جمعہ کے دن تک رہی۔پھر ایک بہت بڑی آگ بھڑکی جو کہ بنوقریظہ کے علاقہ کے قریب تھی اس آگ کو ہم مدینہ میں اپنے گھروں سے دیکھتے تھے ایسا لگتا تھا کہ آگ کا طوفان ہے جس سے آگ کی وادی چل پڑی تھی اور وہ بڑے بڑے شعلے پھینکتی تھی۔(قرطبی)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ۶۵۴ھ میں آگ بھڑکی۔جو کہ بہت بڑی تھی اور مدینہ کے مشرقی جانب سے تھی اس آگ کے نکلنے کا علم تواتر سے چلا آ رہا۔(شرح صحیح مسلم)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مجھے واضح معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں جس

آگ کا ذکر آیا ہے یہ وہ ہی آگ ہے جو اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں بھڑکی تھی اور علاقہ قرطبی وغیرہ نے بھی یہی مفہوم لیا ہے۔ (فتح الباری)

۳۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک فتنے نہ پھیلیں اور جھوٹ بکثرت نہ ہو جائے اور بازار بڑھ نہ جائیں گے اور زمانہ قریب ہوتا چلا جائے گا پھر فرمایا۔ ویکثر الھرج، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ ھرج کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل عام ہوگا۔

شیخ عبدالعزیز بن باز (سعودیہ کے بڑی مفتی گزرے ہیں) فتح الباری کی تشریح میں لکھتے ہیں مذکورہ حدیث میں زمانہ کے قریب ہونے سے مراد یہ ہے کہ جیسے اس زمانہ میں ممالک اور شہروں کے درمیان مسافت کم ہوگئی ہے وہ اس طرح کہ آج کل ہوائی جہاز، کاریں اور ٹی وی وغیرہ جیسی چیزیں پیدا ہوگئی ہیں۔ جن سے دوری قریب ہوگئی ہے۔

دوسرا اصول:

ضروری نہیں کہ علامات قیامت کے ظاہر ہونے کے فوراً بعد قیامت کا وقوع ہو جائے۔ کہیں یہ علامات قیامت سے طویل عرصہ پہلے ظاہر بھی ہوسکتی ہیں۔

قیامت کی علامات سے مراد یہ ہے کہ وہ علامات جو کہ وقوع قیامت سے پہلے قیامت کے قریب آنے کی دلیل ہوتی ہیں چاہے کوئی علامت قیامت کے واقع ہونے کے قریب یا بعید واقع ہو۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور قیامت کی بعثت اس طرح اکٹھی ہوئی جیسے شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور اس کیساتھ والی انگلی کو ملا کر واضح فرمایا (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت قریب ہے چاہے اس کے علاوہ دیگر علامات جو بعد میں واقع ہوئی ہیں وہ کہیں قیامت کے اور زیادہ قریب ہوں۔

ہم علامات قیامت کی ظاہر ہونے کے لحاظ سے اس طرح تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ وہ علامات ہیں جو واضح اور مکمل طور پر ظاہر ہوئی ہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں مثلاً آپ کی بعثت اور موت اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا ظاہر ہونا۔

۲۔وہ علامات ہیں جو گذشتہ زمانہ میں ظاہر ہوئی تھیں اور دن بدن بڑھتی جارہی ہیں جیسا کہ بازاروں کی کثرت اور قتل وغارت کا عام ہونا۔

۳۔کچھ وہ علامات ہیں جو ابھی تک واقع نہیں ہوئیں مگر وہ واقع ہو کر رہیں گی جیسا کہ چوپایہ کا اور دجال کا نکلنا وغیرہ۔

تیسرا اصول

احادیث کو موجودہ حالات پر غلط منطبق کرنے کے خطرات

۱۔پہلا خطرہ:علم کے بغیر بات کرنا گویا علم غیب کا دعویٰ کرنا ہے۔

اگر آپ نے دعویٰ کیا کہ فلاں علامت جو حدیث میں وارد ہوئی ہے وہ فلاں سن میں واقع ہوئی ہے تو آپ کا یہ دعویٰ شرعی دلیل اور حجت کا تقاضہ کرتا ہے۔کسی سچے مسلمان کیلئے یہ بات لائق نہیں ہے کہ اس کو اجتہاد کیلئے کہا جائے اور وہ اپنی زبان کو شرعی مسائل میں کھلا چھوڑ دے اور ایسی باتیں کرے جس کا اسے علم بھی نہ ہو۔

۲۔دوسرا خطرہ:غیر ضروری کام میں لگنا اور ضروری کام کو چھوڑ دینا

بعض لوگ ایسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا لکھا ہے اور اس کے مصنف نے شدومد کے ساتھ بیان کیا کہ مہدی فلاں شخصیت ہوگی جس سے بعض قارئین مہدی علیہ السلام کے ظہور کے منتظر رہتے ہیں اور اپنے حالات کو اس خبر کے واقع ہونے پر مرتب کرتے ہیں ان میں سے کوئی گھوڑا اور تلوار خریدتا ہے تاکہ وہ آنے والے حالات میں جنگ کیلئے تیار ہوں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس بناء پر گھر بار اور اہل وعیال کو ترک کر دیا کہ دجال کا نکلنا قریب آچکا ہے۔وغیرہ

۳۔تیسرا خطرہ:بڑی بربادی پھیل سکتی ہے جس سے اللہ ورسول کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔

مثال کے طور پر کوئی شخص پختگی سے کہتا ہے کہ فلاں حدیث میں مہدی سے مقصود فلاں شخص ہے پھر اس کے بعد اس کے خلاف بات ظاہر ہوتی ہے جس سے لوگ اس درجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ جن احادیث میں مہدی کا ذکر آیا ہے ان کو جھٹلا سکتے ہیں۔ایسے اگر کسی اور علامت کے بارہ میں علم وتحقیق کے بغیر پختگی سے کہے تو یہی انجام ہوسکتا ہے۔

علاماتِ قیامت کا معنی

علامات

علامات علامت کے جمع ہے اور قیامت کی علامت کا مطلب یہ ہے کہ وہ علامت جو قیامت واقع ہونے سے پہلے لوگوں کو خبردار کرنے کیلئے ظاہر ہوتی ہے۔

قیامت

قیامت کا معنی وہ وقت جس میں قیامت کا آغاز ہوگا اور اسے اس لیے قیامت کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں پر اچانک آئے گی جس سے پوری مخلوق ایک صور کی آواز سے مر جائے گی۔

علامات قیامت کی اقسام

قیامت کی علامات کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: چھوٹی علامتیں ان چھوٹی علامتوں کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ وہ جو گزری ہوئی علامات یعنی جو ظاہر ہو کر ختم ہو چکی ہیں اور چھوٹی علامات میں شمار کی جاتی ہیں اس لئے کہ قیامت اور ان علامات کے وقوع کے درمیان طویل زمانہ گزر چکا ہے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور مدینہ منورہ میں بڑی آگ کا بھڑکنا۔

۲۔ متوسط علامات: یعنی وہ علامات جو گزشتہ زمانہ میں ظاہر ہو چکی ہیں اور موجودہ زمانہ تک مزید بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ایسی بہت سی علامات ہیں اور یہ چھوٹی علامات میں

سے ہیں مثلاً باندی اپنے آقا کو جنے۔ دیہاتی بکریاں چرانے والوں کا شہر میں آکر بلند و بالا عمارات بنانا اور تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا ظاہر ہونا۔

دوسری قسم: بڑی علامتیں، جن کے ظاہر ہونے کے فوراً بعد قیامت کا وقوع ہوگا اور وہ دس علامات ہیں جن میں سے ایک بھی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے پوچھا کیا باتیں کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا کہ قیامت کے بارہ میں باتیں کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت نہیں آئے گی جب تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات نہ دیکھ لو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دس علامات بیان فرمائیں۔

1۔ بہت زیادہ دھواں ظاہر ہونا
2۔ دجال کا نکلنا
3۔ چوپایہ کا نکلنا
4۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا
5۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا
6۔ قوم یاجوج ماجوج کا نکلنا
7۔ مشرق میں زمین کا دھنسنا
8۔ مغرب میں زمین کا دھنسنا
9۔ جزیرہ عرب کی زمین کا دھنسنا
10۔ ملک یمن سے بڑی آگ کا بھڑکنا جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف لے چلے گی۔ (مسلم شریف)

بعض دوسری احادیث میں مہدی علیہ السلام کا ظہور، بیت اللہ کا منہدم ہونا، قرآن مجید کا زمین سے اٹھالیا جانا، جیسی علامات کا بھی ذکر آیا ہے جن کا آگے ذکر کیا جائے گا۔

قیامت کی چھوٹی علامات

پہلی قسم: وہ علامات جو واقع ہو چکی ہیں۔

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
2۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
3۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونا
4۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا باقی نہ رہنا
5۔ بیت المقدس کی فتح
6۔ موتان کقعاص الغنم
7۔ مختلف فتنوں کا بکثرت ظاہر ہونا
8۔ ٹی وی چینلوں کا ظاہر ہونا
9۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ صفین کی خبر دینا
10۔ خلاف سنت فرقوں کا ظہور (خوارج)
11۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا ظاہر ہونا
12۔ جزیرہ عرب میں امن کا قیام
13۔ مدینہ منورہ میں آگ بھڑکنا
14۔ مسلمان اور ترک میں جنگ ہونا
15۔ ایسے ظالم لوگوں کا ظاہر ہونا جو لوگوں کو کوڑوں سے ماریں گے
16۔ سر عام قتل و غارت گری ہونا
17۔ امانت کا ضائع ہونا اور دلوں سے اس کی قدر ختم ہو جانا

18۔ لوگوں کا گزشتہ گمراہ قوموں کی پیروی کرنا

19۔ باندی کا اپنے آقا کو جنم دینا

20۔ ایسی عورتوں کا ظاہر ہونا جو لباس کے باوجود برہنہ ہوں گی

21۔ بکریاں چرانے والے دیہاتی شہر میں بلند و بالا عمارات بنائیں گے

22۔ سلام صرف جاننے والوں کو کیا جائے گا

23۔ تجارت کا عام ہونا

24۔ بیوی کا خاوند کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا

25۔ بعض بڑے تاجروں کا مارکیٹ پر مسلط ہونا

26۔ جھوٹی گواہی پیش کرنا

27۔ سچی گواہی کو چھپانا

28۔ جہالت کا عام ہونا

29۔ بخل کا عام ہونا

30۔ قطع رحمی ہونا

31۔ پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا

32۔ فحاشی کا عام ہونا

33۔ امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہنا

34۔ حکمرانوں کا مغلوب ہونا اور عوام کا غالب آنا

35۔ مال کمانے میں حلال و حرام کا خیال نہ کرنا

36۔ مال غنیمت کو اپنی ملکیت سمجھنا

37۔ امانت کو مال غنیمت سمجھنا

38۔ زکوۃ کو خوش دلی کے بغیر ادا کرنا

39۔ علم دین کو اللہ کی رضا کیلئے نہ حاصل کرنا

40۔ خاوند کا بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرنا

41۔ دوستوں کو قریب کر کے والد کو دور کرنا

42۔ مساجد میں آوازیں بلند کرنا
43۔ فاسق آدمی کا قوم کا سربراہ بننا
44۔ رذیل آدمی کا قوم کی سربراہی کرنا
45۔ آدمی کے شر سے بچنے کیلئے اس کے ساتھ احسان کرنا
46۔ زنا اور شراب کو حلال سمجھنا
47۔ مردوں کا ریشمی لباس پہننا
48۔ گانے بجانے کے آلات کو جائز سمجھنا
49۔ لوگوں کا موت کی تمنا کرنا
50۔ ایسا زمانہ آنا جس میں آدمی صبح کو مومن اور شام کو کافر ہو جائے
51۔ مساجد کو مزین کر کے ان پر فخر کرنا
52۔ گھروں کو سجانا
53۔ قیامت سے پہلے آسمان پر بجلی کا بکثرت کڑکنا
54۔ لکھائی کا بکثرت عام ہونا
55۔ زبان سے مال کی کمائی کرنا اور بولنے پر فخر کرنا
56۔ قرآن کے علاوہ دیگر کتب کا عام ہونا
57۔ ایسا زمانہ آئیگا جس میں کتاب پڑھنے والے زیادہ اور فقہاء وعلماء کم ہونگے
58۔ چھوٹوں سے علم سیکھنا
59۔ اچانک موت
60۔ احمق لوگوں کا حاکم بننا
61۔ زمانہ کا قریب ہونا
62۔ نادان لوگوں کا عوام کے مسائل میں فیصلہ کرنا
63۔ درویش لوگوں کا مالدار بننا
64۔ مساجد کو گزرنے کا راستہ بنالینا

65۔ حق مہر کا بڑھنا پھر کم ہونا

66۔ گھوڑوں کی قیمتوں کا بڑھنا پھر کم ہونا

67۔ بازاروں کا قریب ہونا

68۔ مغربی ممالک کا اسلامی ممالک پر غالب ہونا

69۔ مساجد میں نماز پڑھانے کیلیئے ایک دوسرے کو کہنا

70۔ مومن کا خواب سچا ہونا

71۔ جھوٹ کی کثرت

72۔ لوگوں میں نفرت کا عام ہونا

73۔ بکثرت زلزلے آنا

74۔ عورتوں کی کثرت

75۔ مردوں کی قلت

76۔ فحاشی کا ظاہر ہونا اور گناہ پر فخر کرنا

77۔ قرآن کریم کی تلاوت پر اجرت طلب کرنا

78۔ لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہونا

79۔ ایسی قوم کا ظاہر ہونا کہ گواہی مانگے بغیر گواہی دیں

80۔ ایسی قوم کا ظاہر ہونا جو نذر مان کر اسے پورا نہ کریں

81۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا

82۔ فیصلہ میں خدائی حکم کو فراموش کر دینا

83۔ روم کی کثرت اور عرب کی قلت

دوسری قسم: وہ علامات جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔

84۔ مال کی کثرت کی وجہ سے اسے محفوظ کرنا دشوار ہونا

85۔ زمین کا اپنے مدفون خزانوں کو اگل دینا

86۔ چہروں کا مسخ ہونا (بگڑ جانا)

87۔ زمین کا دھنسنا

88۔ تہمت کو جائز قرار دینا

89۔ بارش کی کثرت سے مکانات کا گرنا اور جھونپڑیوں کا باقی رہنا

90۔ بارش کے باوجود زمین کا سرسبز نہ ہونا

91۔ اہل عرب میں فتنہ پھیلنا

92۔ درختوں کا مسلمانوں کی نصرت کیلئے بولنا

93۔ مسلمانوں کی نصرت کیلئے پتھروں کا بولنا

94۔ مسلمانوں کا یہود سے جنگ لڑنا

95۔ نہر فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا

96۔ ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ بدکاری کرے ورنہ اسے عاجز کا لقب دیا جائے گا

97۔ جزیرہ عرب کا دوبارہ سرسبز ہونا اور نہروں کا جاری ہونا

98۔ احلاس کا فتنہ پھیلنا

99۔ سراء کا فتنہ پھیلنا

100۔ دھیماء کا فتنہ پھیلنا

101۔ ایک سجدہ پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کے برابر ہوگا

102۔ چاند کا پھولنا

103۔ ایسا زمانہ آئے گا جس میں مسلمانوں کا علاقہ شام میں رہنا زیادہ بہتر ہوگا

104۔ روم اور مسلمانوں میں جنگ عظیم ہونا

105۔ قسطنطنیہ کا فتح ہونا

106۔ میراث کی تقسیم نہ کرنا

107۔ لوگوں کا مال غنیمت سے ناخوش ہونا

108۔ لوگوں کا پرانے اسلحہ اور سواری پر لوٹ آنا

109۔ بیت المقدس کا تعمیر ہونا

110۔ مدینہ منورہ کی آبادی ختم ہو کر ویران ہونا

111۔ مدینہ منورہ کا شہر لوگوں کو ایسے نکال دینا جیسا کہ آگ لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے

112۔ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ختم کرنا

113۔ قحطان سے ایک شخص کا نکلنا جس کی سب لوگ تابعداری کریں

114۔ جہجاہ آدمی کا نکلنا

115۔ لومڑی اور جمادات کا بولنا

116۔ کوڑے کے کنارے کا بولنا

117۔ جوتے کے تسمہ کا بولنا

118۔ پنڈلی کا اہل خانہ کے بارہ میں بتانا

119۔ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اسلام کی تعلیمات نہ مٹ جائیں

120۔ قرآن مجید کا مصاحف اور سینوں سے اٹھ جانا

121۔ ایک لشکر بیت اللہ کو منہدم کرنے کیلئے چلے گا تو وہ اول تا آخر زمین میں دھنس جائے گا

122۔ بیت اللہ کا حج ترک کرنا

123۔ اہل عرب کے بعض قبائل کا بتوں کی پوجا کرنا

124۔ اہل قریش کا ختم ہو جانا

125۔ ایک حبشی کے ہاتھوں کعبہ کا منہدم ہونا

126۔ میٹھی ہوا آئے گی جو اہل ایمان کی روح کو قبض کرتی چلی جائے گی

127۔ مکہ مکرمہ میں عمارات کا بلند و بالا ہونا

128۔ آخری زمانہ کے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے

129۔ نئی سواریوں کا ایجاد ہونا

130۔ مہدی علیہ السلام کا ظہور

آغاز

گذشتہ صفحات میں جو کچھ گزرا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کی علامات کی دو قسمیں ہیں۔

علامات صغریٰ......علامات کبریٰ

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بڑی علامت جب ظاہر ہوگی تو اس کے فوراً بعد ہی قیامت کا آغاز ہوگا اور اس کے روئے زمین پر اثرات رونما ہوں گے۔ مگر چھوٹی علامت قیامت سے کچھ عرصہ قبل ظاہر ہوتی ہے اور زمین کے بعض گوشوں میں ظاہر ہوتی ہے اور لوگوں میں سے بعض کو اس کا ظاہر ہونا محسوس ہوتا ہے۔

اب ہم آئندہ صفحات میں قیامت کی چھوٹی علامات کا ذکر کریں گے اور ان پر قرآنی آیات واحادیث وآثار کے دلائل سے صحیح اور مستند بات ذکر کریں گے۔

1:۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ ان کی بعثت قیامت کے قریب ہونے کی علامت ہے اور یہ علامت چھوٹی علامات میں سے سب سے پہلی علامت ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملا کر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری بعثت اور قیامت اس طرح اکٹھی ہوئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بعثت قیامت کے آغاز میں ہوئی ہے۔ (حاکم)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ قیامت کی چھوٹی علامتوں میں سب سے پہلی علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے کہ آپ آخری زمانہ کے خاتم الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

2:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر قرب قیامت کی علامت ہے

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا قیامت کے آنے سے پہلے چھ چیزیں ملاحظہ کرو۔

میری وفات...... بیت المقدس کی فتح

ایسی موت جو نہایت بری ہوگی جس سے لوگ جماعت در جماعت مرتے چلے جائیں گے

پھر مال کی فراوانی اس قدر ہو جائے گی کہ اگر کسی کو سو دینار دیئے جائیں تو وہ ناراض ہو جائے گا۔ (یعنی مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ جس آدمی کو صدقہ کے طور پر سو دو سو دینار دیئے جائیں گے تو وہ انکار کر دے گا بلکہ ہزار ہزار دینار کا خواہش مند رہے گا)۔

پھر ایسا فتنہ پھیلے گا کہ اہل عرب کے ہر گھر میں داخل ہوگا پھر بنی اصفر اور اہل عرب کے مابین عہد نامہ لکھا جائے گا اور بنی اصفر دھوکہ دے جائیں گے اور وہ ایسا لشکر لے آئیں گے جس کے اسی جھنڈے ہونگے اور ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ (بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مسلمانوں کیلئے سب سے بڑا صدمہ اور غم تھا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں میں مدینہ کی فضا شدت غم کی وجہ سے سیاہ ہوگئی تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آسمان سے وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا اور اس وقت سے فتنوں کے ظہور کا آغاز ہوگیا کہ بعض اہل عرب اسلام سے مرتد ہوگئے تھے۔

3:- چاند کے دو ٹکڑے ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ

ترجمہ: قیامت قریب آ لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔ اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک چلتا ہوا جادو ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوگئی تھی جیسا کہ صحیح اور مستند متواتر احادیث سے وارد ہوا ہے اور اس بات پر سب اہل علم متفق ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا تھا جو کہ آپ کی سب سے بڑی معجزانہ علامت تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ ان کو کوئی علامت دکھائیں تو آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے سامنے تھا۔ حضور صلی اللہ وسلم نے ہمیں فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بارگاہ رسالت میں کہنے لگے کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس چاند کے دو ٹکڑے کر کے ہمیں دکھائیں کہ اس کا آدھا ٹکڑا ابوقبیس کے پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا قعیقعان کے پہاڑ پر ہو۔ وہ رات چاندنی کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی کہ جو کچھ مشرکین مکہ نے طلب کیا ہے ویسے ہو جائے تو رات کو ایسا ہی ہوا کہ چاند کا آدھا ٹکڑا ابوقبیس کے پہاڑ پر تھا اور دوسرا ٹکڑا قعیقعان کے پہاڑ پر تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے گواہ ہو جاؤ۔ (ابونعیم فی دلائل النبوۃ)

4:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باقی نہ رہنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت میں سب سے بہترین لوگ ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستارے آسمان کیلئے محافظ ہیں اگر یہ ستارے ختم ہو گئے تو آسمان پر وہی واقع ہو گا جو اس پر وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کیلئے محافظ ہوں اگر میں رخصت ہو گیا تو میرے صحابہ پر وہی آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (یعنی موت) اور صحابہ میری امت کیلئے محافظ ہیں اگر صحابہ چلے گئے تو میری امت پر وہی آئے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (یعنی قیامت) (مسلم شریف)

تشریح حدیث: ۱۔ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی موت کو قیامت کی دو علامتوں کے چلے جانے کے ساتھ ذکر فرمایا ہے ستاروں کا چلا جانا اور روشن شعلوں کا اترنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخصت ہونا۔

۲۔ احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ صالحین میں افضل ہونے کی نسبت سے درجہ بدرجہ چلا جانا بالآخر قیامت شریر لوگوں پر آئے گی۔

5:۔ بیت المقدس کی فتح

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اس وقت بیت المقدس نصاریٰ (روم) کے قبضہ میں تھا روم اس زمانہ کی طاقت ور حکومت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کے فتح ہونے کی بشارت دی اور اس کو علامات قیامت میں سے ذکر فرمایا ہے جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ چیزوں کو ملاحظہ کرنا ان میں آپ نے بیت المقدس کا فتح ہونا ذکر فرمایا۔ (بخاری شریف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سن ۱۶ھ بمطابق 637ء میں بیت المقدس فتح ہو چکا ہے اور اس کو کفار کی نجاست سے پاک کر کے مسجد تعمیر کی گئی تھی پھر ایک اور مرتبہ حکومت ایوبیہ کے زمانہ میں صلاح الدین ایوبی نے سن ۵۸۳ھ مطابق 1187ء میں فتح کیا تھا اور ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب اہل ایمان کی جماعت کے ہاتھوں سے فتح ہوگا۔ حتیٰ کہ بیت المقدس میں ایک ایک درخت اور ایک ایک چٹان پکارے گی کہ اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آؤ! اس کو قتل کردو۔ (مسلم شریف)

ان شاء اللہ آگے بعض جنگوں کا ذکر آئے گا جو کہ مسلمان اور یہود کے مابین ہوں گی۔

6:۔ موتان کقعاص الغنم

یہ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے موتان کا معنی دو موتیں ہیں اور یہ لفظ موت سے مشتق ہے اس کو دو موتیں اس لیے کہا گیا ہے کہ ایک تو عام موت ہوتی ہے دوسری موت وبا (قعاص الغنم) سے ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ قعاص الغنم ایک وبا ہے جو بھیڑ بکریوں کو لگتی ہے جس سے ان کی ناک سے پانی ٹپکتا ہے اور کچھ عرصہ بعد شدید اذیت سے بری موت واقع ہو جاتی ہے اس بری موت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری سے تشبیہ دیکر واضح فرمایا ہے۔ اس لیے ایسی مکروہ موت کو دو موتیں کہا گیا ہے آخری زمانہ میں ایک ایسی وباء پھیلے گی جس سے بکثرت اموات واقع ہوں گی اور لوگوں کے جماعت در جماعت جنازے اٹھیں گے۔

لکھا جاتا ہے کہ عمواس کے علاقہ میں (جو کہ فلسطین میں واقع ہے) یہ وبا پھیلی تھی جسے عام طور پر طاعون کی بیماری کہا جاتا ہے۔اس وبا سے بدن میں ورم پیدا ہوتی ہے اور جسم میں اذیت ناک ریشہ پیدا ہوتا ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ علامتوں کا ملاحظہ کرنا ان میں سے ایک موتان کقعاص الغنم کو ذکر فرمایا (بخاری شریف)

عہد فاروقی میں بیت المقدس کی فتح کے بعد سن ۱۸ھ میں طاعون کا مرض عام ہوا تھا جس سے خلق کثیر پر موت واقع ہوئی تھی جن کا تخمینہ ایک ہزار پچیس مسلم افراد لگایا گیا ہے۔اس وبا کی وجہ سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی چل بسے تھے ان میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات شامل ہیں۔

7:۔مختلف فتنوں کا بکثرت ظاہر ہونا

یہ فتنے قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے جو کہ اس زمانہ میں واضح طور پر محسوس ہوتی ہے جس سے انسان خود کو فتنوں سے بچانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے جیسا کہ بری نظر کا فتنہ جو کہ آج کے زمانے میں ٹی وی چینل، انٹرنیٹ اور رسائل واخبارات میں نمودار ہوتے ہیں یا جیسے بعض لوگ موبائل کے ذریعے ایک دوسرے کو غلط اور فحش تصاویر اور فلمیں بھیجتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب فتنے ہیں جس نے خدا خوفی کے ذریعے ان سے اپنی جان چھڑالی، اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی دولت عطا فرمائیں گے جس کی مٹھاس اس کو اپنے دل میں محسوس ہوگی۔

اسی طرح حرام مال کا فتنہ جیسا کہ سود، رشوت، ناجائز سامان کی خرید وفروخت (جیسے سگریٹ، شراب وغیرہ)

حرام مال کھانے کا فتنہ جو شخص اس فتنہ میں مبتلا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کردیں گے

غیر شرعی لباس کا فتنہ چاہے وہ مردوں میں ہو یا عورتوں میں ہو۔

اکثر لوگ مختلف فتنوں میں جکڑے ہوئے ہیں حتیٰ کہ ان میں جو دیندار اور متقی لوگ ہیں وہ عجیب سے محسوس ہوتے ہیں۔

فتن، فتنہ کی جمع ہے جس کا معنی امتحان اور آزمائش ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بڑے سے بڑے فتنوں کے بارہ میں آگاہ کر دیا ہے جن میں مسلمان کے سامنے حق گڈ مڈ ہو جائے گا جس سے حق و باطل کی پہچان نہ ہو سکے گی۔ جب بھی مومن پر کوئی فتنہ آئے گا تو وہ کہے گا اس میں میرے دین کی ہلاکت ہے جب وہ فتنہ ٹل جائے گا تو پھر اس سے بھی بدتر فتنہ رونما ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکیوں میں جلدی کرو۔ کیونکہ ایسے فتنے آنے والے ہیں جو رات کے سیاہ ٹکڑے سے بھی زیادہ تاریک ہوں گے جن میں مومن صبح کو اپنے ایمان کے ساتھ بیدار ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کفر کے ساتھ بیدار ہوگا اور دنیا کی خواہشات کے پیچھے اپنے دین کو بیچ دے گا۔ (مسلم شریف)

حدیث کی تشریح:

مذکورہ بالا حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیک کاموں میں جلدی کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اس سے پہلے کہ کوئی معذوری نہ پیش آجائے یا فتنوں کی گمراہی سے نیک کام نہ کر پائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی شدت کو یوں بیان فرمایا کہ ان فتنوں میں مومن صبح کو ایمان کے ساتھ بیدار ہوگا اور شام تک کافر ہو جائے گا یا اس کے برعکس یہ اس لیے ہوگا کہ فتنہ کی دلدل اتنی مہلک ہوگی کہ مومن اس میں پھنستا چلا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ ایک ہی دن میں مومن بھی ہوگا اور ایمان سے خارج بھی ہو جائے گا۔

8:- ٹی وی چینلوں کا ظاہر ہونا

آج کے زمانہ میں تیرہ ہزار سے زائد فضائی سیٹلائٹ فضاء میں موجود ہیں جن میں

فتنوں کی جڑیں موجود ہیں اور سابقہ حدیث میں ایسے فتنوں کی طرف اشارہ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نیکیوں میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ ایسے فتنے نہ آ جائیں جو رات کے سیاہ ٹکڑے سے بھی زیادہ تاریک ہوں'' اس بات کا اشارہ ایسے فتنوں کی طرف ہے جو آج کل کے ٹی وی چینلوں میں ہیں جو کہ سیٹلائٹ کے ذریعے ہمارے گھروں میں پھیلتے چلے جا رہے ہیں اور اس حدیث میں ٹی وی چینلوں اور ان کی گمراہیوں کی طرف اشارہ ہے جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں تم پر آسمان سے بارش کی طرح شر نازل ہو گا حتیٰ کہ یہ شر دور دراز کے غیر آباد علاقوں میں بھی نازل ہو گا حتیٰ کہ قیافی علاقوں میں بھی نازل ہو گا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ قیافی سے کیا مراد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیافی سے مراد زمین کا وہ ٹکڑا ہے جس میں کوئی آبادی نہ ہو۔

عرب میں آسمان کا لفظ ہر اس اونچی چیز پر استعمال ہوتا ہے جو انسان کے اوپر ہو یعنی ضروری نہیں وہ آسمان مراد ہو جسے ہم دیکھتے ہیں۔ آج کے ٹی وی چینل سیٹلائٹ (جو کہ فضا میں نصب کیے گئے ہیں) کے ذریعے شرور و فتن اور ہر فحاشی و عریانی ہم تک پہنچاتے ہیں حتیٰ کہ وہ جھونپڑیاں جو غیر آباد علاقوں میں ہیں وہ بھی اس فتنہ سے نہ بچ سکیں۔

9:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ صفین کی خبر دینا

قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل میں ہونے والی جنگوں کی خبر دیدی چاہے وہ کفر و اسلام کی جنگیں ہوں یا مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں ہوں۔ ان جنگوں میں سے جنگ صفین بھی ہے جو کہ 36ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہوتی تھی اور یہ قیامت کی علامت ہے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ دو بڑے لشکروں کے درمیان بڑی جنگ اور قتل و غارت نہ ہو ان دونوں لشکروں کا مقصد ایک ہی ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کی رائے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشر ہیں نہ انبیاء معصوم ہوں۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتہادی غلطی ہونا ممکن ہے بلکہ جنگ بھی' اور سب اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے میں سب سے آگے ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو اختلافات رونما ہوئے تھے ہمیں ان پر بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس بارہ میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے اور عام لوگوں کو بھی یہ باتیں نہیں بتانی چاہئیں کہ اس سے عوام میں فتنہ پھیلنے کا امکان ہے۔ جس سے ان کے ذہنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں بدگمانی پیدا ہوگی۔

اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات پر خاموشی اختیار کی جائے۔

۱۰:- خلاف سنت فرقوں کا ظہور (خوارج)

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بعض ایسے فرقے ظاہر ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت کی مخالفت کریں گے ان فرقوں میں ایک خوارج کا فرقہ ہے یہ خوارج کا فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں سے تھے جو ان کے ساتھ جنگیں لڑتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلافی مسئلہ پیدا ہوا تو یہی خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر اکٹھے ہو گئے اور کوفہ کی ایک بستی (جس کا نام حروراء ہے) میں منتقل ہو گئے۔

خوارج کے عقائد

ا۔ کبیرہ گناہ کے مرتکب (جیسے زنا، شراب کے جرم کا ارتکاب کرنے والے) کو کافر کہنا کہ یہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے صحیح بات تو یہ ہے کہ مسلمان چاہے گناہ کبیرہ کا مرتکب بھی ہو جائے کافر نہیں کہلائے گا بلکہ وہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے فاسق و نافرمان کہلائے گا اور اس پر گناہ کو چھوڑنا اور توبہ کرنا واجب ہوگا۔

۲۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرنا

(نعوذ باللہ من ذالک)

۳۔ فاسق حاکم جس کا کفر ثابت نہ ہو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا

اس فرقہ کے لوگ علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور عبادت میں معمول سے زیادہ مشقت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نازل فرمودہ کتاب کے احکام سے جاہل رہتے ہیں ان میں سے ذوالخویصرہ نام کا آدمی شامل ہے اس فرقہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ دین سے ایسے نکل چکے ہیں جیسا کہ شکاری کا تیر جانور کے پیٹ کو پار کر جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخری زمانہ میں ایسی قوم پیدا ہوگی جو کہ کم عمر ہوں گے اور بے وقوف ہوں گے یہ لوگ جب قرآن پڑھیں گے تو وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ احادیث روایت کریں گے مگر خود احادیث کو سمجھ نہ پائیں گے ایسے لوگ دین سے ایسے نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار کیے ہوئے جانور کے پیٹ سے پار ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

خوارج فرقہ کی ابتداء:

جنگ صفین ختم ہوئی اور اہل شام وعراق حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما میں فیصلہ کرانے پر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس کوفہ لانے پر متفق ہوئے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان کو چھوڑ کر چلا گیا انہی لوگوں کو خوارج کہا گیا اور ان کی تعداد آٹھ ہزار جنگجو پر مشتمل تھی۔ بعض روایات میں یہ تعداد سولہ ہزار بھی آئی ہے۔ یہ فرقہ حروراء کے علاقہ میں ٹھہر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا۔ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا تو اس لشکر سے بعض لوگ واپس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کی طرف لوٹ آئے اور بعض اپنی گمراہی پر قائم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں خطبہ فرمایا تو مخالف لوگ مسجد کے اردگرد سے بآواز بلند کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا حکم نہیں اور یہ بھی کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق حکم نہیں کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا تمہارے لیے میرے ذمہ تین چیزیں ہیں۔ میں تمہیں مساجد سے نہیں روکوں گا اور نہ ہی مال غنیمت سے تمہارا حق ضائع کروں گا اور ہم بذات خود تم سے کوئی جنگ نہ کریں گے جب تک کہ تم کوئی فساد نہ برپا کردو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر مخالف لوگ اکٹھے ہو گئے اور جو مسلمان ان کے قریب سے گزرتے انہیں قتل کر دیتے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن خباب اور ان کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو قتل کر دیا اور اہلیہ کا پیٹ چاک کر دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو انہوں نے پوچھا ان کو کس نے قتل کیا ہے؟ تو ان سب نے بیک آواز کہا ہم سب نے قتل کیا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے خلاف جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے اور ان کو نہروان کے علاقہ میں پایا اور ان کے ساتھ خوب جنگ لڑی حتیٰ کہ وہ بری طرح سے مغلوب ہو گئے۔

11:- جھوٹے مدعیان نبوت کا ظاہر ہونا

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ظاہر ہوں گے اور اپنے جھوٹے دعویٰ سے فتنہ پھیلائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد تقریباً تیس ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تیس کے قریب جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور نہ ہو جائے۔ سب یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ (بخاری شریف)

یہ علامت ظاہر ہو چکی ہے کہ گذشتہ زمانہ سے تا حال بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت

ظاہر ہو چکے ہیں اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ ان کے علاوہ اور بھی نبوت کے جھوٹے دعویدار ظاہر ہوں حتیٰ کہ دجال اکبر کا زمانہ آجائے گا۔(نعوذ باللہ من فتنة الدجال)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ فرمایا اللہ کی قسم! قیامت تب تک نہیں آئے گی جب تک کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے تیس ظاہر نہ ہو جائیں حتیٰ کہ بالآخر دجال کا ظہور ہوگا۔ (مسند احمد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ میری امت کے قبائل مشرکین سے نہ مل جائیں اور بتوں کی پوجا نہ کریں اور عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس جھوٹے مدعیان نبوت کی خبر دی۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسند احمد طبرانی)

گذشتہ زمانہ میں بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہو چکے ہیں

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخر زمانہ میں علاقہ یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا جبکہ وہ مسلمان تھا اس نے مرتد ہو کر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے پہلے مرتد ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جنگجو لوگ چلے اور تین یا چار مہینوں میں یمن کے سب علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں مقیم مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا جس میں انہیں اسود عنسی کے خلاف جنگ کرنے کیلئے آمادہ کیا' مسلمانوں نے اس پیغام نبوت پر عمل کیا کہ اسود عنسی کو اس کے گھر میں جا کر اس کی بیوی کی مدد سے قتل کر دیا۔ اس کی بیوی کا پہلا خاوند بھی قتل ہو چکا تھا اور یہ مسلمان عورت تھی پہلے خاوند کے قتل کے بعد اس نے اسود عنسی سے شادی کی تھی کیونکہ

یہ اس وقت مسلمان تھا پھر بعد میں مرتد ہوا۔ اسود عنسی کے قتل کے بعد یمن میں اسلام پھیل گیا تو مسلمانوں نے دربار رسالت میں اس واقعہ کو لکھ کر بھیجا۔ مگر اس پیغام کے پہنچنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی خبر مل چکی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتادیا تھا۔ اسود عنسی کی یمن میں تین سے چار ماہ تک حکومت رہی تھی۔

۲۔ نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں سے طلیحہ بن خویلد الاسدی بھی ہے۔ مسلمانوں نے کئی مرتبہ اس کے ساتھ جنگیں لڑیں حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگیا۔ اور اسلامی لشکر میں شامل ہوگیا اور کفار کے خلاف بھرپور جنگ لڑی حتیٰ کہ شہادت کا درجہ حاصل کرلیا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

۳۔ مسیلمہ کذاب بھی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ہے۔ وہ نبوت کے جھوٹے دعویٰ کے بعد یہ کہتا تھا کہ مجھے رات کے اندھیرے میں وحی آتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف حضرت خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کی قیادت میں لشکر بھیجا۔

مسیلمہ کذاب نے اس اسلامی لشکر کا اپنے چالیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ استقبال کیا اور ان میں گھمسان کی جنگ ہوئی، جس میں مسیلمہ کذاب مسلمانوں پر غالب آگیا پھر حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کیا جس سے مسلمانوں کا لشکر غالب آگیا اور فضا میں توحید کا پرچم لہرایا گیا۔

۴۔ نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں سے سجاح بنت حارث تغلبیہ بھی ہے جو کہ عرب میں نصرانیت کی متبع عورت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی قوم کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ اکٹھے ہوگئے تو سجاح نے ان کے ساتھ عرب کے اردگرد کے علاقوں سے جنگیں لڑیں، یہاں تک کہ یمامہ کے علاقہ تک پہنچی تو یمامہ کے علاقہ میں سجاح کی مسیلمہ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو سجاح نے مسیلمہ کے جھوٹے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی اور مسیلمہ نے اس کے ساتھ شادی کرلی۔ جب مسیلمہ قتل ہوگیا تو سجاح اپنے علاقہ میں واپس لوٹ آئی اور اپنی قوم

میں کچھ عرصہ رہی پھر اسلام میں داخل ہو کر سچی مسلمان بن گئی پھر بصرہ میں (جو عراق کا شہر ہے) زندگی کا بقیہ حصہ گزار کر سپرد خاک ہو گئی۔

۵۔ تابعین اور ان کے بعد کے زمانہ میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ مختار نے سب سے پہلے تشیع کا دعوی کیا جس سے اس کے ساتھ اہل تشیع کی بڑی جماعت مل گئی اور وہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس کے پاس وحی لیکر آتے ہیں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اور مختار کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئیں بالآخر مختار قتل ہو گیا۔

۶۔ حارث بن سعید کذاب بھی جھوٹے مدعیان نبوت میں شمار ہوتا ہے جس نے شام کے شہر دمشق میں عبادت کا دکھاوا کیا تھا پھر اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جب اس کو پتہ چلا کہ اس کے جھوٹے دعویٰ کی خبر اس زمانہ کے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو پہنچ چکی ہے تو یہ ڈر کر چھپ گیا پھر اہل بصرہ کے ایک شخص نے حارث کی جگہ پہچان لی اور اس کو یہ ظاہر کیا کہ وہ اس کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے حارث نے اپنے نوکروں سے کہا کہ اسے اندر لاؤ اور جب بھی وہ آنا چاہے اسے روکا نہ جائے۔ یہ شخص خلیفہ کے پاس آیا اور خلیفہ کو حارث کی جگہ بتا دی خلیفہ نے اپنے ماتحت کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر لایا جائے یوں اس کو پکڑ کر خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ نے اہل علم وفقہاء کو بلا کر کہا کہ اس آدمی کو نصیحت کرو اور دین سکھاؤ اور بتاؤ کہ اس کا جھوٹا دعویٰ شیطانی کام ہے۔ حارث نے نصیحت کو قبول کرنے اور توبہ کرنے سے انکار کر دیا پس خلیفہ نے اس کو قتل کر دیا۔

۷۔ ہمارے اس زمانہ میں ایک صدی پہلے ہندوستان کے علاقہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی (۱) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے آسمان سے وحی آتی ہے اور یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میں 80 سال تک زندہ رہوں گا جس سے بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے بہت سے علماء نے اس کی بات کو شدومد کے ساتھ رد کیا اور اسے بتایا کہ وہ اپنے جھوٹے دعویٰ کے ساتھ دجال ہے ان علماء میں سے علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو کہ اس کے شدید مخالف تھے حتی کہ ۱۳۲۶ھ

(۱) ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں مزید تفصیلات کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمایئے۔ (مرتب)

بمطابق 1908ء میں قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے مباہلہ کیا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ دوسرے کی زندگی میں مر جائے گا مولانا نے دعا کی کہ اے اللہ ہم میں سے جو جھوٹا ہو اس کو موت دیدے اور اس پر طاعون کی وبا مسلط کر دے جس میں اس کی موت واقع ہو جائے مولانا کی اس دعا کے ایک سال بعد قادیانی پر ایک وبا مسلط ہوگئی

مرزا کا سسر اس کی زندگی کے آخری دن کی حالت بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب مرزا پر وبا مسلط ہوئی تو اس نے مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا اور اس کو بیماری میں آہ و زاری کرتے ہوئے پایا تو مرزا مجھے کہنے لگا مجھے کولیرا کی بیماری ہوگئی ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی واضح بات نہ کر سکا حتیٰ کہ مر گیا۔

نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا سلسلہ یونہی جاری رہے گا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعداد بتائی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی اور ان سب کے آخر میں دجال کا نکلنا ہوگا جو کہ آخری زمانہ میں نکلے گا پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ دجال کو قتل کر کے اس کا فتنہ ختم کر دیں گے۔

اشکال: بعض لوگوں کو یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد تیس بتائی ہے جبکہ اسلامی تاریخ میں جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد اس سے بڑھ گئی ہے۔

جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ جن تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے یہ وہ ہوں گے جن کی بڑی شہرت اور کثیر تعداد میں ان کے پیروکار ہوں گے مگر ان کے علاوہ دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کی یہ حالت نہ ہوگی جو کہ حدیث کی تعداد میں شمار نہ ہوں گے۔

12:- جزیرہ عرب میں امن کا قیام

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کافی عرصہ مسلمان دشمنوں کے ساتھ جنگیں لڑتے رہے اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا چلا جائے گا اور قیامت قریب آتی چلی جائے گی ویسے عرب میں امن وسکون کی زندگی پھیلتی چلی جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک اہل عرب کی زمین سرسبز نہروں کے ساتھ کشادہ نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک مسافر عراق سے لیکر مکہ تک خوف کے بغیر سفر کرے گا اور اسے راستہ بھولنے کے علاوہ اور کوئی ڈر نہ ہوگا۔ (یعنی اسے ڈاکو اور چور کا کوئی خوف نہ ہوگا جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں مسافر ڈاکو اور چور سے ڈرتا تھا مگر امن پھیلنے کے بعد مسافر کو سفر کے دوران راستہ بھولنے کے علاوہ کوئی خوف و خدشہ نہ ہوگا) حتیٰ کہ ھرج کی کثرت نہ ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ھرج کسے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھرج قتل کو کہتے ہیں۔ (مسند احمد)

اس حدیث کی تائید اس حدیث سے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم کو فرمایا اے عدی! کیا تم نے حیرہ کا علاقہ دیکھا ہے؟

(حیرہ عراق کا ایک شہر ہے) حضرت عدی نے فرمایا میں نے دیکھا تو نہیں مگر اس علاقہ کو پہچانتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ ایک عورت حیرہ سے مکہ تک چلے گی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے خوف نہ کھائے گی۔ (بخاری شریف)

اور مال اس قدر وافر ہو جائے گا کہ اس کو رکھنے کیلئے جگہ نہ ملے گی۔

مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظلم وستم کی جگہ عدل وانصاف پھیل جائیگا۔ (واللہ اعلم)

13:- مدینہ منورہ میں آگ بھڑکنا

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی کہ ارض حجاز جو کہ مدینہ منورہ کہلاتی ہے وہاں ایک بہت بڑی آگ بھڑکے گی علماء و مؤرخین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ علامت سن ۶۵۴ء میں واقع ہو گئی تھی۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ ارض حجاز میں ایک ایسی آگ بھڑکی تھی جس سے بصرہ کے شہر میں اونٹنیوں کی گردن نظر آتی تھی (بصرہ عراق کا شہر ہے جو کہ آج کل حوران کہلاتا ہے) جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ ارض حجاز سے آگ نہ بھڑک جائے۔ جس سے بصرہ کے شہر کی اونٹنیوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔ (بخاری شریف)

تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ آگ مسلسل تین ماہ تک جاری رہی جس سے مدینہ کی عورتیں آگ کی روشنی میں سوت کاتتی تھیں۔ (بدایہ والنہایہ) ابوشامہ آگ کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب بدھ کی رات ۳ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ بمطابق 29 مئی 1256ء میں ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا پھر زلزلہ محسوس ہوا جس سے زمین، آبادی، گھروں کی چھتیں، لکڑیاں اور دروازے پر تھوڑی دیر بعد حرکت کی وجہ سے بجنے لگتے تھے اور یہ حالت جمادی الاخریٰ کے جمعہ کے دن تک رہی۔ پھر ایک بہت بڑی آگ بھڑکی جو کہ بنوقریظہ کے علاقہ کے قریب تھی اس آگ کو ہم مدینہ میں اپنے گھروں سے دیکھتے تھے ایسا لگتا تھا کہ آگ کا طوفان ہے جس سے آگ کی وادی چل پڑی تھی اور وہ بڑے بڑے شعلے پھینکتی تھی۔ (قرطبی)

14:- مسلمان اور ترک میں جنگ ہونا

گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ جنگوں کے متعلق جو کہ مسلمانوں اور ان کے علاوہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ان میں سے یہ خبر بھی تھی کہ ایک جنگ مسلمان اور ترک کے درمیان ہوگی (ترک کے بائیس قبائل تھے اور حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے ان میں سے اکیس قبائل کے آگے ایک دیوار قائم کردی تھی تو ایک قبیلہ باقی رہ گیا تھا انہی کا نام ترک رکھا گیا ہے۔ وہ اس لیے کہ ان کو دیوار کے باہر چھوڑ دیا گیا تھا اور ترک عربی لفظ ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے) یہ جنگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں۔ بنوامیہ کی خلافت کے شروع میں ہو چکی ہے اور مسلمانوں نے ان پر غلبہ پا کر مال غنیمت لے لیا تھا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ تم ترک کے خلاف جنگ نہ لڑلو۔ پھر آپ نے ترک کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی آنکھیں چھوٹی اور سرخ چہرے ہوں گے چپٹی ناک والے ہوں گے اور ان کے چہرے گولائی میں ہوں گے پھر فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک تم ایسی قوم کیساتھ جنگ نہ لڑلو جن کے جوتے جانوروں کی کھالوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے مراد واللہ اعلم تا تار کے علاقہ کے لوگ ہوں جنھوں نے سن

۶۵۶ ھ بمطابق 1258ء میں مسلم ممالک پر قبضہ کر کے قتل و غارت کی تھی۔ لیکن بالآخر وہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔

15:- ایسے ظالم لوگوں کا ظاہر ہونا جو لوگوں کو کوڑوں سے ماریں گے

قیامت کی علامت میں سے یہ علامت بھی ہے جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی کہ حکام کے ایسے ظالم معاون ہونگے جو لوگوں کو ایسے کوڑوں سے ماریں گے جن کی گائے کی دم سے مشابہت ہوگی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے پاس ایسے کوڑے ہوں گے جو گائے کی دم کے مشابہ ہوں گے۔ ان پر چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔ (مسند احمد)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دو قسم کے ایسے لوگ ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ان میں سے ایک ایسی قوم ہے جن کے پاس ایسے کوڑے ہوں گے جو گائے کی دم کے مشابہ ہوں گے۔ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو ایسی قوم کو دیکھے گا جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب و لعنت ہوگی اور ان کے ہاتھ میں گائے کی دم کی طرح چیز ہوگی (مسلم شریف)

اس حدیث میں چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً نہیں فرمایا کہ وہ لوگوں کو کوڑوں سے ماریں گے مگر ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب و لعنت ہونے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ایسی قوم نہایت ظالم و جابر ہوگی۔

16:- سر عام قتل و غارت گری ہونا

قیامت کی علامت میں سے ایک یہ علامت بھی ہے کہ قتل و غارت گری عام ہو جائے

گی حتیٰ کہ ایک شخص دوسرے کو جب قتل کرے گا تو قاتل کو معلوم نہ ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور نہ مقتول کو علم ہوگا کہ اس کو کیوں قتل کیا گیا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ ایسا دن نہ آئے جس میں قاتل قتل کرے اور اس کو علم نہ ہو کہ اس نے کس لیے قتل کیا اور نہ مقتول کو علم ہو کہ اس کو کیوں قتل کیا گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قتل عام ہو جائے گا تو قاتل ومقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔(مسلم شریف)

قتل وغارت کا عام ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے شروع ہوا تھا جس سے بغیر کسی سبب کے جنگیں بڑھتی گئیں اور ان جنگوں کی وجہ سے کئی ہزار بے گناہ سپرد خاک ہوگئے۔ خاص طور پر جس زمانہ میں بعض مما لک میں ایٹمی اسلحہ ایجاد ہو گیا تو بعض جنگوں میں قتل ہونے والوں کی تعداد اس حد تک پہنچ گئی۔

1۔ پہلی عالمی جنگ میں پندرہ لاکھ قتل ہوئے
2۔ دوسری عالمی جنگ میں پچپن لاکھ قتل ہوئے
3۔ ویت نامی جنگ میں تین لاکھ افراد قتل ہوئے
4۔ روس کی جنگ میں دس ملین لوگ مارے گئے
5۔ اسپین کی جنگ میں بارہ ملین لوگ مارے گئے
6۔ عراق وایران کی جنگ میں ایک لاکھ قتل ہوئے
7۔ امریکہ کا عراق پر قبضہ کرنے میں ایک لاکھ سے زائد لوگ قتل ہوئے

مذکورہ بالا حدیث چاہے ان جنگوں پر منطبق نہ ہو لیکن میں نے ان جنگوں میں قتل ہونے الوں کی تعداد اس لیے لکھ دی ہے کہ ان میں بکثرت قتل وغارت ہوئی تھی۔

17:- امانت کا ضائع ہونا اور دلوں سے اس کی قدر ختم ہو جانا

حاکم کی سیٹ پر قابل شخص کا بیٹھنا امت کی اصلاح کا ستون ہے جس میں ملک کی بھلائی اور معاشرہ کی ترقی ہوتی ہے۔اسی چیز کو امانت کہتے ہیں۔اگر امانت ضائع ہو جائے تو نظام کا میزان الٹ جاتا ہے اور لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور حاکم کی سیٹ نااہل شخص سنبھال لیتا ہے۔جس سے لوگوں میں بدانتظامی پھیل جاتی ہے۔اس بات کے واقعہ ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا تھا۔

امانت ضائع ہونے کا سبب لوگوں کی گمراہی ہے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں اتری ہے پھر قرآن نازل ہوا تو انہوں نے قرآن وسنت سے سیکھا۔

(پھر آپ نے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا کہ) تم میں سے ایک شخص سوئے گا تو اس کے دل سے امانت کو اٹھا لیا جائے گا۔جس سے اس کے دل میں امانت کا صرف اور صرف اثر رہ جائے گا۔(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو واضح کرنے کیلئے لفظ "وکت" استعمال فرمایا جس کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کے اٹھانے کے بعد جو تھوڑا بہت اثر باقی رہ جاتا ہے۔ ویسے ہی امانت کا اثر دل میں رہ جائے گا) پھر سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی جس سے اس کے دل میں امانت کا اثر (مجل) کی طرح رہ جائے گا۔(مجل کا معنی یہ ہے کہ جیسے کسی مشقت کے کام کرنے پر جلد میں پھٹن پیدا ہو جاتی ہے اور دوران وضو اس جگہ پانی کے قطرات رہ جاتے ہیں) جیسا کہ تم میں سے کسی نے کوئلے کو اپنی ٹانگ پر لڑھکایا ہو جس سے جلد پر چھالے بن جاتے ہیں (اس کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بارہ میں خبردار کیا کہ امانت اس طرح اٹھتی چلی جائے گی حتیٰ کہ وہ خائن ہو جائیگا جبکہ وہ امانت دار تھا) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چھالوں کے متعلق فرمایا کہ جیسے ان ابھرے ہوئے چھالوں میں کچھ نہیں ہوتا ایسے دل میں سے امانت ختم ہو جائیگی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر

لیکر اپنے پاؤں مبارک پر لڑھکایا اور فرمایا اس وقت لوگ حاکم کی بیعت کیلیئے حاکم کو ڈھونڈھیں گے تو ان کو حاکم کی امانت اور ذمہ داری کیلیئے کوئی نہ ملے گا اور ایسے کہا جائے گا کہ فلاں جگہ ایک شخص امانت دار ہے حتی کہ تم اپنے میں سے کسی کے بارے میں کہو گے۔ کہ فلاں کس قدر عاقل اور سمجھدار ہے جبکہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

اگر اکثر لوگوں کی باطنی کیفیت خراب ہو گی اور کسی مقام پر نا اہل کو بٹھایا گیا جس سے امانت ضائع ہو جائیگی تو قیامت کو قریب سمجھو۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی شخص آ کر کہنے لگا قیامت کب آئے گی؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرماتے رہے تو سامعین میں سے بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کی آواز سنی اور بعض نے کہا نہیں سنی۔ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ مکمل کر کے پوچھا کہ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے۔ اس شخص نے خود کو دربار رسالت میں پیش کر کے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں۔ تو حضور نے فرمایا اگر امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا اس شخص نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہو گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی کام نا اہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کی انتظار کرنا۔ (بخاری شریف)

یہ علامت ہمارے موجودہ دور میں سو فیصد منطبق نظر آتی ہے کیونکہ آج کی بہت سی وزارتیں اور بڑی بڑی ڈگریوں میں (جن کا دارو مدار عوام کی خدمت پر ہے اور لوگوں کی مصالح ان پر مبنی ہیں) نا اہل لوگوں کو متعین کیا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جن میں امانت داری اور عوام کے مصالح کی رعایت پائی جاتی ہو۔ بلکہ ان لوگوں کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے جن کی بڑے بڑے لوگوں تک رسائی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

جی ہاں! اگر کوئی کام نا اہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

18:- لوگوں کی گذشتہ گمراہ قوموں کی پیروی کرنا

سب سے بڑا فتنہ جس میں آج کے مسلمان مبتلا ہیں وہ اندھی تقلید ہے اور یہود ونصاریٰ و دیگر کفار کی بدترین عادات اپنانے میں لگے ہوئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایسا فرقہ ہوگا جو گمراہ قوم (یہود ونصاریٰ) کی عادات، طبائع اور طرز زندگی اپنائیں گے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ میری امت گزشتہ گمراہ قوموں کی پیروی نہ کر لے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس طرح پیروی کریں گے ہاتھ در ہاتھ اور فٹ بائی فٹ گویا ہر لحہ میں ان کی پیروی کریں گے۔ پھر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گمراہ قوم کے متعلق (جن کی یہ امت پیروی کرے گی) پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا گمراہ قوم سے فارس اور روم کی قوم مقصود ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔ (بخاری شریف)

اور یہ بات جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مطلع کیا تھا اس میں سے کچھ ہوچکی ہے اور کچھ مزید ہوگی جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے۔

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گزشتہ قوموں کی اس طرح پیروی کروگے ہاتھ در ہاتھ اور فٹ بائی فٹ۔ گویا حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کی بل میں بھی گھس جائیں تو تم بھی ان کے پیچھے گھس جاؤ گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا گزشتہ گمراہ قوموں سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کون (بخاری ومسلم)

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ کہ ہاتھ اور فٹ اور بل میں گھسنے سے اس گمراہ قوم کی تقلید اور پیروی کرنا مقصود ہے۔ (فتح الباری)

یہود ونصاریٰ کی پیروی سے یہ مراد نہیں کہ ان کے ساتھ تجارت بھی نہ کی جائے اور ان کے علم سے فائدہ بھی نہ اٹھایا جائے اور ان کے تجربات اور محکموں میں ڈسپلن جیسے امور میں فائدہ حاصل نہ کیا جائے۔ بلکہ جس تقلید کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے وہ ان کے لباس، عادات، معاشرتی معاملات جن میں اختلاط اور عورت کا بے پردہ ہونا اور ان کا مالی نظام جو کہ ہمارے دین کے مخالف ہے جیسے سود، رشوت وغیرہ۔ ان جیسے امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی سے منع فرمایا ہے۔

19:- باندی کا اپنے آقا کو جنم دینا

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ باندی اپنے آقا کو جنم دے۔ جس سے اس کے بیٹے کی اس پر سرداری ہو۔ وہ ایسے ہوسکتا ہے کہ آزاد شخص اپنی باندی سے مجامعت کرے اور وہ اپنے بچے کو جنم دے اور یہ بچہ جوان ہو اور اس کا باپ زندہ ہو اور اس کی ماں اس وقت تک کسی کے پاس باندی رہ گئی ہو جس سے یہ نوجوان اپنی ماں پر سربراہ کے مقام پر ہوگا۔ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے قیامت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں قیامت کی علامات کا بتاتا ہوں ان میں سے یہ ہے کہ باندی اپنے آقا کو جنم دے۔ (مسلم شریف)

اس کا یہ معنی بھی کیا گیا کہ باندیاں بادشاہوں کو جنم دیں گی جس سے ماں رعایا میں سے ہوگی اور اس کا بچہ اس پر بادشاہ اور سربراہ ہوگا۔

20:- ایسی عورتوں کا ظاہر ہونا جو لباس کے باوجود برہنہ ہوں گی

قیامت کی علامت میں سے یہ علامت ہے کہ عورتوں میں زینت اور فیشن کا رواج ہو جائے گا اور ایسی عورتیں ہوں گی جو ایسا تنگ لباس پہنیں گی جس سے ان کے جسم کی نمائش ظاہر ہوگی یا ایسا شفاف لباس پہنیں گی جس سے ان کے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں ان کی ستر بے حجاب ہوگی۔ لہٰذا ایسی عورتیں لباس کے باوجود برہنہ ہوں گی۔ جس سے لوگوں میں فتنے پھیلیں گے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جہنم میں سے دو ایسی قسمیں ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک ایسی قوم جن کے پاس ایسے کوڑے ہوں گے جو گائے کی دم کے مشابہ ہوں گے اور وہ لوگوں کو ان کے ساتھ ماریں گے اور ایسی عورتیں جو کہ لباس کے باوجود برہنہ ہوں گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور ہونگی اور وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والی عورتیں ہونگی اور

ان کے سر اونٹ کی کوہان جیسے ہونگے ۔ یہ دو قسمیں کبھی جنت میں نہ جائیں گی اور نہ کبھی جنت کی خوشبو پائیں گی اور جنت کی خوشبو فلاں فلاں جگہ سے پائی جاتی ہے۔(مسلم شریف)

21:- بکریاں چرانے والے دیہاتی شہر میں بلند و بالا عمارات بنائیں گے

قیامت کی علامت میں سے ہے جو کہ ظاہر ہو چکی ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا وہ علامت یہ ہے کہ لوگ اونچی اونچی عمارات تعمیر کریں گے اور گھروں کو نقش ونگار سے سجائیں گے جبکہ وہ اس سے پہلے برہنہ پا اور پھٹے پھرانے لباس میں تھے اور بکریاں چراتے تھے۔اور یہ دیہاتی مسلمانوں کے متعدد فتوحات کے بعد کشادگی اور فراوانی کی زندگی اور دنیا کے پیچھے مقابلہ بازی عام ہونے کے بعد بلند عمارات اور گھروں کو سجانے میں لگ گئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا باندی کا اپنے آقا کو جنم دینا اور دیہاتیوں کا شہر میں بلند و بالا عمارات تعمیر کرنا۔(مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر تم نے بھوکے اور فقر و فاقہ کے شکاروں کو حاکم بنے ہوئے دیکھا تو یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔

صحابہ نے سوال کیا یا رسول اللہ! بھوکے اور فقر و فاقہ والے لوگ کون ہوں گے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل عرب ہوں گے۔(مسند احمد)

اس میں کوئی شک نہیں کہ گھروں کی تعمیر اور بلند و بالا عمارات میں نفع ہے اور تکبر وفخر کے بغیر جائز ہے۔ بلند و بالا عمارات سے مراد یہ ہے کہ گھر کی کئی منازل تعمیر کرنا اور انہیں حسب استطاعت بلند کرنا۔

جس سے مکان کی خوبصورتی بن جائے اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ گھر میں کثیر التعداد کمرے اور خوبصورت سے خوبصورت ڈرائنگ روم بنائی جائے۔ یہ سب ہمارے موجودہ زمانہ میں مال کی فراوانی اور دنیا کی لوگوں پر کشادگی کی وجہ سے واقع ہو رہا ہے۔

بکریوں کے چرانے والوں سے مقصود وہ لوگ ہیں جو دیہاتوں میں رہتے تھے پھر وہ یہ کام چھوڑ کر شہروں میں بلند و بالا عمارات بنانے لگے اور اس میں مقابلہ بازی کرنے لگے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی عمارت سے بلند کرنا چاہتا ہے اور بلند و بالا عمارات بنانے میں اھل عرب اور دیگر لوگوں میں عام ہے حتیٰ کہ بعض ممالک آپس میں مقابلہ بازی کرتے ہیں اور اونچی سے اونچی عمارت بنا کر فخر کرتے ہیں۔

22:--سلام صرف جاننے والوں کو کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں سلام کو اس لیے مقرر کیا ہے تا کہ وہ لوگوں میں محبت و جوڑ کی علامت بنے۔ چھوٹا بڑے کو، امیر غریب کو اور عربی عجمی کو اور سفید کالے کو سلام کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اس کو سلام کرو جس کو تم جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنت میں اس وقت تک نہ جاؤ گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ پیدا کرلو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے تم باہم محبت پیدا کر سکو؟ اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔ (مسلم شریف)

قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگ اپنے خاص جان پہچان والوں کو سلام کریں گے اور جن کو نہیں جانتے ان کو سلام نہیں کریں گے۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ جاننے یا نہ جاننے والے ہر ایک کو سلام کیا جائے۔

حضرت ابو جعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی ملا جس نے ان کو السلام علیک اے ابن مسعود کہا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اللہ و رسول نے سچ فرمایا تھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ تم میں سے ایک شخص مسجد سے گزرے گا اور اس میں دو رکعت نماز ادا کرے گا اور وہ سلام صرف اسی شخص کو کرے گا جس کو وہ پہچانتا ہوگا۔ (صحیح ابن خزیمہ)

بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام میں سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر اس کو سلام کرنا جس کو تم جانتے ہو اور نہ جانتے ہو۔

23:- تجارت کا عام ہونا

24:- بیوی کا خاوند کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا

25:- بعض بڑے تاجروں کا مارکیٹ پر مسلط ہونا

ان علامات کا آخری زمانہ میں انتشار ہو جائے گا اس لیے کہ تجارت میں بہت سی سہولتیں پیدا ہو جائیں گی حتیٰ کہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ تجارت میں شرکت کرے گی۔ یہ دو علامات اس حدیث میں وارد ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب زمانہ میں سلام انہی لوگوں کو کیا جائے گا جن سے جان پہچان ہوگی اور تجارت عام ہوگی حتیٰ کہ بیوی اپنے خاوند کی تجارت میں مدد کرے گی اور قطع رحمی عام ہو جائے گی اور جھوٹی گواہی عام ہوگی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی اور قلم عام ہو جائے گی۔ (مسند احمد)

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مال عام ہو جائے گا اور بہت زیادہ ہو جائے گا اور تجارت عام ہو جائے گی اور جہالت پھیل جائے گی اور تم میں سے ایک شخص کوئی چیز خریدنا چاہے گا تو بیچنے والا انکار کر دے گا کہ جب تک میں فلاں قبیلہ کے بڑے تاجر سے اجازت نہ لے لوں اور بڑی آبادی میں اگر کسی کاتب کو ڈھونڈیں تو وہ نہ ملے گا۔ (یعنی جہالت پھیلنے کی وجہ سے) (نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تم میں سے ایک شخص کوئی چیز خریدنا چاہے گا تو بیچنے والا انکار کر دے گا کہ جب تک میں فلاں قبیلہ کے بڑے تاجر سے اجازت نہ لے لوں اور بڑی آبادی میں اگر کسی کاتب کو ڈھونڈھیں تو وہ نہ ملے گا۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے تاجر جن کے ہاتھ میں تجارت کا پیسہ ہوتا ہے یا وہ وکیل

جو خرید و فروخت کے ذمہ دار ہوتے ہیں ایسے لوگ تجارت پر مسلط ہو جائیں گے اور چیزوں کی قیمتوں کو اپنی مرضی کے مطابق مقرر کریں گے جس سے چھوٹے تاجر قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہ کر سکیں گے جب تک کسی بڑے تاجر سے رجوع نہ کر لیں۔ یا اس شرط پر بیچیں گے کہ فلاں تاجر سے اجازت لینی ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ بڑی آبادی میں اگر کسی کاتب کو ڈھونڈھیں گے تو وہ نہ ملے گا۔ جبکہ بعض اور احادیث میں قیامت کی علامات میں سے کتابت کا عام ہونا وارد ہوا ہے۔ اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جن احادیث میں کتابت کا عام ہونا ہے ان کا مقصد وہ آلات ہیں جن سے کتابت کی جاتی ہے جیسا کہ کمپیوٹر، موبائل وغیرہ جس سے بعد کے زمانہ میں لوگ ہاتھ کی خط و کتابت کو نہ جانتے ہوں گے۔ یا شاید کتابت سے یہ مراد وہ لوگ ہوں جو عقد اجارہ یا خرید و فروخت کے شرائط لکھنے کہ والے نہ مل پائیں گے۔

26:- جھوٹی گواہی پیش کرنا

جھوٹی گواہی سے مراد یہ ہے کہ دوسروں پر جھوٹی گواہی پیش کی جائے۔ مثلاً کوئی یہ گواہی پیش کرے کہ فلاں پر میرا حق ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو یہ جھوٹی گواہی بڑے گناہوں میں شمار ہوتی ہے۔

حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کیا میں تمہیں بڑے سے بڑے گناہوں کے بارے میں بتا دوں؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بار بار یہ فرماتے رہے کہ خبردار جھوٹی گواہی سے دور رہنا/ (بخاری و مسلم)

لوگوں میں جھوٹی گواہی کا پھیلنا اور دلوں سے اس کی وقعت ختم ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ جیسا کہ گذشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے کچھ عرصہ قبل پھر فرمایا جھوٹی گواہی کا پھیلنا۔ (مسند احمد)

جھوٹی گواہی صرف وہی نہیں جو قاضی یا حاکم کے سامنے دی جائے بلکہ ہر قسم کی گواہی اس میں شامل ہے جیسا کہ بعض لوگ ایک دوسرے پر گواہی پیش کرتے ہیں کسی کمپنی میں ملازم اپنے

افسر کے سامنے گواہی پیش کرتا ہے یا کوئی طالب علم اپنے استاد کے سامنے اپنے ساتھیوں کے بارے میں گواہی پیش کرتا ہے۔ یا کوئی بچہ اپنے والدین کے سامنے گواہی پیش کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی یا لوگوں کی حق تلفی یا کسی پر بہتان یا جھوٹی قسم کھانے سے خبردار فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اپنے کسی مسلمان بھائی کا جھوٹی قسم سے حق دبالیا تو اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس حال میں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۷۷) (بخاری)

ترجمہ: (اس کے برخلاف) جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد اور اپنی کھائی ہوئی قسموں کا سودا کر کے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور نہ قیامت کے دن اللہ ان سے بات کرے گا۔

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کا جھوٹی قسم کے ذریعے حق دبالیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ واجب کر دی اور اسے جنت سے محروم کر دیا۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگرچہ یہ حق تھوڑا ہی ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے درخت کی ٹہنی کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم شریف)

27:- سچی گواہی کو چھپانا

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی نصرت کرے۔ چاہے وہ ظلم کر رہا ہو یا مظلوم ہو اگر ظالم ہو تو اسے ظلم سے روکا جائے اور اگر مظلوم ہو تو تمہاری قدرت میں ہو تو اسے اس کا حق دلوادو

اللہ تعالیٰ نے سچی گواہی کو چھپانے کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ لَاتَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (بقرہ283)

ترجمہ: اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو گواہی کو چھپائے وہ گنہگار دل کا حامل ہے۔

آخری زمانہ میں لوگ ایک دوسرے کا حق دبائیں گے اور جو لوگ حقیقت، جانتے ہوں گے وہ خاموشی اختیار کریں گے اور حق بات کو چھپائیں گے۔ جبکہ وہ حق ظاہر کرنے پر قادر ہوں گے۔ لیکن وہ اپنی ذاتی مصلحتوں کو مقدم رکھتے ہوئے سچی گواہی کو چھپائیں گے اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے کچھ عرصہ قبل سچی گواہی چھپائیں گے۔ (مسند احمد)

28:- جہالت کا عام ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم سیکھنے کا حکم فرمایا اور فرمایا

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ ۱۱۴)

ترجمہ: میرے پروردگار مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے علم سیکھتے تھے اور لوگوں کو سکھاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہالت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جس کی طبیعت میں شدت ہو اور اس شخص سے جو زیادہ کھاتا ہو اور وہ جو بازاروں میں بلند آواز سے بولتا پھرتا ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی یہ مثال پیش کی کہ رات کو مردہ جانور کی طرح ہوتا ہے اور صبح کو گدھے کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے دنیاوی امور سے وابستہ ہوگا اور آخرت کے امور سے جاہل ہوگا۔ (صحیح ابن حبان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات میں یہ علامت ذکر فرمائی کہ جہالت عام ہو جائے گی حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے کچھ عرصہ قبل ایسا زمانہ آئے گا کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت اتاردی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت کے کچھ عرصہ قبل ایسا زمانہ آئیگا جس میں علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی۔ (مسند احمد)

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں ان کو یہ بھی پتہ نہ ہوگا کہ نماز کیا ہے روزہ اور صدقہ کیا ہے۔ (طبرانی)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے کچھ عرصہ قبل جہالت عام ہو جائے گی۔ (مسند احمد)

جس نے آج کے زمانہ میں اکثر اسلامی ممالک میں لوگوں کے متعلق غور وفکر کیا تو اس کو پتہ چلے گا یہ لوگ صرف اور صرف انہی چیزوں کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں جن میں ان کی کمائی کا ذریعہ اور ان کی مصلحتیں ہوں کہ ان میں سے کمپیوٹر جاننے والے اور موبائل استعمال کرنے کا طریقہ، گاڑی چلانے کا طریقہ وغیرہ وغیرہ جانتے ہوں گے۔ اگر ایسے لوگوں سے سوال کیا جائے کہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ کا کیا معنیٰ ہے؟ یا غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا کیا معنیٰ ہے؟ یا نماز میں سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا جاتا ہے یا بعد میں؟ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کا دماغ ان چیزوں سے نا آشنا اور خالی ہے۔

جی ہاں! جہالت عام ہو جائے گی حتیٰ کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر مجھ سے سوال کیا کہ کیا نفل نماز پڑھنے کیلئے وضو کرنا واجب ہے یا صرف فرض نماز کیلئے واجب ہے؟ مجھے اس کے سوال سے بہت تعجب ہوا اور میرا تعجب مزید بڑھ گیا جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص یونیورسٹی کا طالب علم ہے اور اس کا یہ حال ہے

اس کے علاوہ بہت سے لوگ نکاح وطلاق، خرید وفروخت اور عباوات کے احکام سے ناواقف ہیں جبکہ ان کو ان احکام جاننے کی شدید ضرورت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ معاش کی مصروفیت کی وجہ سے علم وعلماء کی مجالس اور دینی کتب کے مطالعہ سے دور رہتے ہیں جس کی وجہ سے جہالت پھیل چکی ہے۔

29:- بخل کا عام ہونا

30:- قطع رحمی

31:- پڑوسی کیساتھ بدسلوکی کرنا

قیامت کی علامات میں سے یہ چیز بھی ہے کہ لوگ نفسیاتی امراض کے شکار ہو گئے ہیں جس سے اسلامی معاشرہ توڑ پھوڑ کا شکار ہے۔ ان نفسیاتی امراض میں سے بخل بھی ہے

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخل کا ظاہر ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ (طبرانی اوسط)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں بخل بڑھتا چلا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں زمانہ قریب ہوتا چلا جائیگا اور لوگوں کی نیکیوں میں کمی ہو جائے گی بخل پھیل جائیگا اور قتل عام ہو جائیگا۔ (بخاری و مسلم)

بخل کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ نیکی کا کام جس سے نفس رد کے مثلاً صدقہ، روزہ، نماز وغیرہ۔

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ فحاشی عام نہ ہو جائے اور لوگوں کا فحاشی میں دلچسپی لینا قطع رحمی عام ہو جانا اور پڑوسی سے بدسلوکی کرنا عام ہو جائیگا۔ (مسند احمد)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت نہ آئے گی جب تک کہ فحاشی و بخل عام نہ ہو جائے اور امانت دار کو خائن نہ کہا جائے اور خائن کو امانت دار نہ کہا جائے اور حاکم وسربراہ ھلاک نہ ہو جائیں اور ان کے ماتحت غالب نہ آجائیں۔ (حاکم)

اور یہ باتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں واقع ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے ہم اکثر لوگوں میں بکثرت فساد دیکھتے ہیں جیسا کہ کئی لوگ آپس میں بچھڑے ہوئے ہیں اور پڑوسی کیساتھ بدسلوکی کی جا رہی ہے اور محبت و صلہ رحمی کی بجائے دلوں میں نفرت آگئی ہے حتیٰ کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کو، رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو نہیں جانتا کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا مر چکے ہیں۔

32:- فحاشی کا عام ہونا

فحاشی کا معنی یہ ہے کہ عریاں لباس کو معمولی سمجھنا اور ایسے قبیح لفظ بولنا جن کے بولنے سے شرم دامن گیر ہوتی ہے جیسا کہ غلط گالیاں اور لعن طعن کرنا وغیرہ۔

مگر ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش تھے اور نہ ایسے غلط الفاظ بیان کرتے تھے۔

فحاشی کا ظاہر ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قیامت تب تک نہ آئیگی جب تک کہ فحاشی عام نہ ہو جائے۔ (حاکم)

33:- امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہنا

یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے اور اس کے متعلق کی حدیث جس میں امانت اٹھائی جانے کا ذکر ہے وہ علامت نمبر 17 میں ذکر کی جا چکی ہے اور نا اھل لوگوں کو کام سپرد کیے جائیں گے اور قیامت کی علامات میں سے امانتدار کو خائن کہنا اور اس کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنا جس سے امانت کے سلسلہ میں اس پر بھروسہ نہ کیا جائے اور اس کے بدلہ میں جھوٹے اور خائن شخص پر بھروسہ کیا جائے گا کہ یہ امانت دار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ پھر آپ نے فرمایا کہ امانتدار کو خائن کہا جائے گا اور خائن کو امانتدار کہا جائے گا۔

34:- حکمرانوں کا مغلوب ہونا اور عوام کا غالب آنا

یہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگوں کے سربراہ حکماء، عقلاء، علماء کے مر جانے کے بعد ان کے ماتحت جو کہ جاھل لوگ ہونگے۔ یہ ان کی جگہ پر قبضہ کر لیں گے۔ کیونکہ ان کیلئے فضاء ہموار ہو جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ وعول ھلاک نہ ہو جائیں اور تحوت ظاہر نہ ہو جائیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعول اور تحوت سے کیا مراد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعول سے مراد لوگوں کے سربراہ ہیں اور تحوت سے مراد وہ جوان کے ماتحت گمنام ہوں گے۔ (حاکم)

اور ہو سکتا ہے کہ تحوت سے مراد جاہل لوگوں کا بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنا ہو اور میڈیا کا ان کے معاون ہونا اور ان کو پروٹوکول دینا اور جو زمانہ کے عقلاء حکماء ہوں گے

وہ ان سے دور ہوں گے اور میڈیا کے لوگ انہیں کچھ نہ سمجھیں گے جس سے لوگوں میں وہی مشہور ہوں گے جو بغاوت اور ناچ گانا جانتے ہوں گے مگر عالم اور سائنس دان پروفیسر وغیرہ جیسے لوگوں کی کوئی وقعت نہ ہوگی۔ یہ علامت آج کے دور میں دن کے سورج کی طرح واضح اور منطبق ہے۔ اگرچہ بعض لوگ علمی مجالس کی طرف رجحان رکھتے ہوں اور بعض اسلامی ممالک میں علماء اور دین کے مبلغین کا اکرام کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ غیر مسلم کا دینی مجالس کی طرف رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔

35:- مال کمانے میں حلال وحرام کا خیال نہ کرنا

اگر مسلمان کی پرہیزگاری کم ہو جائے تو اس کا دین بھی کم ہو جائے گا اور اگر اس کا دین کم ہو گیا تو وہ شکوک وشبہات میں پڑ جائے گا جس سے پھر وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا اور وہ اپنی کمائی کے ذرائع میں لاپرواہی کرے گا کہ آیا اس کی کمائی حلال ہے یا حرام۔

اور یہ علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کی تصدیق کرتے ہوئے سامنے آ رہی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں کوئی اپنی کمائی کے ذرائع کی طرف دھیان نہ دیگا کہ آیا اس کی کمائی حلال ہے یا حرام۔ (بخاری شریف)

اگر آپ نے آج کے زمانہ میں غور کیا تو آپ کو پتہ چلے گا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کمائی کے ذرائع کو بڑھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں چاہے وہ کمائی حلال ہو یا حرام ہو۔ گویا ہار کا دھاگا ٹوٹ گیا ہے اور اس کے دانے ایک ایک کر کے گرتے جاتے ہیں اور بہت سے لوگ حرام کی کمائی میں لگے ہوئے ہیں اور بالکل لاپرواہ ہیں جیسا کہ بعض سگریٹ، شراب اور عورتوں کے ننگے لباس بیچنے والے تاجر یا وہ جو سود کی کمائی میں لگے ہوئے ہیں یا وہ جو کسی کو اپنی دکان کرایہ پر فراہم کرتا ہے جبکہ اسے پتہ ہے کہ وہ ناجائز تجارت میں اس کی دکان لگا رہا ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

اور پاکیزہ کھانوں میں سے کھایئے۔ (سورہ مومنون 51)

اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ قبول نہیں فرماتے اور ہر وہ گوشت جو حرام کی کمائی سے پیدا ہوا وہ جہنم کا حقدار ہے۔

آج کے زمانہ میں جو لوگ متقی و پرہیزگار ہیں وہ زمانہ کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے سمجھے جاتے ہیں اور ان کو حد سے بڑھ کر مثالی قائم کر دیا جاتا ہے بلکہ بعض جگہ تو یہاں تک نوبت آ گئی کہ اگر گورنمنٹ ملازم رشوت نہیں لیتا تو اسے ملازمت سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا جس نے شبہات سے پرہیزگاری اختیار کی تو اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ گویا حرام میں مبتلا ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت و استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

36:- مال غنیمت کو اپنی ملکیت سمجھنا

مال غنیمت اسے کہتے ہیں جو جنگ کے بعد کفار کا مال و سامان مسلمانوں کے قبضہ میں آتا ہے کفار چاہے جنگ چھوڑ کر بھاگ جائیں یا وہ جزیہ دینے پر رضامند ہو جائیں تو کفار کا یہ مال و سامان مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کے بعد مال غنیمت کہلائے گا۔ اسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنَ السَّبِیْلِ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ. وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (سورہ حشر ۷)

ترجمہ: اللہ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے جو مال بھی فیٔ کے طور پر دلوا دے تو وہ اللہ کا حق ہے۔ اور اس کے رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا تاکہ وہ مال صرف انہی کے درمیان گردش کرتا نہ رہ جائے جو تم میں دولت مند لوگ ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کرنے کا حکم نازل فرمایا تاکہ وہ اغنیاء جو فقراء پر غالب ہیں اس مال غنیمت پر مسلط نہ ہو جائیں۔

اور آخری زمانہ میں لوگ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خلاف ورزی کریں گے اور مال غنیمت کو امیر و حکام میں تقسیم کر دیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مال غنیمت کو دولت سمجھ لیا جائے اور امانت کو تاوان......(ترمذی)

37:- امانت کو مال غنیمت سمجھنا

اللہ تعالیٰ نے امانت کی حفاظت کا حکم فرمایا اور اس کو بعینہٖ صاحب مال کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (سورہ نساء 58)

ترجمہ: (مسلمانو) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ

آخری زمانہ میں اگر کسی کو امانت دی جائے گی تا کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور پھر اسی حالت میں اس کے مالک کو لوٹا دے تو وہ امانت کو مال غنیمت سمجھے گا اور اس کے مالک کو دینے سے انکار کر دے گا۔

38:- زکوٰۃ کو خوش دلی کے بغیر ادا کرنا

اصل تو یہ ہے کہ زکوٰۃ چاہے مال یا سونے وغیرہ کی ہو اسے ادا کرنے میں دل خوش ہونا چاہیے کیونکہ وہ مال کو پاکیزہ کر دیتی ہے اور زکوٰۃ دینے والے کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہ زکوٰۃ کوئی تاوان نہیں ہے۔

لیکن آخری زمانہ میں ہوس اور بخل کا انتشار ہو جائے گا جس سے بعض امراء زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ محسوس کریں گے کہ ان سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے جس کو وہ دل کی رضا کے بغیر ادا کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس طرح بادل نخواستہ زکوٰۃ ادا کرنے پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کہ ان کی نیت خالص اللہ کیلئے نہ تھی۔

39:- علم دین کو اللہ کی رضا کیلئے نہ حاصل کرنا

دین کا علم سیکھنا اور سکھانا اصل میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتے اور سب زمین و آسمان والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنی بل میں، مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو علم سکھانے والے کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ (ترمذی)

آخری زمانہ میں بعض قومیں علم قرآن علم حدیث اور علم فقہ وغیرہ خالص اللہ کی رضا کیلئے نہ سیکھیں گے بلکہ اس غرض سے سیکھیں گے کہ ان کی شہرت ہو اور وہ لوگوں میں مشہور ہو جائیں جیسا کہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اللہ کی رضا کیلئے نہیں حاصل کیا جائیگا۔ (ترمذی)

40:- خاوند کا بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرنا

یہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان اپنی والدہ کی نافرمانی کرے اور اپنی بیوی کو اپنے نزدیک کرے اور ماں کی نافرمانی میں یا والد کی نافرمانی میں بیوی کی فرمانبرداری کرے۔ یہ علامت آج کے زمانہ میں ظاہر ہے جس سے اکثر بیٹوں کی ماں کو گھروں میں اکیلا رہتے ہوئے دیکھتے ہیں اور بیٹے اپنی ماں سے لاپرواہ ہوتے ہیں یا کبھی کبھی چند لمحوں کیلئے ماں کی زیارت کر لیتے ہیں مگر ایسے بیٹوں کی بیویاں اور بچے اپنے علیحدہ گھر میں خوش رہتے ہیں اور اگر بیٹے کی شادی کے بعد والدین اس کے گھر میں رہیں تو والدین کی اتنی قدر و منزلت نہیں ہوتی جتنی کہ بیوی بچوں کی ہوتی ہے جیسا کہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان اپنی والدہ کی نافرمانی میں بیوی کی اطاعت کرے اور دوست کو اپنے قریب کر لے اور اپنے والد کو خود سے دور کر دے۔ (ترمذی)

41:- دوستوں کو قریب کر کے والد کو دور کرنا

یہ قیامت کی علامات میں سے ہے اور والدین کی نافرمانی بھی ہے کہ دوست احباب کے ساتھ مجلس آرائی کرنا اور ان کے ساتھ محبت وانس کا معاملہ کرنا اور والدین کی ناقدری کرنا ایسا بھی ہوتا ہے کہ نوجوان اپنے دوست احباب سے والدین کی بہ نسبت

زیادہ انس ومحبت رکھتا ہے خالص طور پر اگر والد عمر رسیدہ ہو اور ملامت وتنقید اور بار بار نصیحت کرنے کا عادی ہو جیسا کہ بڑوں کا طریقہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی نوجوان کو چاہیے کہ اپنے والد کی حق تلفی نہ کرے اور نہ ناقدری کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

42:- مساجد میں آوازیں بلند کرنا

اصل میں تو مساجد میں سکینت اور وقار ہونا چاہیے اور قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مساجد میں آوازیں بلند کرنا کہ مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی بحث ومباحثہ اور مجلس آرائی کرنا یا کسی بات پر جھگڑنا۔

43:- فاسق آدمی کا قوم کا سربراہ ہونا

اصل میں تو ولایت اور سربراہی اس کے ہاتھ میں ہونی چاہیے جو رعایا کی مصلحت کو مقدم رکھتا ہو اور علم سے آراستہ ہو۔ قیامت کی علامات میں ہے کہ اس امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں فاسق لوگ اپنی قوم کے سربراہ بنیں گے یہ اس لیے کہ ان کے پاس کثیر مال ہوگا اور جان پہچان ہوگی یا اس کی جرأت وحسب ونسب کی وجہ سے قوم کی سربراہی اسی کو دی جائیگی۔

44:- رذیل آدمی کا قوم کی سربراہی کرنا

یہ علامت گذشتہ علامت کے مشابہ ہے کہ کسی رذیل آدمی کا سفر کے دوران یا کسی کام میں سربراہ بننا۔ جو خود کو دوسروں کے زیادہ سمجھدار اور عقلمند سمجھتا ہو جبکہ وہ رذیل ہوگا۔

یہ علامت تب ہوگی جب زمانہ میں فساد پھیل جائے گا اور رذیل لوگ بڑھ جائیں گے۔

45:- آدمی کے شر سے بچنے کیلئے اس کیساتھ احسان کرنا

یہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ جب شریر لوگ ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے پاس قوت ہوگی تو لوگ ایسے شریر لوگوں کا اکرام واحترام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ان کو سربراہ بنانے کیلئے خود کو مجبور پائیں گے تا کہ ایسے لوگوں کے ظلم وستم اور شر سے بچ سکیں۔

اور گذشتہ علامات پر یہ حدیث دلیل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مال غنیمت کو دولت سمجھ لیا جائے اور امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے اور دینی علم دنیاوی غرض کیلئے سیکھا جائے کوئی اپنی بیوی کی فرمانبرداری کر کے ماں کی نافرمانی کرنے لگے اور اپنے دوست کو قریب کر کے والد کو خود سے دور کر لے۔ مساجد میں آوازیں بلند ہو جائیں قوم کا سربراہ فاسق ہو جائے یا قوم کا سربراہ رذیل ہو۔ کوئی کسی شخص کے ساتھ اس لیے حسن سلوک کرے کہ اس کے شر سے بچ جائے اور گانے کے آلات ظاہر ہو جائیں اور شراب عام ہو جائے اور اس امت کے آخری لوگ گذشتہ لوگوں پر لعنت کریں تو اس وقت سخت کالی آندھی، زلزلوں، زمین کا دھنسنا، چہروں کا مسخ ہونا (یعنی چہرہ کا بگڑ جانا) کا انتظار کریں اور اس طرح مسلسل علامات ظاہر ہوتی چلی جائیں گی گویا تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ گیا اور اس کے دانے بکھرتے جاتے ہیں۔ (ترمذی)

46:- زنا و شراب کو حلال سمجھنا

47:- مردوں کا ریشمی لباس پہننا

48:- گانے بجانے کے آلات کو جائز سمجھنا

حرام چیزیں جن میں کوئی شک بھی نہیں اور ہر مسلمان ان کا حرام ہونا جانتا ہے ان میں سے شراب پینا، زنا، گانے بجانے اور مردوں کا ریشمی لباس پہننا وغیرہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ان کی امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو آخری زمانہ میں حرام چیزوں کو حلال سمجھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو قرب قیامت کی علامت فرمایا ہے۔

ان حرام چیزوں کو سمجھنے کے دو معنی ہیں۔

1۔ دل میں یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ چیزیں حلال ہیں حرام نہیں۔

2۔ ان حرام چیزوں میں بکثرت مبتلا ہو جانا کہ جس سے ان کی حرمت دل سے جاتی رہے۔ یا ان حرام چیزوں کا اس قدر پھیلاؤ ہو جائے کہ ان کی حرمت

زبان اور دل سے ختم ہو جائے کہ جب لوگ ان حرام چیزوں میں مبتلا ہوں اور کرتے وقت دل میں ان کا حرام ہونا محسوس ہی نہ ہو۔

حضرت ابو عامر یا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو شرم گاہ کو حلال (یعنی زنا کریں گے) اور مردوں کیلئے ریشمی لباس پہننے کو اور شراب پینے کو، گانے بجانے کو حلال سمجھیں گے اور ایسی قوم ہوگی جو اونچے پہاڑ کے دامن میں رہے گی اور ان کے پاس بکریاں ہوں گی جو وہاں کھائیں گی اور ان کے پاس فقیر آئے گا تو اس کو کہیں گے کل آنا، اور رات ہی رات اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہلاک کر دیں گے اور وہ بلند پہاڑ ان کے سروں پر گرا دیں گے اور بعض قوموں کو قیامت تک بندر اور خنزیر کی شکل میں بدل دیں گے۔ (بخاری شریف)

بعض مسلم ممالک آج کل زنا اور شراب سے لاپرواہی کر رہے ہیں۔ جس سے بدکاری کے اڈے اور شراب کے مراکز کیلئے قانون جاری کر دیئے گئے ہیں جن سے ان کی طرف داری کی جا رہی ہے اور بدکار عورتوں کیلئے قانونا کارڈ جاری کیے جا رہے ہیں جن کے ذریعے ان کی شناخت ہو۔ مگر شراب کے متعلق تو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اسے سر عام بیچا جا رہا ہے بلکہ بعض اسلامی عرب ممالک میں شراب قانونا تجارت میں شامل ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے اپنے سروں پر گانے بجائیں گے اور عورتوں کو نچائیں گے اللہ تعالیٰ ان پر زمین کو دھنسا دیں گے اور ان میں سے بندر اور خنزیر کی شکلیں بنا دیں گے۔ (ابن ماجہ)

آج کے زمانہ میں نہایت خطرناک گناہ جن میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں ان میں سے گانے سننا اور آلات موسیقی استعمال کرنا ہے اور یہ دلوں کو گمراہ کرنے میں اللہ کے ذکر نماز، قرآن مجید کے سننے اور اس پر عمل کرنے میں سب سے بڑا سبب ہے جو ان نیک کاموں سے روکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورہ لقمان 6)

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تا کہ ان کے ذریعے لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اڑائیں ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

اور اہل علم نے لھوالحدیث کی تفسیر گانا بجانا اور آلات موسیقی سے کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے سننے کے ساتھ زنا اور شراب کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے میری امت سے ایک ایسی قوم ہوگی جو زنا اور مردوں کیلئے ریشمی لباس ،شراب، آلات موسیقی کا استعمال حلال سمجھے گی اور آج کل آلات موسیقی کا اس کثرت سے استعمال ہو چکا ہے کہ ان کیلئے باقاعدہ ٹی وی چینل مقرر کیے جا چکے ہیں۔ جن میں مختلف صورتوں میں گانے دکھائے جاتے ہیں اور ساتھ ریڈیو اسٹیشن بھی خصوصی طور پر مقرر کیے جا چکے ہیں جن میں سارادن گانے سنائے جاتے ہیں اور ان میں نہ قرآن مجید کی تلاوت، خبریں وغیرہ کیلئے بھی وقفہ نہیں کیا جاتا۔ اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے اور احادیث مبارکہ کی تصدیق بھی ہے لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ ان حرام چیزوں سے خبردار اور بچنا ر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی سے پودا نکلتا ہے۔

49:- لوگوں کا موت کی تمنا کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خبر دی کہ اس امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں ظلم وستم ، فتنے اور مصیبتیں بکثرت ہوں گے حتیٰ کہ تم میں سے ایک اپنے ساتھی کی قبر سے گزرے گا تو یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں اپنے اس ساتھی کے بدلے قبر میں مدفون ہوتا۔ کیونکہ اس پر پریشانیوں اور مصیبتوں کی ایسی بھر مار ہوگی جو کہ موت کی کڑواھٹ سے بھی زیادہ ہوگی اور وہ اپنے موجودہ دردناک حال سے چھٹکارہ حاصل کرنے کیلئے یہ تمنا کریگا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ تم میں سے ایک شخص کسی قبر سے گزرے اور وہ یہ نہ کہے کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں اگر کسی کو موت فروخت ہوتے مل گئی تو وہ ضرور خرید کرلے گا اور یہ حدیث دوسری احادیث کے معارض نہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے خبردار کیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی پر پریشانی آئے تو وہ موت کی تمنا نہ کرے۔ (مسلم شریف)

وہ اس لیے کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں ایسے واقعات پیش آئیں گے جس سے لوگ موت کی تمنا کریں گے اس تمنا میں موت نازل ہونے کے صریح الفاظ نہیں ہیں بلکہ سخت حالات پیش آنے سے دل میں ان سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی تمنا ہوگی چاہے وہ موت سے ہی کیوں نہ ہو اور اس بات میں یہ شرط نہیں کہ آخری زمانہ میں موت کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں آئے بلکہ کسی ملک میں بعض لوگوں کی یہ تمنا ہوگی اور بعض ممالک کے لوگوں کی یہ تمنا نہ ہوگی کیونکہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔ اور مصیبت وتکلیف کے تحمل میں بھی لوگوں کے درجات مختلف ہوتے ہیں۔

50:- ایسا زمانہ آنا جس میں آدمی صبح کو مومن اور شام کو کافر ہو جائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آخری زمانہ میں لوگوں کے حالات فتنوں، خواہشات کی کثرت اور اہل خیر کی قلت کی وجہ سے مختلف ہوں گے اور وہ مذبذب ہوں گے جس سے دیکھا جائے گا کہ انسان صبح کو ایمان کے ساتھ پیدا ہوگا اور شام پاتے ہی کفر میں داخل ہو جائے گا اپنے حال پر قائم نہ رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاموں میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ ایسے فتنے آجائیں جو رات کے سیاہ ٹکڑے سے بھی زیادہ تاریک ہوں۔ جس کی وجہ سے آدمی صبح کو ایمان سے بیدار ہوگا اور شام کے وقت کفر میں داخل ہو جائے گا یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کفر میں بیدار ہوگا۔

ان میں سے ایک اپنے دین کو کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے بیچ دے گا۔ (بخاری شریف)

حدیث سے مراد یہ ہے کہ اعمال صالحہ کرنے میں جلدی کی جائے اس سے پہلے کہ کوئی عذر پیش آ جائے یا جو آخری زمانہ میں ایسے فتنے آئیں گے جو کہ برابر برابر بڑھتے چلے جائیں گے اور رات کے سیاہ ٹکڑے سے زیادہ تاریک ہوں گے ان کی جکڑ میں آ کر اعمال صالحہ نہ کر سکیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی شدت اس طرح بیان فرمائی کہ کوئی شخص صبح ایمان کیساتھ بیدار ہوگا اور شام کے وقت کفر میں داخل ہوگا اور یہ اس وجہ سے کہ فتنوں کی ایسی پکڑ ہوگی کہ انسان ایک دن میں بدلتا رہے گا یہ بات اس زمانہ کیلئے ہے جب دین میں شکوک وشبہات پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا دین ضعیف ہو جائے گا یا بالکل ہی دین نہ جاننے کی وجہ سے اپنے دین کو چھوڑ دے گا۔ یا کسی دنیاوی غرض یا ذاتی مصلحت کی وجہ سے اپنے دین پر قائم رہنے میں مذبذب ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا حدیث کی تصدیق ہمارے اس زمانہ میں بالکل سو فیصد منطبق ہوتی ہے۔

51:- مساجد کو مزین کر کے ان پر فخر کرنا

اصل میں تو مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے گھر ہیں جن کو اللہ کے بندے اجر وثواب کیلئے تعمیر کرتے ہیں لیکن آخری زمانہ میں کچھ لوگ مساجد تعمیر کریں گے اور ان کو مزین کر کے ہر شخص اپنی مسجد کے طرز تعمیر ونمائش پر فخر کرے گا اور بعض لوگ تو اس حد تک پہنچ چکے ہیں جو کہ میڈیا کیمرے کے ذریعے ٹی وی چینلوں میں تشہیر کرتے ہیں جب مساجد کو نقش ونگار سے مزین کیا جاتا ہے تو اس مسجد کے نمازی عبادت سے لاپرواہی کر کے ان نقش ونگار کو دیکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں جس سے عبادت درست طریقے سے ادا نہیں ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ لوگ مساجد تعمیر کر کے اس پر فخر نہ کریں۔

(ابوداؤد نسائی ابن ماجہ)

بعض صحابہ رضوان علیہم اجمعین نے اس بات سے خبردار کیا کہ مساجد کو تعمیر کر کے ان کو نقش ونگار سے مزین کرنے میں وقت خرچ نہ کیا جائے اور مساجد میں اللہ تعالیٰ کی

عبادت اور ذکر کرنے کی بجائے اس کی تعمیر اور نقش و نگار میں وقت خرچ نہ کیا جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ضرور مساجد کو نقش و نگار سے سجاؤ گے جیسا کہ یہود و نصاری نے اپنی عبادت گاہوں کو سجایا تھا۔' (مسند احمد وابوداؤد)

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تشیید کا معنی مساجد کو بڑا کرنا اور ان کو بلند کرنا اور یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو اس وقت مزین کیا جب انہوں نے اپنی آسمانی کتب کو اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کر دیا تھا۔ (فتح الباری)

علامہ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو مزین کیا اور جب انہوں نے اپنی مقدس کتابوں کو اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کیا تو انہوں نے اپنی عبادت گاہوں کو بیچ دیا جس سے انہوں نے اپنے دین کو بیچ دیا۔ (شرح صحیح البخاری)

مساجد کو مزین کرنے کے کئی طریقے ہیں

مساجد کی درو دیوار پر مختلف رنگوں میں نقش و نگار بنانا اور مساجد میں تصاویر رکھنا یا مسجد میں نہایت خوبصورت مہنگا ترین قالین بچھانا اور ایسے فانوس لٹکانا جو نہایت خوبصورت ہوں جس میں زیب و زینت کی حدود سے تجاوز کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر آپ اس نقش و نمائش اور فانوس کی قیمتوں کو جمع کریں تو ان سے کئی مساجد تعمیر کی جا سکتی ہیں اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مساجد کی طرف لاپرواہی کی جائے یا ان میں خوبصورت قالین نہ بچھایا جائے یا انہیں بوسیدہ طرز میں تعمیر کیا جائے بلکہ اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ مساجد کے نقش و نگار میں فضول خرچی اور حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے اپنی مساجد کو نقش و نگار سے آراستہ کیا اور اپنے قرآن مجید کو مزین کیا تو تم پر ہلاکت ہوگی۔ (ابن ابوداؤد)

52:- گھروں کو سجانا

فراوانی والی زندگی اور جائز امور میں حد پار کرنا فخر و تکبر کرنا یہ سب چیزیں دین میں مذموم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (اعراف 31)

آخری زمانہ میں لوگ گھروں میں روشندانوں پر خوبصورت اور قیمتی پردے اور دیواروں پر نقش ونگار کریں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ لوگ گھر تعمیر کر کے اس کے اندر ایسے نقش و نگار کریں گے جیسے مراحیل ہوتا ہے مراحیل عربی لفظ ہے جو کہ مرحل کی جمع ہے مرحل اسے کہتے ہیں جو خوبصورت کپڑا ہو اور اس پر کڑھائی کا قیمتی کام کیا جائے۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف کا معنی ہے کہ لوگ اپنے گھروں کو ایسے سجائیں گے جیسے کہ کپڑوں کو سجایا جاتا ہے۔ حدیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ گھروں میں روشندانوں پر کپڑے نہ لگائے جائیں یا گھر نہ سجایا جائے بلکہ اس بات سے منع ہے کہ نقش ونگار میں حد پار نہ کی جائے اور اس میں زیادہ مال خرچ نہ کیا جائے۔ جس سے فخر و تکبر پیدا ہو۔

53:- قیامت سے پہلے آسمان پر بجلی کا بکثرت کڑکنا

یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے کہ بجلی کے زمین پر گرنے سے بہت اموات واقع ہوں گی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب صواعق بکثرت ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم میں سے ایک شخص اپنی قوم سے جا کر پوچھے گا کہ تمہارے علاقہ میں بجلی گرنے سے کون کون فوت ہوا ہے۔ تو وہ جواب میں کہیں گے فلاں فلاں بجلی سے مر گیا ہے۔ (مسند احمد)

صواعق عربی لفظ ہے جو کہ صاعقہ کی جمع ہے صاعقہ اس بجلی کو کہتے ہیں جو آسمان سے زمین پر گرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کو بجلی سے ہلاک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (حم سجدہ ۱۷)

ترجمہ: رہے ثمود تو ہم نے انہیں سیدھا راستہ دیکھایا تھا لیکن انہوں نے سیدھا راستہ اختیار کرنے کے مقابلے میں اندھا رہنے کو زیادہ پسند کیا چنانچہ انہوں نے جو کمائی کر رکھی تھی اس کی وجہ سے ان کو ایسے عذاب کے کڑک نے آ پکڑا جو سراپا ذلت تھا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ (حم سجدہ ۱۳)

پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے تمہیں اس کڑک سے خبردار کر دیا ہے جیسا کڑک عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔

اس بجلی کی شدت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طاغیہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ (الحاقۃ ۵)

ترجمہ: نتیجہ یہ کہ جو ثمود کے لوگ تھے وہ (چنگھاڑ کی) ایسی آفت سے ہلاک کیے گئے جو حد سے زیادہ (خوفناک) تھی۔

54:-لکھائی کا بکثرت عام ہونا

کتابت اور کتب کچھ زمانہ قبل اس قدر عام نہیں تھیں بلکہ کچھ زمانہ قبل لوگوں میں کتابت کا رواج بہت کم تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ قلم، تصانیف اور خط و کتابت عام ہو جائے گی۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے کچھ عرصہ قبل لوگ ان کو سلام کریں گے جنہیں وہ پہچانتے ہیں اور تجارت اتنی عام ہو جائے گی کہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ تجارت میں معاونت کرے گی اور قطع رحمی، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا اور قلم کا ظاہر ہونا عام ہو جائیگا۔(مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کہ قلم کا ظاہر ہونا سے یہ مقصود ہے کہ خط و کتابت اور کتابوں کا بکثرت طبع ہونا عام ہو جائے گا حتیٰ کہ عام لوگوں میں کتب کا خریدنا آسان ہو جائے گا اس وجہ سے کہ خط و کتابت کے ایسے وسائل پیدا ہو جائیں گے جن سے کتب کا عام ہونا بکثرت ہو جائے گا اور ان سب کے باوجود لوگوں میں دینی امور کے متعلق جہالت عام ہو گی اس بات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا

اور جہالت پھیل جائے گی زنا عام ہو جائے گا شراب کو پیا جائے گا اور مرد مرتے چلتے چلے جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک نگران ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

یہ علامت ہر اس شخص کیلئے واضح ہے جس نے لوگوں کے حالات پر نظر کی۔

55:- زبان سے مال کی کمائی کرنا اور بولنے پر فخر کرنا

اس میں کوئی عیب نہیں ہے کہ انسان مال کمائے یا جائز طریقوں سے کمائی کا ذریعہ اپنائے۔ ان طریقوں میں سے ایک یہ ذریعہ بھی ہے کہ حجت قائم کرنے اور بولنے سے مال کمایا جائے جیسا کہ آج کے زمانہ میں جج کے سامنے وکیل، سکول میں استاد وغیرہ ان سب کا ذریعہ معاش بولنے پر ہے لیکن اس میں ناجائز طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے دنیا کماتا چلا جائے وہ اس طرح کہ یا تو لوگوں کی ناجائز مدح وثنا کرے کہ لوگ اس مدح کے مستحق نہ ہوں یا خرید وفروخت میں جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا یا خریدنا وغیرہ۔

حضرت عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اپنے والد کے پاس حاجت تھی۔ تو حضرت عمرو نے اپنے والد کے سامنے حاجت بیان کرنے سے پہلے کچھ مقدمات بولے جیسا کہ کسی سے حاجت پوری کرانے کیلئے اس کی مدح وثنا کی جاتی ہے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے والد محترم نے ایسی مدح وثنا کبھی نہ سنی تھی جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اپنی بات کر کے خاموش ہوئے تو ان کے والد صاحب نے فرمایا اے میرے بیٹے! تو اپنی بات سے فارغ ہو چکا ہے تو حضرت عمرو نے کہا جی ہاں! تو ان کے والد صاحب نے فرمایا تو اپنی حاجت پوری کرانے سے کہیں دور تو نہیں تھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے ایسی قوم ہوگی جو اپنی زبان سے کھائے گی جیسا کہ گائے زمین سے کھاتی ہے۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قریب ہونے کی یہ علامت ہے کہ شریر لوگوں کو ابھارا جائے گا اور اہل خیر کو دبایا جائے گا اور بری بات کرنے کی عادت پھیل جائے گی اور کام کو اچھا کہا جائے گا اور مساءۃ کا بکثرت ہونا ہو جائے گا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مسأۃ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کی کتابت کے علاوہ جو کچھ لکھا جائے گا۔ (طبرانی)

56:- قرآن کے علاوہ دیگر کتب کا عام ہونا

یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگوں کا رجحان کتب کی طرف بڑھنا اور ان کی خرید وفروخت کرنا اور قرآن مجید سے بڑھ کر ان کی نشر واشاعت ہونا اس علامت کی دلیل گذشتہ علامت میں ذکر کی جا چکی ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب ہونے کی علامات میں سے ہے۔ مسأت عام ہو جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا مسأت سے کیا مراد ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کے علاوہ جو کچھ لکھا جائے گا۔

57:- ایسا زمانہ آئیگا جس میں کتاب پڑھنے والے زیادہ اور فقہاء وعلماء کم ہوں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ کتاب پڑھنے والے کثیر التعداد ہوں گے اور علماء وفقہاء کم ہوتے چلے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں کتاب پڑھنے والے کثیر التعداد ہوں گے اور فقہاء کم ہوتے چلے جائیں گے اور علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج بکثرت ہوگا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہرج سے کیا مقصود ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے درمیان قتل عام ہو جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں بعض لوگ قرآن پڑھیں گے تو ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔

پھر ایسا زمانہ آئے گا جس میں منافق وکافر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن کے ساتھ بحث ومباحثہ کرے گا۔ (حاکم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہ اٹھائیں گے کہ لوگوں سے چھین لیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ علم کو

اس طرح اٹھائیں گے کہ اہل علم کو اٹھالیں گے حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہل لوگوں کو سربراہ بنائیں گے پھر ان سے دین کے متعلق پوچھیں گے اور وہ علم کے بغیر فتویٰ پیش کریں گے۔ جس سے وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

مذکورہ بالا حدیث میں علم اٹھانے سے مراد یہ نہیں ہے کہ علم اہل علم کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا لیکن مراد یہ ہے کہ اہل علم فوت ہوتے چلے جائیں گے۔ پھر لوگ جاہلوں کو اپنے معاملات میں فیصلہ کرنے کیلئے سربراہ بنالیں گے۔ جس سے وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے اور گذشتہ دس سالوں میں امت مسلمہ کے کئی جلیل القدر اہل علم کی رحلت کا صدمہ ہوا۔ جن کے دینی علم کا لوگوں پر بہت اثر تھا۔ شیخ امام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز جو کہ سعودی عرب کے جلیل القدر مفتی و عالم تھے ۱۴۲۰ھ بمطابق 1999ء میں رحلت فرما گئے۔ شیخ علامہ محمد بن صالح عثیمین ۱۴۲۱ھ بمطابق 2000ء میں رحلت فرما گئے۔ شیخ محمد ناصر الدین البانی .... ۱۴۲۱ھ بمطابق 1999ء میں رحلت فرما گئے اور ان کے علاوہ بہت سے جلیل القدر علماء چل بسے اور جس نے اس امت کے حالات پر غور کیا تو اسے نظر آئے گا کہ امت مسلمہ میں کچھ ایسے نوجوان ہیں جو قرآن مجید کی تلاوت و ترتیل اور خوبصورت آواز پیدا کرنے میں مصروف ہیں اور دینی علم اور شرعی احکام سے غافل ہیں اگر ان میں سے کسی ایک سے طہارت یا سجدہ سہو کے متعلق پوچھا جائے تو ان میں دینی علم کے متعلق کچھ نہ ملے گا۔

58:- چھوٹوں سے علم سیکھنا

عہد نبوت سے جلیل القدر علماء و فقہاء سے علمی استفادہ کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ اس امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں چھوٹے لوگ جو کہ کم فہم ہیں اور دینی علم و فقہ میں سمجھ نہیں رکھتے' وہ خود کو لوگوں کے سامنے پیش کریں گے اور لوگ ان سے فتویٰ لیں گے اور وہ اپنے فتاویٰ پیش کریں گے۔

گذشتہ علامت کے تحت حدیث مبارکہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ علامات قیامت میں سے ہے کہ عام کتب پڑھنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور اہل علم کم ہو جائیں گے حتیٰ

کہ جاہل اور کم فہم لوگوں سے علم سیکھا جائے گا اور وہ فتویٰ دیں گے۔ تو وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حضرت ابوامیہ جمحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم چھوٹوں سے سیکھا جائے۔ (ابن المبارک فی الزھد)

حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ چھوٹوں سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا چھوٹوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی مسائل میں اپنی رائے سے فتویٰ پیش کریں۔ یعنی کہ ان کے علم میں پختگی نہیں ہوگی اور نہ وہ فتویٰ پیش کرنے سے پہلے تحقیق کریں گے اور نہ اپنے فتاوی پر شرعی دلائل پیش کریں گے اور چھوٹوں سے یہ مراد بھی لکھی گئی ہے کہ وہ اہل بدعت ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس وقت تک اچھائی میں ہوں گے جب تک کہ علم صحابہ کرام، اکابر علماء کرام سے حاصل کیا جائے پھر اگر چھوٹوں سے علم سیکھنے لگ گئے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ الحمدللہ ہمارے اس زمانہ میں علم اور اہل علم خیر میں ہیں۔ چاہے اگر کوئی اس امت کے احوال پر غور کرے تو اس کو نظر آئے گا کہ میڈیا نے ایسے لوگ ظاہر کیے ہوئے ہیں جو کہ دینی علم کے چھوٹے طلباء میں سے ہیں اور وہ اسلام کے چند مشہور مسائل جانتے ہیں لیکن وہ نہ حفاظ میں سے ہیں نہ فقہا میں سے ہیں چونکہ وہ لوگوں میں مشہور ہو چکے ہیں اس لیے لوگ ان سے اپنے دینی مسائل کے متعلق فتویٰ معلوم کرتے ہیں اور ان سے علم سیکھتے ہیں اور اگر بڑے علماء میڈیا' ریڈیو اور انٹرنیٹ میں ظاہر ہوں تو لوگ انہیں پہچان لیں گے اور اپنے دینی مسائل پیش کریں گے اور انہیں سے دینی علم سیکھیں گے۔

جیسا کہ بڑھاپا اور عمر رسیدگی علم کی علامت نہیں ہے اسی طرح کم عمری جہالت کی علامت بھی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم میں عمر کا کوئی دخل نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا علم چھوٹی عمر سے تعلق نہیں رکھتا لیکن اللہ تعالیٰ علم کو جہاں چاہیں وہاں رکھتے ہیں۔

لہٰذا جس نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے دینی علم کیلئے پیش کیا اور لوگوں میں مشہور ہو

گیا تو اس پر واجب ہے کہ حتی المقدور کوشش کرے کہ اپنے آپ کو چھوٹوں سے لیکر اکابر علماء میں شامل کرے اور ان سے علم سیکھے، سمجھے اور علم میں پختگی رکھے اور اکابر علماء سے برابر رابطہ رکھے۔

59:- اچانک موت

یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے جو ہمارے اس زمانہ میں بکثرت واقع ہو رہی ہے کہ کسی پر اچانک موت کا واقع ہو جانا کسی کو دل کا اٹیک ہونا، کسی کو خطرناک کینسر ہونا اسی طرح اچانک گاڑی کا حادثہ یا جہاز کا گر کر تباہ ہونا وغیرہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے ہے اچانک موت کا واقع ہو جانا۔ (طبرانی فی الصغیر)

گذشتہ زمانوں میں انسان کو موت سے پہلے علامات محسوس ہوتی تھیں یا کچھ عرصہ بیمار رہ جاتا تھا جس سے اسے محسوس ہوتا تھا کہ یہ میری بیماری آخری ہے جس سے موت واقع ہونی ہے تو وہ اپنی وصیت لکھ لیتا تھا اور اپنے اہل وعیال کو الوداع کر لیتا تھا اور اپنے بچوں کو وصیت کر لیتا تھا اور رجوع الی اللہ کر لیتا تھا۔ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا، اور بار بار کلمہ حق کا تکرار کرتا تھا تا کہ اس کو حسن خاتمہ نصیب ہو۔ مگر ہمارے آج کے زمانہ میں انسان صحت وعافیت سے نظر آتا ہے اور اسے قطعاً کسی بیماری کی شکایت نہیں ہوتی۔ لیکن آپ کو اچانک خبر ملتی ہے کہ فلاں شخص مر گیا ہے یا دل کا اٹیک ہو گیا ہے یا خطرناک بیماری مثلاً کینسر وغیرہ سے مر گیا ہے۔ ایسے حادثات جو ہمارے زمانہ میں پیش آتے ہیں ان میں اچانک کئی افراد کی جماعت لقمہ اجل بن جاتی ہے۔ اس لیے عقلمند کو چاہیے کہ ہوشیار اور چوکنا رہے اور موت اور اللہ کی ملاقات کیلئے ہر وقت تیار رہے۔

اغتنم فی الفراغ فضل رکوع　　فعسی ان یکون موتک بغته
کم من صحیح رأیت من غیر سقم　　ذهبت نفسه الصحیحه فلته

فراغت کے لحات میں رکوع کی فضیلت کو غنیمت سمجھو کہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری موت اچانک واقع ہو جائے۔

کتنے ہی وہ لوگ ہیں جنہیں میں نے بغیر کسی بیماری کے صحت وعافیت کے ساتھ دیکھا اور ان کا صحت مند نفس لڑھک گیا۔

60:- احمق لوگوں کا حاکم بننا

عوام کی اصلاح حاکم کی اصلاح میں ہے اور عوام کی گمراہی حاکم کی گمراہی میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ عوام کے معاملات احمق حکام کے ہاتھوں میں آ جائیں گے۔ جو نہ قرآن وسنت کی ہدایت کو اپنائیں گے نہ نصیحت وارشاد کو قبول کریں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے کعب! اللہ تعالیٰ تمہیں اُمارۃ السفہاء سے اپنی پناہ میں رکھے۔ حضرت کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُمارۃ السفہاء سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایسے حاکم آئیں گے جو میری ہدایت سے ہدایت نہ پائیں گے' نہ میری سنت کو اپنائیں گے تو جس نے ان کے گمراہ ہونے کے باوجود انہیں مانا اور ان کے ظلم وستم کے باوجود ان کی مدد کی تو نہ میں ایسے لوگوں میں سے ہوں نہ وہ مجھ میں سے ہیں اور نہ وہ میرے حوض کوثر سے گزریں گے اور جنہوں نے اپنے حاکم کے ظلم وستم کو نہ مانا اور اس کو جھٹلایا اور اس کی مدد نہ کی تو وہ مجھ میں سے ہیں۔ اور میں ان میں سے ہوں اور وہ میرے حوض کوثر سے گزریں گے۔

اے کعب! روزہ ڈھال ہے صدقہ گناہ کی آگ کو بجھاتا ہے۔ نماز قربت ہے۔ اے کعب! جنت میں وہ شخص ہرگز نہ جائے گا جس کے جسم نے حرام غذا سے پرورش پائی ہو کہ وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔ (مسند احمد)

احمق وہ ہے جو عقل کا کمزور ہو اور اس میں بدتدبیری ہو جس سے وہ اپنے کام درست نہ کر پائے' دوسروں کے معاملات تو دور کی بات ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ ہر قبیلہ کے سربراہ منافق نہ ہو جائیں۔ (طبرانی)

منافق وہ ہوتے ہیں جن میں ایمان کا مادہ کم ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں' جھوٹ بکثرت بولتے ہیں اور ان میں جہالت ہوتی ہے۔

اگر لوگوں کے بادشاہ حکام اور گورنروں کی یہ حالت ہوگئی تو سب کام الٹ جائیں گے

جس سے جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا اور جاہل لوگ بولیں گے اور علماء خاموشی اختیار کر لیں گے۔

علامہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک علم کو جہالت اور جہالت کو علم نہ سمجھا جائے اور یہ سب آخری زمانہ میں ایسے معاملات خراب ہوتے اور حقائق الٹتے چلے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ اہل علم کو دبایا جائے اور اہل شر کو ابھارا جائے۔ (حاکم فی المستدرک)

61:- زمانہ کا قریب ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ زمانہ قریب ہوتا چلا جائیگا۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قریب ہوتا چلا جائے گا اور علم کم ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے' کنجوسی چھا جائے گی اور قتل سر عام ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

زمانہ قریب ہونے کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

1۔ زمانہ قریب ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنوں میں برکت کم ہو جائے گی۔ مثلاً گذشتہ زمانہ والے لوگ ایک گھنٹہ میں کئی کام نمٹا لیتے تھے تو اس زمانہ کے بعد والے لوگ وہی کام کئی گھنٹوں میں بھی نہ نمٹا سکیں گے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بات ہمارے زمانہ میں محسوس کی گئی ہے کہ ہمیں دنوں کا تیزی سے گزرنا حقیقتاً محسوس ہوتا تھا جبکہ ہمارے گذشتہ زمانہ میں یہ تیزی نہ تھی۔ (فتح الباری)

2۔ زمانہ کے قریب ہونے سے یہ مراد بھی ہے کہ جو کچھ ہمارے اس زمانہ میں آلات ہیں جیسے موبائل فون، ٹیلی ویژن اور سواریاں جیسے گاڑی، ہوائی جہاز، ٹرین وغیرہ جن سے زمین کی دوری جلد طے کی جاتی ہے۔

3۔زمانہ کے قریب ہونے سے یہ مراد بھی ہے کہ دنوں کا تیزی سے گزرتے جانا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ جیسے چاہیں دنوں کو چھوٹا کریں یا بڑا کر دیں۔دجال کے زمانہ میں ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک سال ایک مہینے کے برابر ہوگا جیسے دجال کے زمانہ میں دن لمبے ہونگے ویسے چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ زمانہ قریب نہ ہو جائے جس سے ایک سال ایک مہینے کے برابر ہو جائے گا اور ایک مہینہ جمعہ کے دن کے برابر ہو جائے گا اور جمعہ ایک دن کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک گھنٹہ کے برابر اور ایک گھنٹہ آگ کے بھڑ کنے اور بجھ جانے کے برابر ہوگا۔(مسند احمد ترمذی)

4۔زمانہ کے قریب ہونے سے یہ مراد بھی لکھی گئی ہے کہ لوگوں کی عمر کم ہو گی۔

62:۔نادان لوگوں کا عوام کے مسائل میں فیصلہ کرنا

اصل میں تو یہ ہے کہ کسی کو وکیل بنایا جائے کہ وہ لوگوں کی ترجمانی کرے تو اس شخص میں عقلمندی اور حکمت عملی ہونی چاہیے ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی حالت خراب ہو چکی ہو گی جس سے لوگوں کی ترجمانی کرنے والا اور ان کی حامی بھرنے والا نادان اور کم عقل ہوگا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسے سال آئیں گے جن میں دھوکہ ہوگا جن میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔خائن کو امانتدار سمجھا جائے گا اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا اور اس میں رویبضہ بولیں گے۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رویبضہ سے مراد وہ بے وقوف اور نادان لوگ ہوں گے جو عام لوگوں کے متعلق دخل اندازی کر کے بول اٹھیں گے۔(طبرانی)

اس زمانہ کے حالات میں سے ہے کہ نادان لوگ سمجھداروں سے کہیں اونچے ہیں

جس سے عوام کے حالات نادان اور رذیل لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں اور یہ چیز ہمارے زمانہ میں عام ہے۔ چاہیے تو یہ کہ اہل علم و عقل عوام کے مسائل و حالات اپنے ہاتھ میں لینے میں دوسروں کی نسبت زیادہ مقدم ہونے چاہئیں۔ اور جو آج کے لوگوں کے حالات میں غور کرے گا تو اسے پتہ چلے گا کہ آج کے زمانہ کے لوگ انہی اشخاص کی طرف مائل ہوتے ہیں اور انہیں اپنا سربراہ بناتے ہیں جو ان کی مرضی کے مطابق چلتے ہوں اور جن میں ان کی مراد پوری ہوتی ہو اور اپنی ذاتی مصلحتوں کو مقدم رکھتے ہیں چاہے ان مصلحتوں کی وجہ سے ان کا دین ہی برباد کیوں نہ ہو جائے۔ اس لیے لوگ نادان اشخاص کو اپنا سربراہ بناتے ہیں۔

درویش لوگوں کا مالدار بننا

قیامت کی علامت میں سے ہے کہ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا اور خائن کو امین اور امین کو خائن کہا جائے گا اور عوام کے معاملات نادان اور کم عقل لوگ سنبھالیں گے اور کام نااہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک ختم نہ ہوگی جب تک دنیا کے امیر ترین اور مالدار لکع ابن لکع نہ بن جائیں۔ (طبرانی فی الاوسط)

لکع ابن لکع عربی زبان کا لفظ ہے جو بداخلاق پر بولا جاتا ہے اور عرب میں یہ لفظ بد اخلاق غلام پر بولا جاتا ہے۔ حدیث میں لکع کا لفظ اس لیے استعمال فرمایا کہ اس میں جہالت و حماقت کی دلیل ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایسا زمانہ قریب آنے والا ہے جس میں لکع ابن لکع غالب آجائیں گے۔ (مسند احمد)

ایک اور روایت ہے کہ دنیا تب تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ لکع ابن لکع کیلئے نہ بن جائے۔ (مسند احمد)

آخری زمانہ میں دنیا کے خوش نصیب اور مالدار جس کے پاس بڑی وجاہت اور خوبصورت

محل وگاڑی وغیرہ وغیرہ ہوں وہی ظاہر اور غالب ہو جائیں گے کیونکہ وہ لکھ ابن لکع ہوں گے اور وہ مال ہر طریقے سے کمائیں گے اور اپنے ماتحت کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو ان کی مرضی کے مطابق ہوگا اور دین کو پس پشت ڈال دیں گے جس سے ان کو دنیا مل جائے گی۔

64:- مساجد کو گزرنے کا راستہ بنالینا

اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی مسجد کے اندر سے گزر کر دوسری طرف نکل جائے اور اس کی نیت نماز ادا کرنے کی نہ ہو جس سے مساجد نماز سے زیادہ گزرنے کیلئے راستہ کے طور پر استعمال ہوا کریں گی۔

65:- حق مہر کا بڑھنا پھر کم ہونا

66:- گھوڑوں کی قیمتوں کا بڑھنا پھر کم ہونا

حضرت خارجہ بن سلت برجمی فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے گھر سے نکلے تو امام رکوع کی حالت میں تھا پھر ہم بھی رکوع میں شامل ہوئے۔ پھر آگے بڑھ کر صف میں شامل ہو گئے اتنے میں ایک آدمی مسجد سے گزرا اور اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا السلام علیک یا ابوعبدالرحمٰن، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ اکبر۔

اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا پھر جب نماز ختم ہوئی تو ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لگتا ہے کہ اس آدمی کے سلام سے آپ کو کسی چیز کا خدشہ ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا بالکل کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مساجد کو گزرنے کا راستہ بنایا جائے گا اور ہر ایک جاننے والے کو ہی سلام کرے گا اور بیوی خاوند کیساتھ تجارت میں شریک ہوگی اور عورتیں اور گھوڑے مہنگے ہو جائیں گے (یعنی عورتوں کا حق مہر زیادہ ہوگا) پھر سستے ہو جائیں گے اور پھر کبھی مہنگے نہ ہوں گے۔ (حاکم)

67:- بازاروں کا قریب ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس زمانہ کے متعلق بتایا کہ جس میں زمین کی

مسافت قریب ہو جائے گی اور اس میں کم سے کم مدت میں ایک بازار سے دوسرے بازار جانا آسان ہو جائے گا اور انسان عالمی مارکیٹ کی قیمت اور ان میں فائدہ ونقصان اور جو کچھ پیش آئے اسے بسہولت جان لے گا۔ یہ سب اس وجہ سے کہ اہل زمین میں فاصلے سمٹ جائیں گے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں آسانی ہو جائے گی جیسا کہ ہمارے آج کے زمانہ میں ہوائی جہاز، کاریں وغیرہ ایجاد ہو چکی ہیں اور مارکیٹ کی قیمتوں کو جاننے کیلئے انٹرنیٹ، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ ایجاد ہو چکے ہیں۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ فتنے ظاہر نہ ہو جائیں اور جھوٹ بکثرت نہ بولا جائے اور بازار قریب نہ ہو جائیں (مسند احمد)

موجودہ زمانہ میں تین وجوہات سے بازار قریب ہو چکے ہیں۔

1۔عالمی مارکیٹ کی قیمتوں اور فوائد ونقصانات کا بسہولت جاننا

2۔ایک بازار سے دوسرے بازار تک بسہولت جلدی پہنچ جانا اگر چہ ان میں طویل مسافت ہو

3۔بازاروں میں اشیاء کا ایک ہی قیمت میں فروخت ہونا اور بعض اہل بازار کی دوسرے بازاروں کی طرح اشیاء کی قیمت میں کمی زیادتی کرنا۔ (واللہ اعلم)

شیخ علامہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ بازاروں کے قریب ہونے سے مراد یہ ہے کہ جیسے ہمارے آج کے زمانہ میں ایک ملک سے دوسرے ملک ایک شہر سے دوسرے شہر، ایک بازار سے دوسرے بازار میں منتقل ہو جانا آسان ہے چاہے ان میں کتنی دوری ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس وجہ سے کہ ہمارے اس زمانہ میں ہوائی جہاز، گاڑیاں، ریلوے اسٹیشن وغیرہ ایجاد ہو چکے ہیں۔ (واللہ اعلم)

68: ـــمغربی ممالک کا اسلامی ممالک پر غالب ہونا

قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ کافروں کا امت مسلمہ پر غالب آ جانا، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اس امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں گے۔ اور جس نے تاریخ کے اوراق کا

مطالعہ کیا تو اسے پتہ چلے گا کہ ملت اسلامیہ نے بڑی جنگیں لڑی ہیں اور اس کو بڑی بڑی مشکلات پیش آئی ہیں لیکن اللہ کی حفاظت نے اس کو گھیرے رکھا۔ صلیبی جنگوں میں عیسائی مسلمانوں پر مسلط ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصرت عطا فرمائی اور تاتاری جنگوں میں لشکروں نے اسلامی ممالک پر قبضہ کر لیا تو اللہ نے انہیں ذلیل کر کے واپس لوٹایا اور ہمارے آج کے زمانہ میں یہود و عیسائی غالب ہیں اور اللہ تعالیٰ پر غالب گمان ہے کہ مسلمان اپنے دین کی طرف لوٹ آئیں گے اور خدائی نصرت آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (حج 40)

ترجمہ: اور اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کریں گے بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا بڑے اقتدار والا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا زمانہ قریب آنے والا ہے جس میں دوسری امتیں تم پر مسلط ہو جائیں گی جیسا کہ دستر خوان پر رکھے کھانے پر لوگ جھپٹتے ہیں پھر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہماری قلت کی وجہ سے ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس زمانہ میں بڑی تعداد میں ہوں گے مگر تم ایسے ہو گے جیسے نہر کے پانی پر جھاگ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت اٹھالیں گے اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دیں گے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وھن سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہن سے مراد دنیا کی محبت اور موت سے کراھت ہے۔ (ابوداؤد احمد)

یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے اور علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے۔ کیونکہ ہمارے اس زمانہ میں کفار ممالک مسلم ممالک پر اس طرح مسلط ہو گئے ہیں جیسے دستر خوان پر رکھے کھانے پر لوگ جھپٹتے ہیں اور یہ اس وجہ سے نہ ہوگا کہ مسلمان قلیل تعداد میں ہوں گے بلکہ وہ کثیر التعداد ہوں گے اور ان کے دل میں دنیا کی محبت اور موت سے کراھت ہوگی۔ اور ان کا حال ایسے ہوگا جیسے نہر کے پانی پر جھاگ ہوتی ہے جس کا کوئی وزن نہیں ہوتا اور یہی حال ہماری اس امت کا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زائد ہو چکی ہے لیکن اس کے

باوجود ان کی کوئی وقعت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے دلوں سے مسلمانوں کی ہیبت اٹھالی ہے جس سے وہ مسلمانوں کو کچھ نہیں سمجھتے اور ان سے جنگیں لڑتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت کی کراھت ہے اس لیے وہ مغلوب ہیں۔

69:۔ مساجد میں امامت کیلئے ایک دوسرے کو کہنا

قیامت کے قریب کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ لوگوں میں جہالت عام ہو جائے گی حتیٰ کہ لوگوں کو مساجد میں نماز پڑھانے کیلئے امام نہ ملیں گے۔ تو وہ ایک دوسرے کو امامت کیلئے آگے کریں گے مگر چونکہ ان میں جہالت ہوگی اور وہ دینی احکام سے نابلد ہوں گے تو امامت کیلئے کوئی تیار نہ ہوگا۔

حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مسجد میں نمازی امامت کیلئے ایک دوسرے کو کہیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کیلئے کوئی امام نہ ملے گا۔ (سنن ابی داوٗد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں نماز کیلئے مسجد میں اکٹھے ہوں گے اور ان میں کوئی مومن نہ ہوگا۔ (حاکم)

70:۔ مومن کا خواب سچا ہونا

نیند میں خواب دیکھنے کے متعلق کئی احکام ہیں۔

ان خوابوں میں سے وہ خواب ہے جو صبح کو بیدار ہوتے ہی حقیقت ہو جائے اور خوابوں میں وہ بھی ہیں جو جھوٹے ہوں اور ان میں فضول بھی ہیں۔ اور ان میں قوت خیالیہ کی باتیں خواب میں دیکھنا بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے سچے خواب کو علامات قیامت میں سے شمار فرمایا اور سچا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری نبوت کے بعد کچھ نہیں بچے گا سوائے مبشرات کے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سچا خواب ہے جو انسان بذات خود دیکھے یا کوئی اور اس کے متعلق دیکھے۔

(مسند احمد و بخاری شریف)

خواب کا سچا ہونا اور مومن کیلئے بشارت ہونا علامات قیامت میں سے ہے اور دنیا کے اختتام کی علامت ہے کہ خواب سچا ہو اور موجودہ حالات کے مطابق ہو کیونکہ آخری زمانہ میں مومن لوگوں میں غریب سا محسوس ہوگا اور یہ خواب اس کیلئے باعث اطمینان ہوگا کہ وہ حق پر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر زمانہ قیامت کے قریب ہو گیا تو مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا اور مسلمان جتنا سچا ہوگا اس کا خواب بھی اتنا سچا ہوگا اور مسلمان کا خواب نبوت کے پنتالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

خواب کی تین قسمیں ہیں۔

نیک خواب جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کیلئے بشارت ہو۔

اور وہ خواب جو شیطان کی طرف سے ہو وہ دیکھنے والے کیلئے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔

اور وہ خواب جو کہ انسان اپنے ساتھ باتیں کرتے کرتے سو جائے اور انہی باتوں کو خواب میں دیکھے۔ اگر تم میں سے کسی کو خواب میں ناگوار چیز نظر آئے تو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف تھوک دے اور وہ خواب کسی کو نہ بتائے۔ (مسند احمد و مسلم شریف)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ حدیث میں ذکر ہوئے ہیں کہ ''آخری زمانہ میں مومن کا خواب سچا ہوگا'' اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خواب اتنا سچا اور واضح ہوگا کہ خواب دیکھنے والے کے موجودہ حال پر منطبق ہو جائے گا بخلاف جھوٹے خواب کے کہ اس کی تعبیر پوشیدہ ہوتی ہے اور خواب دیکھنے والا اپنے خواب کی تعبیر پوچھے گا مگر وہ تعبیر واقع نہ ہوگی جس سے اس کا خواب جھوٹا ثابت ہوگا اور سچا نہ ہوگا

اور سچے خواب کو آخری زمانہ کیساتھ مخصوص کرنے کی حکمت یہ ہے کہ مومن آخری زمانہ میں لوگوں کے درمیان غریب سا محسوس ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے اسلام غریب

پیدا ہوا اور پھر آخری زمانہ میں غریب ہو جائے گا تو کہا گیا کہ یہ سچا خواب انس اور مدد گار ہوگا اور اللہ تعالیٰ مومن کو سچے خواب سے نوازیں گے جس سے اسے بشارت ہوگی اور وہ فتنوں کے باوجود حق پر قائم رہے گا۔ (فتح الباری)

مومن کے سچا خواب دیکھنے کے زمانہ کی تعیین میں دو احتمال ہیں۔

1۔ یا وہ زمانہ ہے جب علم اٹھا لیا جائے گا اور شریعت کے آثار شرور و فتن اور جنگوں کی وجہ سے مٹ جائیں گے جس میں سچا مومن لوگوں میں غریب سا محسوس ہوگا تو اس کو اللہ تعالیٰ سچے خواب سے نوازیں گے۔ جس سے وہ دین پر استقامت کیساتھ رہے گا اس پر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ متفق ہیں۔ (فتح الباری)

2۔ مومن کا سچا خواب دیکھنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں ہوگا کیونکہ وہ زمانہ صحابہ کے بعد سب سے اچھا زمانہ ہوگا اور لوگوں میں سچائی ہوگی تو اس وقت مسلمانوں کا خواب بھی سچا ہوگا۔ (فتح الباری)

71:- جھوٹ کی کثرت

جھوٹ ایک بدترین آفت ہے اور انسان بار بار جھوٹ بولتا رہے گا اور جھوٹی بات تلاش کر کے جھوٹی بات کہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ جھوٹا کہلایا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے مومن میں ہر بری خصلت آسکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص آپ کے اہل بیت کے متعلق کوئی خبر دیتا تو اس میں جھوٹ ملا لیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرماتے یہاں تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔ اور قیامت کی علامات میں سے ہے کہ جھوٹ لوگوں میں عام ہو جائے یہاں تک کہ کوئی اپنی بات میں یا لوگوں میں خبر پھیلانے میں جھوٹ سے پرہیز نہ کرے اور اپنی بات کا ثبوت دیکھے بغیر کہہ دے۔

یہ سب کچھ ہوگا۔ جبکہ جھوٹ قبیح ہے اور اس کی کثرت سے لوگوں میں غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو جھوٹے اور دجال ہوں گے اور ایسی بات کریں گے جو تم نے نہ اپنے آباؤ اجداد سے سنی ہوگی تو تم ان سے خبردار رہنا اور ایسے لوگ بھی خبردار رہیں کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تم میں فتنہ نہ پھیلا دیں۔ (مسلم شریف)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب زمانہ میں جھوٹے لوگ ہوں گے تو تم ان سے خبردار رہنا۔ (مسلم شریف)

ہمارے اس زمانہ میں لوگوں کا جھوٹ سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے کتنی جھوٹی باتیں، خبریں اور عجیب وغریب قصے پھیل گئے ہیں اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے خبردار کیا کہ ہر بات کو سچا نہ سمجھا جائے نہ ہر بات کو پھیلایا جائے اور کسی بات یا خبر کے پھیلانے سے پہلے اس کی سچائی اور پختگی دیکھنا لازمی ہے تا کہ ہم ان جھوٹے لوگوں میں سے شمار نہ ہو جائیں جن کا مذکورہ احادیث میں ذکر ہوا ہے ورنہ ہم نافرمانی میں آجائیں گے۔

آج کے زمانہ میں افواہ یا خبر کی تصدیق کے بغیر پھیلا دینا اور کسی واقعہ کے پیش آنے پر بات میں کمی یا زیادتی کرنا عام ہے اور یہ سب جھوٹ میں شمار ہوتے ہیں۔

72:۔لوگوں میں نفرت کا عام ہونا

مصائب اور شرور فتن کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کے آپس میں رابطے کم ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ قطع رحمی اور دلوں میں نفرت پیدا ہو جائے گی جس سے لوگ اپنی ذاتی مصلحت کی وجہ سے تعارف قائم رکھیں گے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا قیامت کا علم تو میرے رب کے پاس ہے وہی سے اپنے وقت پر ظاہر کرے گا لیکن میں تمہیں قیامت کے واقع ہونے سے پہلے کی ملامات بتاتا ہوں کہ قیامت واقع ہونے سے پہلے فتنہ پھیلے گا، قتل عام ہو جائے گا لوگوں میں ہم نفرت ہوگی جس سے کوئی کسی کو پہچان نہ سکے گا۔ (مسند احمد)

یہ حدیث ہمارے موجودہ حالات پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ آج کے زمانہ میں بہت سے ل اپنے رشتہ داروں کو بھی نہیں جان پاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی کھلے میدان میں اپنی

اولاد سے ملے تو وہ یہ نہیں جان پاتا کہ یہ اس کے خون کے رشتہ داروں میں سے ہیں کیونکہ لوگوں کے اکثر تعلقات اور دوستیاں ذاتی مصالح پر قائم ہوں گی اور یہ تعلقات و دوستیاں جلد از جلد ختم ہو جائیں گی کیونکہ وہ کسی مصلحت کے تحت قائم ہوئی تھیں جب وہ مصلحت ختم تو دوستی بھی ختم ہو جائے گی اور اس وجہ سے بھی تعلق جلد ختم ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے قائم نہ ہوا تھا۔

73:-بکثرت زلزلے آنا

زلزلوں کی کثرت سے مراد یہ ہے کہ قیامت آنے سے پہلے زلزلے واقع ہوں گے جو شاید اس لیے کہ اس امت کیلئے باعث رحمت اور گناہوں کا کفارہ ہوں گے جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر رحمت کی گئی ہے اور اس کو آخرت میں عذاب نہ دیا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کا عذاب دنیا ہی میں اس طرح بدل دیا کہ آخری زمانہ میں قتل عام ہوگا زلزلے پھیل جائیں گے اور فتنے عام ہو جائیں گے۔ (مسند احمد، حاکم)

یہ زلزلے شاید اس لیے ہوں گے کہ آخری زمانہ میں لوگ بکثرت گناہوں میں مبتلا ہوں گے تو ان کیلئے بطور سزا یہ زلزلے واقع ہوں گے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک علم نہ اٹھالیا جائے اور بکثرت زلزلے نہ واقع ہو جائیں۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حوالہ! اگر تم نے دیکھا کہ خلافت ارض مقدسہ تک پہنچ گئی ہے تو سمجھنا کہ زلزلے یہ مصائب اور بڑے بڑے حادثات کا زمانہ قریب پہنچ چکا ہے اور اس زمانہ میں قیامت لوگوں کے اس قدر قریب ہوگی جیسا کہ میرے ہاتھ اور تمہارے سر کے درمیان فاصلہ ہے۔ (ابوداؤد)

74:-عورتوں کی کثرت

75:-مردوں کی قلت

قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آخری زمانہ میں عورتوں کی کثرت اور مردوں کی

قلت ہو جائے گی اور یہ بھی لکھا گیا کہ عورتوں کی کثرت کی وجہ سے مردوں میں قتل وغارت پھیل جائے گی اور یہ بھی لکھا گیا کہ مسلمانوں کے کثیر ممالک فتح کر لینے پر باندیوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور ایک ایک مرد کئی باندیاں رکھے گا۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تو عورتوں کی کثرت محض علامت قیامت ہے مجھے کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی جس سے عورتوں کی کثرت ہو مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت آخری زمانہ میں ایسی ہوگی کہ عورتیں بچوں کو کم جنم دیں گی اور ایسی عورتیں بڑھ جائیں گی جو بکثرت بچیوں کو جنم دیں گی۔ (فتح الباری)

76:- فحاشی کا ظاہر ہونا اور گناہوں پر فخر کرنا

آخری زمانہ میں منکرات کی کثرت اور شہوات کے غلبہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ زنا بکثرت ہو جائے گا حتیٰ کہ مرد کھلے راستہ پر عورت کے ساتھ بدکاری کرے گا۔

یہاں قیامت کی دو علامتوں کا ظاہر ہونا ہے۔

زنا کا ظہور اور اس کی کثرت اور اس بدکاری پر فخر کرنا بجائے اسکے کہ اسکو چھپایا جائے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک ایسا زمانہ آئے کہ زمین پر ایسا کوئی آدمی باقی نہ رہے گا جس میں اللہ کیلئے کوئی حاجت ہوگی حتیٰ کہ یہ دیکھا جائے گا کہ سرعام عورت بدکاری کرتی نظر آئے گی اور اس کو کوئی منع نہ کرے گا۔ نہ اس برائی کو کوئی بدلنے والا ہوگا تو اس وقت مثالی شخص وہ ہوگا جو اس بدکار کو کہے گا کہ تو اسے راستے سے ایک طرف کر کے بدکاری کر تو یہ نصیحت کرنے والا شخص اس وقت تم میں سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح ہوگا۔ (حاکم)

قیامت کی اس علامت پر یہ بھی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت عام ہوگی، شراب پی جائے گی اور زنا عام ہوگا ایک اور روایت میں ہے کہ زنا ظاہر ہو جائے گا، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

77:-قرآن کریم کی تلاوت پر اجرت طلب کرنا

قرآن کریم کی تلاوت عبادت اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اور اصل میں تو عبادت چاہے وہ کوئی بھی ہو اسے دنیاوی غرض سے نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کیلئے کیا جاتا ہے۔

قیامت کی علامات میں سے ہے کہ ایسی قوم پیدا ہوگی جو تلاوت کرے گی اور حتی المقدور خوبصورت آواز کا مظاہرہ کرے گی اور پھر بڑی بڑی مجالس میں تلاوت کرے گی تاکہ اس کے عوض پیسہ لے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو ایک مجمع میں تلاوت کر رہا تھا جب وہ تلاوت سے فارغ ہوا تو اس نے اہل مجمع سے پیسے طلب کیے تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس کسی نے قرآن مجید پڑھا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا سوال کرے کیونکہ ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی اور لوگوں سے سوال کرے گی (یعنی مال طلب کرے گی) (مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی موجود تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا پڑھو کیونکہ ایسی قوم آئے گی پھر آپ نے یہ الفاظ فرمائے یقیمونه كما يقام القدح معنی یہ ہے کہ یہ قوم قرآن کی تلاوت میں مبالغہ کرے گی اور اس میں ریا و شہرت پیدا ہوگی۔ پھر آپ نے قدح کی مشابہت بیان فرمائی۔ قدح بڑے تھال کو کہتے ہیں کہ گویا وہ قرآن کریم کی تلاوت سے تھال کی صفت بیان کر رہا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ قوم قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعے لوگوں سے مال اور مدح و ثنا طلب کرنے میں جلدی کریں گے اور تلاوت سے آخرت کا ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے انتظار نہ کریں گے۔ (سنن ابوداؤد)

78:-لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہونا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر امت میری صدی میں ہے پھر اس سے کم درجہ میں بعد والی صدی میں پھر اس سے کم درجہ میں اس کے بعد والی صدی میں۔ پھر ایسی قوم آئے گی جو گواہی طلب کیے بغیر گواہی دے گی اور وہ امانت میں خیانت کرے گی پھر ان پر کوئی بھروسہ نہ کیا جائے گا اور وہ نذر مانیں گے لیکن اس کو پورا نہ کرے گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

آخری زمانہ میں موٹاپا ظاہر ہونے کی شاید یہ وجہ ہوں کہ اس زمانہ میں فراوانی اور مختلف انواع میں کھانے پینے کی اشیاء اور مختلف انواع کی مٹھائیاں ہوں گی اور وہ جسم سے مشقت کا کام نہ کریں گے کیونکہ ایسی مشینیں ایجاد ہو جائیں گی جن سے وہ اپنا کام پورا کر لیں گے اور وہ نہ چہل قدمی کریں گے نہ کوئی حرکت کا کام کریں گے سوائے معمولی حرکت کے۔ جس سے ان میں موٹاپا بڑھ جائے گا چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ عالمی مردم شماری میں ذکر کیا گیا کہ دنیا میں لوگوں کا چھٹا حصہ وزن کی زیادتی یعنی موٹاپے کا شکار ہے

اسی لیے تو آج کے زمانہ میں بہت سی ایسی ادویات ایجاد کی گئی ہیں جن سے وزن میں کمی اور موٹاپے سے نجات حاصل کی جاتی ہے۔

79:-ایسی قوم کا ظاہر ہونا جو گواہی مانگے بغیر گواہی دیگی

80:-ایسی قوم کا ظاہر ہونا جو نذر مان کر اسے پورا نہ کریگی

یہ دونوں علامتیں گذشتہ حدیث میں گزر چکی ہیں کہ

ان کے بعد ایسی قوم ہوگی جو گواہی مانگے بغیر گواہی دے گی اور خیانت کرے گی اور ان پر بھروسہ نہ کیا جائے گا اور وہ نذر مانے گی لیکن اسے پورا نہ کرے گی..........

یہ دو علامتیں اس وجہ سے پیدا ہوں گی کہ لوگوں میں دوسروں پر گواہی پیش کرنے کی کوئی وقعت نہ ہوگی کہ گواہی طلب کیے بغیر اور جان پہچان کے بغیر پیش کریں گے اور نذر ماننے کی کثرت اور اسے پورا نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں میں دین کم اور ایمان ضعیف ہو جائے گا اور دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کم ہو جائے گی۔

81:- طاقتور کمزور کو کھا جائے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمار ہے تھے اے عائشہ! تمہاری قوم جلد از جلد میرے پیچھے آ جائے گی۔ (یعنی موت کے بعد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری جان آپ پر قربان آپ جب تشریف لائے تو آپ ایسی بات ارشاد فرمار ہے تھے جس سے مجھ میں خوف پیدا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کونسی بات ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ میری قوم جلد از جلد آپؐ کے پیچھے آ جائے گی (یعنی موت کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی بالکل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کس وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تستحليهم المنايا**

یعنی موت انہیں میٹھے شکار کی طرح دیکھے گی اور وہ کم ہوتے چلے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا لوگ اس وقت کس حالت میں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**دبى يا كل شداده ضعافه حتىٰ تقوم عليهم الساعة**" یعنی دبی اس مکڑی کو کہتے ہیں جو ابھی اڑ نہ پائی ہو تو طاقتور مکڑی کمزور مکڑی کو کھا جائے گی۔ مقصود یہ ہے کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا حتیٰ کہ ان پر قیامت آ جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے دبی سے مراد جنادب سے دی ہے جنادب جندب کی جمع ہے جس سے مراد وہ مکڑی ہے جس کے اڑنے والے پر ابھی تک نہ پیدا ہوئے ہوں۔ (مسند احمد)

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایسا ظلم وستم اور شر پھیل جائے گا کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔ (یعنی طاقتور کمزور کا حق دبا لے گا)

82:- فیصلہ میں خدائی حکم کو فراموش کر دینا

جو شریعت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس کے احکام پر عمل کرنا ہم پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (مائدہ44)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ کافر ہیں۔

آخری زمانہ میں اسلام کا ایک ایک کڑا چھوٹتا چلا جائے گا اور ان میں سب سے پہلا اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل نہ کرنے کا کڑا ہو گا جو چھوٹ جائے گا۔

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے چھوٹتے چلے جائیں گے۔ جب بھی ایک کڑا چھوٹے گا تو لوگ اس سے اگلے کڑے کو پکڑیں گے اور سب سے پہلے جو کڑا چھوٹے گا وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کا کڑا ہے اور سب سے آخر میں نماز کا کڑا بھی چھوٹ جائے گا۔ (مسند احمد)

افسوس ہے کہ یہ علامت ہمارے آج کے زمانہ میں اسلامی ممالک میں ظاہر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اکثر اسلامی ممالک میں شریعت کو چھوڑ کر فرسودہ نظام پر عمل کیا جا رہا ہے۔ سوائے ان احکام کے جو شادی طلاق ترکہ وغیرہ کے متعلق ہیں۔ مگر تجارتی احکام اور شرعی حدود سے تجاوز پر سزا دینے میں اکثر اسلامی ممالک فرسودہ نظام کے تحت عمل کرتے ہیں۔ جس قانون کو مغربی ممالک نے اپنایا ہوا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے علاوہ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (مائدہ50)

ترجمہ: حالانکہ جو لوگ یقین رکھتے ہوں ان کیلئے اللہ سے اچھا فیصلہ کرنیوالا کون ہو سکتا ہے۔

83:- روم کی کثرت اور عرب کی قلت

روم آج کے یورپ وامریکہ ممالک کو کہا جاتا ہے انہیں روم اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی نسبت اصفر بن روم بن عیصو بن اسحٰق بن ابراہیم سے ہے اس لیے انہیں بنی الاصفر بھی کہتے ہیں۔

مستورد فہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ قیامت تب آئے گی جب لوگوں میں روم کے لوگ زیادہ ہوں گے؟ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا۔ اپنی بات میں غور کر۔ پھر حضرت مستورد نے کہا کہ میں آپ کو وہ بات کہہ رہا ہوں جو

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم سچ کہتے ہو تو اہل روم میں چار خصلتیں ہوں گی۔

1۔ اگر وہ کسی جنگ میں مغلوب ہو جائیں گے یا ان پر کوئی مصیبت آئے گی تو وہ سب مل کر اپنے حالات کو درست اور مشکل کو حل کریں گے۔

2۔ وہ مسکین فقیر اور کمزور لوگوں کیلیے سب سے بہتر ہوں گے

3۔ وہ فتنہ میں سب سے عقل مند ہوں گے

4۔ بادشاہ کے ظلم و ستم کو روکنے میں دوسروں کی نسبت زیادہ عقلمند ہوں گے۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لوگ دجال سے دور بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے حضرت ام شریک نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہونگے؟ آپ نے فرمایا وہ بہت کم ہوں گے۔

روم کے معنی میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لوگوں میں جن کی اکثریت ہو انہیں روم کہا جا سکتا ہے۔ پھر بھی روم کے لفظ سے مغربی ممالک کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آج کل انہی کی اکثریت اور انہی کی زبان انگریزی کا غلبہ ہے۔ جس سے عربی زبان چھوٹتی جا رہی ہے۔ بعض اہل علم لکھتے ہیں عربی وہ کہلائے گا جو عربی زبان بولتا ہو گا اور دیہاتی وہ ہے جو دیہات میں رہتا ہو' چاہے وہ عجمی ہو۔

84:- مال کی کثرت کی وجہ سے اسے محفوظ کرنا دشوار ہونا

مسلمانوں پر ایسے زمانے گزرے کہ عہد رسالت اور اس کے بعد کے لوگ معاشی تنگی کے شکار تھے حتیٰ کہ مہینوں کے مہینے گزر جاتے لیکن گھروں میں کھانا پکانے کیلیے آگ نہ جلتی بلکہ ان کا کھانا دو سیاہ چیزیں تھیں یعنی پانی اور کھجور۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتاتے کہ یہ حال بدل جائے گا اور یہ تنگی فراوانی میں بدل جائے گی اور قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مال اتنا بڑھ

جائے گا کہ انسان اپنے ہاتھ میں زکوٰۃ لیکر فقیر کو ڈھونڈتا پھرے گا لیکن اسے کوئی لینے والا نہ ملے گا کیونکہ لوگ مال سے غنی ہو چکے ہوں گے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ تم میں مال کی فراوانی نہ ہو جائے حتیٰ کہ امیر شخص اس تلاش میں رہے گا کہ کون اس سے صدقہ لے جب اس کے پاس کوئی آئے گا تو وہ امیر زکوٰۃ یا صدقہ پیش کرے گا تو وہ کہے گا مجھے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان سونے میں سے صدقہ کا حصہ لے کر فقیر کو ڈھونڈتا پھرے گا لیکن اسے لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ (مسلم شریف)

اھل علم میں اختلاف ہے کہ یہ علامت واقع ہو چکی ہے یا نہیں؟

لکھا گیا ہے کہ یہ علامت صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں واقع ہو چکی ہے کہ اس زمانہ میں بہت سے ممالک فتح ہوئے جن سے مال غنیمت مسلمانوں کے حصے میں آیا پھر یہ مال اتنا بڑھتا چلا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کوئی شخص صدقہ دینے کا اظہار کرتا تو لینے والا کوئی نہ ملتا۔ حتیٰ کہ ایک شخص کسی کو محتاج دیکھتا اور صدقہ دیتا تو وہ شخص کہتا کہ مجھے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور یہ بھی لکھا گیا کہ یہ علامت آخری زمانہ میں واقع ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ مال حضرت مہدی کے زمانہ میں اتنا بڑھ جائے گا جس سے وہ مال اور سونا چاندی اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر بغیر گنتی اور حساب کتاب کے دیتے چلے جائیں گے اور زمین اپنے خزانے اگل دے گی لوگ امیر ترین بن جائیں گے۔

حضرت سعید جریری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں ایسا

خلیفہ ہوگا جو اپنے دونوں ہاتھ سے بھر بھر کر مال دیتا جائے گا اور اس کی گنتی نہ کرے گا تو حضرت سعید جریری نے حضرت ابونضرہؒ اور ابوعلی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں یہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ خلیفہ سے مراد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہے؟ انہوں نے کہا نہیں (مسلم شریف)

85:- زمین کا اپنے مدفون خزانوں کو اگل دینا

آخری زمانہ میں مال کی کثرت کی وجہ سے زمین اپنے مدفون خزانوں کو اگل دے گی اور لوگ مال کی وجہ سے دوسروں سے مال لینے سے پرہیز کریں گے

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اگل دے گی (یعنی خزانے) اور وہ خزانے سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ستون ہوں گے۔ (مسلم شریف)

86:- چہروں کا مسخ ہونا (بگڑ جانا)

87:- زمین کا دھنسنا

88:- تہمت کو جائز قرار دینا

یہ خدائی سزائیں ہیں جو آخری زمانہ میں بعض لوگوں پر آئیں گی اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں زمین کا دھنسنا، چہرے کا بگڑنا اور تہمت لگانا ظاہر ہوگا ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیان اور معازف ظاہر ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

قیان قینہ کی جمع ہے جو گانے ناچنے والی عورت پر بولا جاتا ہے

اور معازف معزف کی جمع ہے جو آلات موسیقی پر بولا جاتا ہے۔

لوگ جس قدر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خاموش رہیں گے اتنے گناہ بڑھتے اور پھیلتے جائیں گے جس سے خدائی سزائیں قریب ہو جائیں گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے آخری زمانہ میں زمین کا دھنسنا، چہروں کا بگڑنا اور تہمت کا ظاہر ہونا، واقع ہوگا حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم نیک لوگوں کی موجودگی میں ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا جب برائی پھیل جائے گی۔ (ترمذی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ زمین کا دھنسنا، چہروں کا بگڑنا، تہمت لگانا جیسی علامات اہل بدعت اور گمراہ عقیدے رکھنے والے فرقوں میں بھی ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ زنادقہ جو کہ نفاق اکبر اور ملحد فرقہ ہے اور قدریہ کا فرقہ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جھٹلاتے ہیں۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص آپ کو سلام بھیج رہا ہے حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ اس نے کوئی نئی بدعت نکالی ہے۔ اگر اس نے ایسے ہی کیا ہے تو تم میرا اسلام اسے نہ پہنچانا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میری امت کے آخری زمانہ میں چہروں کا بگڑنا اور تہمت لگانا واقع ہوگا اور وہ زندیقیہ و قدریہ میں ہوگا۔ (مسند احمد)

دیگر احادیث میں ہے کہ آخری زمانہ میں زمین دھنسے گی کہ ایک لشکر بیت اللہ شریف کو شہید کرنے کیلئے روانہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پورے لشکر کو زمین میں دھنسا دیں گے۔ حضرت بصیرہ جو کہ حضرت قعقاع بن ابی حدرد رضی اللہ کی بیوی ہیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا اگر تم نے سنا کہ ادھر نزدیک ایک لشکر پر زمین دھنس گئی تو سمجھ لینا کہ قیامت بالکل قریب آ گئی ہے۔ (مسند احمد)

یعنی مدینہ منورہ کے قریب زمین دھنسے گی اور اس لشکر کی تفسیر علامت نمبر 121 میں بیان کی جائے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی سزائیں گناہ گاروں پر آئیں گی اور ان پر جو گناہوں پر خاموشی اختیار کریں گے لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ وہ خبردار رہے۔

89:- بارش کی کثرت سے مکانات کا گرنا اور جھونپڑیوں کا باقی رہنا

قیامت کی علامات میں ایک علامت یہ بھی ہے جس کے بارے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وہ آسمان سے بارش برسنا ہے جس کے پانی کے سامنے مٹی اور پتھر سے بنے مکانات باقی نہ رہ سکیں گے۔ بلکہ جو جھونپڑیاں اور جانوروں کی کھالوں سے بنے خیمے ہیں وہ باقی رہ جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ آسمان سے ایسی بارش نہ ہو جس کے پانی کے سامنے پختہ مکانات گر جائیں گے اور چھوٹی جھونپڑیاں باقی رہ جائیں گی۔ (مسند احمد)

90:- بارش کے باوجود زمین کا سرسبز نہ ہونا

یہ بھی قیامت کی علامات میں ہے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ آسمان سے بارش نازل ہوگی اور زمین سے کوئی پھل نہ اگے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئیگی جب تک کہ آسمان سے بارش نہ ہو جس سے زمین سرسبز نہ ہو۔ (مسند احمد و ابو یعلی)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بات کا معنی یہ ہے کہ زمین کی برکت ختم ہو جائے گی جیسا کہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قحط اسے نہیں کہتے کہ بارش نہ ہو بلکہ قحط اس کو کہتے ہیں کہ آسمان سے بارش ہو لیکن زمین پھر بھی سرسبز نہ ہو۔ (مسند احمد)

91:- اھل عرب میں فتنہ پھیلنا

قیامت کی علامات میں سے ہے کہ اہل عرب میں بڑا فتنہ پھیلے گا جس سے ان میں قتل اور ہلاکت بڑھ جائے گی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اہل عرب پر ایسا عام فتنہ آئے گا جس میں وہ ہلاک ہو جائیں گے اور اس فتنہ میں قتل ہونے والے اہل جہنم میں سے ہوں گے اور اس وقت زبان کی وقعت تلوار کی کاٹ سے زیادہ شدید ہوگی۔ (مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے الفاظ کہ قتل ہونے والے اہل جہنم میں سے ہونگے'' کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کی وجہ سے لڑائی میں قتل ہوئے ہوں گے اور انہوں نے شیطان کی پیروی کی ہوگی کہ وہ آپس میں لڑنے مرنے کی وجہ سے جہنم کے حقدار ہوں گے اگر وہ مسلمان ہو کر مریں گے تو جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے لیکن نافرمانی کی سزا بھگتیں گے اور اصل یہ مراد ہے کہ اہل عرب کے فتنہ میں جو قتل ہوں گے وہ اس وعید میں شامل ہوں گے کیونکہ انہوں نے دین کی بلندی کی وجہ سے لڑائی نہ کی تھی نہ ظالم کو ظلم سے باز رکھنے کی نیت ہوگی بلکہ ان کا اصل مقصد بغاوت اور جھگڑا ہوگا اور مال واقتدار کی ہوس ہوگی۔

92:- درختوں کا مسلمانوں کی نصرت کیلئے بولنا

93:- پتھروں کا مسلمانوں کی نصرت کیلئے بولنا

94:- مسلمانوں کا یہود سے جنگ لڑنا

یہ جنگ آخری زمانہ میں واقع ہوگی جس میں مسلمان نصرت پا جائیں گے۔ مسلمانوں کی نصرت اور تائید میں درخت اور پتھر بولیں گے کہ اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے آ کر قتل کر دو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود تم سے جنگ لڑیں گے اور تم ان پر مسلط ہو جاؤ گے حتیٰ کہ پتھر بولنے لگے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے آ کر قتل کر دو۔ (بخاری و مسلم)

پتھر اور درخت کا بولنا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ درختوں میں غرقد کا درخت جو کہ یہودی ہے وہ نہ بولے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ مسلمان یہود سے جنگ نہ لڑلیں اور مسلمان ان کو قتل کر دیں گے حتیٰ کہ کوئی یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائے گا تو درخت اور پتھر بولیں گے کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے آ کر قتل کر دو۔ سوائے غرقد کے درخت کے کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہوگا۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ تم یہود کیساتھ جنگ نہ لڑلو اور اس وقت پتھر بولیں گے جب اس کے پیچھے کوئی یہودی چھپے گا تو وہ کہے گا اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے اسے آ کر قتل کر دو۔ (بخاری شریف)

پتھر اور درخت کا بولنا یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ جمادات کو قوت گویائی عطا کر دیں اور یہ قیامت کے قرب کی علامت ہے۔ حضرت نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور مشرکین کے ساتھ جنگ لڑو گے حتیٰ کہ تم میں سے باقی مسلمان اردن کی نہر پر دجال سے جنگ لڑیں گے تم مشرقی جانب اور وہ مغربی جانب ہوں گے حضرت نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں اردن کہاں واقع ہے۔ (طبرانی) اور اس حدیث میں نہر سے مقصود وہ ہے جو سمندر آج کے زمانہ میں اردن اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔

95:-نہر فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا

نہر فرات معروف ہے اور اس میں کافی مقدار میں پانی موجود ہے جو کہ عراق میں واقع ہے اور قیامت کی علامات میں سے ہے کہ اس کے پانی کا بہاؤ تبدیل ہو جائے گا اور اس میں سے لوگوں کیلئے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا تو اس پر آپس میں لڑیں گے اور بہت سے لوگ قتل ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا کہ وہاں کوئی موجود ہو اور اس کے سامنے سونے کا پہاڑ ظاہر ہو تو وہاں سے کچھ نہ لے کہ اس میں جنگ اور فتنہ کا خدشہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ نہر فرات سے سونے کا پہاڑ نہ ظاہر ہو جائے اور

اس پر لوگ جنگ لڑیں گے تو ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کی سوچ یہ ہوگی کہ ہو سکتا ہے کہ اس جنگ سے میں بچ جاؤں (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کوئی اس وقت موجود ہو تو اس پہاڑ سے کچھ نہ لے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں لوگ دنیا کی طلب میں مختلف طبقات میں ہوں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ایسا زمانہ قریب آنے والا ہے جس میں نہر فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا اور جب لوگ اس کے متعلق سنیں گے تو اس کی طرف چلیں گے۔ جو اس پہاڑ کے پاس موجود ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم نے لوگوں کو اس پہاڑ سے سونا لینے کی اجازت دیدی تو یہ ختم ہو جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا لوگ اس پر جنگ لڑیں گے تو ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ (مسلم شریف)

نہر فرات میں سونے کا پہاڑ شاید اس وجہ سے ظاہر ہوگا کہ اس کے پانی کا بہاؤ دوسری طرف رخ کرلے گا تو یہ پہاڑ مٹی میں دبا ہوا ہوگا جب پانی خشک ہوگا تو کسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سونے کے پہاڑ کو ظاہر کر دیں گے اور جو اس وقت وہاں موجود ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس پہاڑ سے کچھ نہ لے کیونکہ اس سے قتل اور فتنہ کا خدشہ ہے۔ یہ فتنہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ واللہ اعلم کب ظاہر ہوگا۔ اس زمانہ میں ترکی اور سوریا نے نہر فرات پر بند باندھ دیئے ہیں اور اس پر فیکٹریاں بنادی ہیں جس کی وجہ سے اس کے پانی کی رفتار کم ہوگئی ہے اور یہ اس پہاڑ کے نکلنے کے مقدمات ہیں۔

96:- ایسا زمانہ آئیگا جس میں آدمی کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ بدکاری کرے ورنہ اسے عاجز کا لقب دیا جائیگا

قیامت کی علامات جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ان میں سے یہ بھی ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا جس میں انسان کو اختیار دیا جائے گا کہ یا تو وہ بدکاری کرے یا اس کو چھوڑ کر عاجز کا لقب قبول کرلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں خبردار کیا کہ اگر کسی کو یہ اختیار دیا گیا کہ یا تو بدکاری کرے یا عاجز کے لقب کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ عاجز کے لقب کو قبول کرلے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں انسان کو بدکاری یا عاجز کا لقب قبول کرنے کا اختیار دیا جائے گا اگر کسی نے وہ زمانہ پالیا تو بدکاری سے عاجز کے لقب کو قبول کر لے۔ (مسند احمد)

اور یہ علامت ہمارے اس زمانہ میں ظاہر ہے جیسا کہ مسلمان عورت پردہ کی پابندی اختیار کرتی ہے تو اس پر عاجز اور متخلف (یعنی زمانہ کے ساتھ نہ ملنے والی) جیسے القاب سے نوازتے ہیں یا جیسا کہ کسی نے سود میں حصہ ملانے یا رشوت لینے دینے سے انکار کیا یا کیبل کے فحاشی پر مبنی چینل دیکھنے سے انکار کیا تو لوگ ان جیسے لوگوں کو عاجز اور رجعت پسند جیسے القاب دیتے ہیں جس سے آج کے معاشرہ میں انسان کو ان دو باتوں میں اختیار ہے کہ یا تو وہ گناہوں میں مبتلا ہو یا اس پر عاجز اور رجعت پسند کا لقب لگایا جائے۔

97:- جزیرہ عرب کا دوبارہ سرسبز ہونا اور نہروں کا جاری رہنا

جس نے جزیرہ عرب کی زمین کو دیکھا ہو تو وہ جانتا ہے کہ اس کی زمین کا ستر فیصد حصہ چٹیل صحرا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ اس کی زمین دوبارہ بحال ہو جائے گی اور اس میں نہریں جاری ہو جائیں گی اگرچہ وہ چٹیل صحرا ہے جہاں زراعت کا امکان نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک عرب کی زمین دوبارہ نہروں سے بحال نہ ہو جائے اور اس میں اتنا امن پھیل جائے کہ آدمی عراق سے لیکر مکہ معظمہ تک سفر کرے گا تو اسے راستہ میں گم ہونے کے علاوہ اور کوئی خوف نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات میں سے فرمایا کہ قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ قتل عام بکثرت نہ ہو جائے۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ مال اس قدر کثیر نہ ہو جائے کہ اسے محفوظ کرنے کی

جگہ نہ ملے اور حتیٰ کہ کوئی شخص مال زکوٰۃ لیکر چلے اور اسے کوئی لینے والا نہ ملے حتیٰ کہ جزیرہ عرب نہروں سے بحال نہ ہو جائے۔ (مسلم شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے سال میں نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کو اکٹھا ادا فرماتے تھے کہ آپ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع فرمایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرنے میں تاخیر فرمائی اور آپ نے ظہر و عصر جمع فرمائی پھر آپ اپنی آرام گاہ میں تشریف فرما ہوئے پھر آپ نے نکل کر مغرب و عشاء جمع فرمائی اور پھر فرمایا تم ان شاء اللہ کل تبوک میں چشمہ پاؤ گے تم میں سے جو کوئی اس چشمہ کو پائے تو اس کے پانی سے کچھ نہ لے جب تک کہ میں نہ آ جاؤں اور ہم اس چشمہ کے قریب پہنچنے لگے تو دو آدمی آگے نکل کر اس پر پہنچ گئے چشمہ کا پانی تھوڑی مقدار میں تھا اور آرام سے چل رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر ان دو آدمیوں سے پوچھا کیا تم نے اس سے کچھ پانی لیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور پھر انہیں فرمایا جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں پھر ان دو آدمیوں نے اس چشمہ سے اپنے ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا جس سے آپ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک کو دھویا۔ پھر باقی پانی واپس چشمہ میں ڈال دیا جس سے وہ چشمہ نہر کی طرح جاری ہو گیا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اس سے پانی پیا۔ پھر آپ نے حضرت معاذ بن جبل سے فرمایا۔ اے معاذ! اس جگہ پر عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے اگر تمہاری زندگی رہی تو تم دیکھو گے کہ یہ جگہ سرسبز و شادابی کی وجہ سے جنت بن چکی ہو گی۔ (مسلم شریف)

بعض سائنسدانوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ برفانی علاقوں کے پہاڑ پگھل کر جزیرہ عرب کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں جن سے بارشیں ہونے کا امکان ہے۔ جن بارشوں سے زمین دوبارہ سرسبز و شاداب ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ جزیرہ عرب کے چٹیل صحرا کو باغات اور نہروں سے دوبارہ آباد کر دیں۔

یہ علامت اب تک ظاہر نہیں ہوئی لیکن ایک عربی مقولہ ہے

کل ات قریب ہر آنے والی چیز قریب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علاقہ تبوک کے متعلق یہ فرمانا کہ اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو تم یہاں دیکھو گے کہ سرسبز باغات کی وجہ سے یہ جگہ جنت بن چکی ہے یہ فرمان ہمارے آج کے زمانہ میں ظاہر ہے کہ تبوک کا شہر سرسبز بن چکا ہے۔

98:- احلاس کا فتنہ پھیلنا

99:- سراء کا فتنہ پھیلنا

100:- دھیماء کا فتنہ پھیلنا

احلاس کا معنی: احلاس حلس کی جمع ہے حلس اسے کہتے ہیں جو اونٹ کی پیٹھ پر کپڑا ڈالا جاتا ہے پھر اس پر بیٹھنے کیلئے لکڑی سے بنا ہوا کجاوہ رکھا جاتا ہے اس کپڑے کو حلس کہتے ہیں۔ تو جس طرح حلس کا کپڑا اونٹ کی کمر پر جما رہتا ہے اسی طرح احلاس کا فتنہ لوگوں میں جما رہے گا۔

فتنہ سراء کا معنی یہ ہے کہ لوگوں میں مال وقوت کی اتنی فراوانی ہوگی جس سے ان میں نافرمانی کا فتنہ پھیل جائے گا۔

فتنہ دھیما: اندھے اور سیاہ فتنے کو کہتے ہیں جس میں بڑی تباہی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے تین فتنے نہ پھیل جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت فتنوں کا ذکر فرماتے رہے۔ بالآخر آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنہ احلاس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فتنہ میں لوگ آپس میں بغض وعداوت کی وجہ سے بچھڑ جائیں گے اور ایک دوسرے سے اس کا مال واولاد چھینیں گے اور کچھ باقی نہ چھوڑیں

گے۔ پھر فتنہ سراء آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کی مثال دھویں سے دی جیسا کہ دھواں آگ سے اوپر اٹھتا جاتا ہے اگر آگ میں اور ایندھن ڈالیں تو دھواں بڑھتا جاتا ہے اس مثال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فتنہ کی ابتدا میرے قدموں کے نیچے سے ہوگی اور اس فتنہ کی ابتداء میرے اہل بیت کے ایک شخص سے ہوگی جو کہ یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ مجھ میں سے ہے جبکہ وہ مجھ میں سے نہیں کہ میرے ساتھی صرف متقی لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی کی بیعت کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے اور ایسے شخص کی بیعت کریں گے جو بداخلاق ہوگا اور اس میں نہ علم ہوگا نہ اس سے ملک میں کوئی درستگی ہوگی نہ کوئی نظام قائم ہوگا۔ پھر فتنہ دھیما پھیلے گا۔ اس امت میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کے منہ پر اس کا طمانچہ نہ لگا ہو اگر کہا گیا کہ یہ فتنہ ختم ہوگیا تو وہ الٹا بڑھ جائے گا اس فتنہ میں انسان صبح کو مومن پیدا ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو قسموں میں ہو جائیں گے ایک وہ قسم جس میں ایمان ہوگا نفاق نہ ہوگا دوسری قسم وہ ہوگی جس میں نفاق ہوگا ایمان نہ ہوگا۔ اگر تم میں یہ تین فتنے پھیل گئے تو اسی دن سے یا اس کے بعد والے دن میں دجال کا انتظار کرنا۔ (سنن ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ''یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے''

کا معنی یہ ہے کہ نسب میں وہ میرے نسب سے ہوگا۔ پھر جب آپ نے فرمایا'' جبکہ وہ مجھ سے نہیں'' کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بُرے اخلاق و بدکردار ہونے کی وجہ سے مجھ سے نہ ہوگا اور میں اس سے بری ہوں چاہے وہ میرے اہل بیت میں سے ہو اور نہ وہ میرے ساتھیوں میں سے ہوگا اس لیے کہ میرے ساتھی متقی لوگ ہوتے ہیں اور یہی شخص اس فتنہ کی جڑ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ'' جبکہ وہ مجھ میں سے نہیں'' کا معنی یہ ہے کہ وہ میرے ساتھیوں میں سے نہیں کہ وہی فتنہ پھیلائے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے فرمایا۔ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا۔

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (ھود ۶۔ ۴۵)

ترجمہ: یقین جانو وہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے وہ تو ناپاک عمل کا پلندہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ ''اس امت میں ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جس کے منہ پر اس کا طمانچہ نہ لگا ہو'' کا معنی یہ ہے کہ اس امت میں کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جس کو اس فتنہ کی مصیبت پیش نہ آئی ہو اور اس دھیماء فتنہ کا سب لوگوں پر اثر ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ ''اگر کہا گیا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ الٹا بڑھ جائیگا'' کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کو یہ وہم ہوگا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا ہے مگر وہ الٹا مزید بڑھا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ ''کہ انسان صبح کو مومن بیدار ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا'' کا معنی یہ ہے کہ صبح بیدار ہوگا تو وہ اپنے بھائی پر عداوت نہ رکھتا ہوگا جب وہ شام کا وقت پائے گا تو وہ اپنے بھائی سے عداوت کا قائل ہوگا۔

یہ فتنے ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتنوں کے شر سے محفوظ رکھیں۔ (آمین)

101:- ایک سجدہ پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کے برابر ہوگا

یہ علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد آخری زمانہ میں ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بہتر سے بہتر زمانہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ وقت قریب آنے والا ہے جس میں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور وہ تم میں عدل وانصاف پھیلائیں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کا سلسلہ ختم کریں گے۔ (کیونکہ اسلام میں ہے کہ کافر قوم یا اسلام قبول کرے یا جزیہ دے) تو حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ میں کافر سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا صرف اسلام قبول کیا جائے گا اور مال اتنا بڑھ جائے گا کہ صدقہ لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ حتیٰ کہ اس زمانہ میں ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا۔

پھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (سورہ نساء 159)(بخاری ومسلم)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ "حتیٰ کہ اس زمانہ میں ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا" کا معنی یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں کی رغبت نماز اور عبادات میں بڑھ جائے گی اور دنیا کا شوق کم ہو جائے گا۔ اور قرب قیامت کا یقین بڑھ جائے گا۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث کے مذکورہ الفاظ کا معنی یہ ہے کہ سجدہ کرنے والے کا ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس میں سے صدقہ کرنے سے بہتر ہوگا کیونکہ اس زمانہ میں مال بڑھ جائے گا اور بخل کم ہو جائے گا اور سجدہ سے مراد یہی سجدہ ہے جو ہم جانتے ہیں یا اس سے مراد نماز ہے۔ واللہ اعلم (شرح مسلم للنووی)

102:- چاند کا پھولنا

ھلال وہ چاند ہے جو مہینے کے شروع میں ظاہر ہوتا ہے۔ پہلے دن میں چھوٹا ہوتا ہے پھر وہ آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ مہینے کے درمیان میں پہنچ جاتا ہے جب اس کی چاندنی مکمل ہو جاتی ہے تو وہ بدر کہلاتا ہے۔ پھر اس کی چاندنی آہستہ آہستہ مہینے کے آخر تک کم ہوتی جاتی ہے اور قیامت کی علامات میں سے ہے کہ چاند پھول جائے گا یعنی لوگ مہینے کی پہلی رات میں اسے معمول کی حالت سے بڑا دیکھیں گے یعنی مہینے کی پہلی تاریخ کو ایسے حجم میں دیکھیں گے گویا وہ دوسری رات کا چاند ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قرب کی علامت ہے کہ چاند پھول جائے گا یعنی کہ لوگ پہلی رات کے چاند کو دیکھ کر کہیں گے یہ دوسری رات کا چاند ہے۔ (طبرانی)

یہ علامت اب تک ظاہر نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

103:-ایسا زمانہ آئے گا جس میں مسلمانوں کا علاقہ شام میں رہنا زیادہ بہتر ہوگا

آج کے زمانہ میں شام کا لفظ سوریا، لبنان، اردن، فلسطین ممالک کی زمین کو کہتے ہیں شام کی زمین ارض محشر ہے یہی وہ زمین ہے جس میں بہت سے انبیاء علیہم السلام پر آسمانی کتب نازل ہوئیں اور شام کا علاقہ اور اہل شام کی قدر و منزلت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اہل شام گمراہ ہو گئے تو تم میں کوئی بہتری نہیں اور میری امت میں ایک ایسی جماعت ہوگی جس پر نصرت آتی رہے گی۔ اس جماعت کو اگر کسی نے گمراہ کرنے کی کوشش کی تو اس جماعت کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔ (ترمذی)

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شام کے علاقہ میں رہنے کی وصیت فرماتے ہیں۔ کیونکہ شام کے علاقہ کی زمین مسلمانوں کیلئے رہائش گاہ اور محافظ ہوگی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان جنگ عظیم ہوگی جو سوریا کے علاقہ دمشق (دارالخلافہ) میں ہوگی جو کہ شام کے شہروں میں سے سب سے بہتر شہر ہے۔ (مسند احمد)

جو جنگ عظیم مذکورہ حدیث میں ذکر کی گئی ہے یہ مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے یا ان کے زمانہ میں یا ان کے زمانہ کے آخر میں ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں رہنے کی ترغیب دی ہے اسلئے کہ وہ ارض محشر ہے اور مسلمانوں کی زمین ہے

ایک صحابی نے بطور مشورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کس ملک کی طرف ہجرت کر کے رہنا چاہیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ میں ملک شام فرمایا۔

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے کس جگہ ہجرت کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادھر اور آپ نے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

قیامت سے پہلے مومنین کی اکثریت شام کی طرف ہجرت کر جائے گی اور مومنین میں سے کوئی ایسا نہ رہے گا جو شام کی طرف نہ چلے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ کوئی مومن ایسا باقی نہ رہے گا جو شام کی طرف نہ چلے۔(ابن ابی شیبہ)

104:۔روم اور مسلمانوں میں جنگ عظیم ہونا

105:۔قسطنطنیہ کا فتح ہونا

روم اور مسلمانوں کی تاریخ بہت سے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔

جس میں جنگ معاہدہ اور لڑائی جیسے واقعات ہیں اور آج کے زمانہ میں مسلمانوں کے روم کے ساتھ تعلقات مذبذب ہیں کہ وہ امن وامان یا جنگ میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ علامات قیامت میں سے ہے کہ روم اور مسلمانوں کے باہم جنگ عظیم ہوگی اور وہ مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ہوگی جس میں اہل اسلام نصرت پا جائیں گے پھر قسطنطنیہ کو فتح کرنے کیلئے چلیں گے تو اسے فتح کرلیں گے پھر دجال نکلے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کا ویران ہونا ہے اور مدینہ کا ویران ہونا گویا جنگ عظیم کا اعلان ہے اور جنگ عظیم چھڑنا گویا قسطنطنیہ فتح ہونا ہے۔اگر قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو ایسے ہے کہ گویا دجال نکل آیا۔(سنن ابوداود، ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ تم روم کے ساتھ امن وامان پر صلح کرو گے پھر جب تم جنگ لڑو گے تو وہ دشمن بن کر تمہارے پیچھے سے آئیں گے تم نصرت پا جاؤ گے اور مال غنیمت حاصل کرو گے اور جنگ سے بچ کر واپس لوٹ آؤ گے حتیٰ کہ تم کسی اونچی جگہ ٹھہرو گے تو روم میں سے ایک شخص صلیب کا جھنڈا اوپر کرے گا اور کہے گا کہ صلیب کامیاب ہو گیا جس سے مسلمانوں میں

سے ایک شخص کو غصہ آئے گا تو وہ جا کر اس صلیبی کو قتل کر دے گا اس وقت روم والے معاہدہ توڑ کر بغاوت کریں گے اور تمہارے ساتھ جنگ عظیم لڑنے کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے۔ بعض نے اس روایت میں مزید اضافہ کیا ہے کہ مسلمان اپنے اسلحہ کی طرف دوڑیں گے اور غسل کریں گے گویا جنگ کی تیاری کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو شہادت نصیب فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

اس جنگ کی تفصیل صحیح مسلم میں یوں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ روم شام میں نہ آ جائیں۔ جہاں جنگ عظیم چھڑے گی اور اس وقت مدینہ منورہ سے مسلمانوں کا لشکر تیار ہو کر نکلے گا جو اس زمانہ میں بہتر سے بہتر لوگ ہوں گے۔ جب وہ آمنے سامنے کھڑے ہوں گے تو روم کے لشکر والے کہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان نہ آؤ جنہوں نے ہمیں لوٹا تھا۔ (یہ بات دلیل ہے کہ گذشتہ زمانہ میں بھی روم اور مسلمانوں میں جنگ ہوئی تھی جس میں مسلمانوں نے فتح پا کر ان سے مال غنیمت حاصل کیا تھا) تو مسلمان کہیں گے نہیں اللہ کی قسم! ہم تم کو اپنے مسلمان بھائیوں پر حملہ نہیں کرنے دیں گے پھر وہ آپس میں جنگ لڑیں گے تو مسلمانوں کے لشکر سے تیسرا حصہ مغلوب ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کریں گے اور مسلمانوں کا تیسرا حصہ اللہ کے ہاں بہتر سے بہتر شہداء میں سے ہوگا اور مسلمان کا آخری تیسرا حصہ ملک فتح کر لیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے پھر وہ قسطنطنیہ فتح کریں گے پھر جب مسلمان آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنا اسلحہ زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے تو شیطان آ کر بآواز بلند اعلان کرے گا کہ دجال تمہارے گھروں میں گھس گیا۔ (اس بات سے شیطان مسلمانوں میں خوف پیدا کرنا چاہتا ہوگا) تو مسلمان دجال کی طرف نکلیں گے جبکہ یہ جھوٹی بات ہوگی جب وہ شام کی زمین پر پہنچیں گے تو واقعی دجال نکل چکا ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ دجال کیساتھ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اس سے پہلے انہوں نے روم کیساتھ بھی جنگ لڑی ہوگی اور انہوں نے مال

غنیمت تقسیم نہ کیا ہوگا اور مسلمان اپنی صفوں کو درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کیلئے اقامت
شروع ہو چکی ہوگی تو اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں جنگ کی تفصیل یوں بیان کی گئی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ ترکہ کی تقسیم چھوڑ نہ دی جائے اور مال غنیمت حاصل کرنے پر خوشی نہ ہو پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ادھر اہل اسلام کے دشمن اکٹھے ہوں گے۔ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روم ہوں گے) اور اہل اسلام بھی ان کیلئے اکٹھے ہوں گے اور اس وقت جنگ عظیم چھڑے گی جس کی شدت سے لوگ پیچھے کی طرف دوڑیں گے تو مسلمان آپس میں موت کی شرط رکھ کر جنگ لڑیں گے کہ ہم اس وقت تک واپس نہ لوٹیں گے جب تک کہ ہم اس روم کے لشکر پر غالب نہ آ جائیں پھر وہ جنگ لڑیں گے حتیٰ کہ رات ان میں رکاوٹ بن جائے گی تو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ لوٹ جائیں گے اور کوئی دوسرے پر غالب نہ آئے گا اور مسلمانوں کی شرط ختم ہو جائے گی پھر مسلمان دوبارہ اسی شرط پر جنگ شروع کریں گے کہ یا تو ہم مر جائیں گے یا ہم روم پر نصرت پا کر واپس لوٹیں گے تو پھر جنگ شروع کریں گے حتیٰ کہ شام ہو جائے گی تو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ واپس لوٹ آئیں گے اور کوئی ایک دوسرے پر غالب نہ آئے گا اور مسلمانوں کی شرط ختم ہو جائے گی۔

جب جنگ کا چوتھا دن ہوگا تو مختلف علاقوں کے مسلمان اہل اسلام کے لشکر کی نصرت کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ روم کے لشکر پر ذلت بھیجیں گے تو مسلمان انہیں خوب قتل کریں گے حتی کہ اس جگہ سے کوئی پرندہ بھی نہ گزر سکے گا اور اگر کوئی گزرے گا تو وہ بھی جنگ کی شدت کی وجہ سے مر کر نیچے گر جائے گا تو جنگ کے بعد ایک باپ کے سو بیٹے ہوں گے جب وہ آپس میں تعزیت کریں گے تو انہیں اپنوں میں سے کوئی نہ ملے گا سوائے ایک شخص کے تو پھر مال غنیمت پر کیسے خوشی ہوگی اور ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے گا۔ مسلمان اس حالت میں ہوں گے کہ انہیں اس سے بھی بڑی خبر ملے گی کہ ایک شخص چلاتا ہوا آئے گا کہ دجال

تمہارے گھروں میں گھس گیا ہے تو مسلمان سب کچھ چھوڑ کر اپنے گھروں کی طرف دوڑیں گے اور مسلمان دس گھڑسواروں کو بھیجیں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے نام اور ان کے والد کے نام بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھوڑے زمین پر سب سے بہتر ہوں گے۔ (مسند احمد، مسلم شریف)

مسلمانوں کے لشکر کا جنگ عظیم کیلئے جمع ہونا دمشق کے شہر کے نزدیک ہوگا اور وہ لشکر اس زمانہ میں سب سے بہتر لشکر ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کو روم کے خلاف نصرت عطا فرمائیں گے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ایک لشکر جنگ عظیم کیلئے غوطہ میں جمع ہوگا جو کہ دمشق کے شہر کے قریب ہے اور یہ شہر شام کے تمام شہروں میں سب سے بہتر ہوگا مسلمان قسطنطنیہ کو جنگ اور اسلحہ کے بغیر فتح کریں گے مسلمانوں کا اسلحہ اس وقت تکبیر و تہلیل اور مہدی علیہ السلام کی قیادت ہوگی۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ایسے شہر کے متعلق سنا ہے جس کی آدھی جانب خشکی پر اور آدھی جانب سمندر پر ہو؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ بنی اسحٰق میں سے ستر ہزار لوگ اس شہر کو فتح کرنے کیلئے تیار نہ ہو جائیں جب وہ اس شہر پر پہنچیں گے تو وہ کسی چیز سے نہ لڑیں گے نہ کوئی تیراندازی کریں گے صرف یہ کہیں گے **لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر** تو اس شہر کی آدھی جانب فتح ہو جائے گی۔ حضرت ثور بن زید فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ وہ شاید سمندر کی جانب ہوگی۔ پھر مسلمان کہیں گے **لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر** تو شہر کی دوسری جانب فتح ہو جائے گی پھر مسلمان تیسری مرتبہ **لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر** کہیں گے جس سے ان کیلئے راستہ ہموار ہو جائے گا اور شہر میں داخل ہو کر مال غنیمت حاصل کر لیں گے اور جب مسلمان آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو ایک منادی آ کر چلاتے ہوئے کہنے لگے گا کہ دجال نکل آیا ہے تو مسلمان ہر چیز کو چھوڑ کر واپس لوٹ جائیں گے۔ (مسلم شریف)

بعض نے لکھا ہے کہ وہ شہر قسطنطنیہ ہے۔

106:- میراث تقسیم نہ کرنا

107:- لوگوں کا غنیمت سے ناخوش ہونا

یہ دونوں علامتیں آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گی اس وجہ سے کہ قتل و غارت پھیل جائے گی اور نصاریٰ کے ساتھ جنگ عروج پر پہنچ جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک قائم نہ ہوگی جب تک ترکہ کی تقسیم کو چھوڑ نہ دیا جائے اور مال غنیمت حاصل کرنے پر ناخوشی ہو (مسند احمد، مسلم شریف)

108:- لوگوں کا پرانے اسلحہ اور سواریوں پر لوٹ آنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمانوں کا لشکر آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہا ہوگا تو انہیں اس سے بھی بڑھ کر ایک خبر ملے گی کہ ایک منادی چلاتا ہوا آئے گا اور کہے گا کہ دجال تمہارے گھروں میں گھس گیا ہے تو مسلمان سب کچھ وہیں چھوڑ کر اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے اور دس گھڑ سوار اپنے گھروں کی طرف بھیجیں گے پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں ان کے اور ان کے آباء کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں اور وہ گھوڑے اس زمانہ میں بہتر سے بہتر گھوڑوں میں سے ہوں گے۔ (مسلم شریف)

109:- بیت المقدس کا تعمیر ہونا

110:- مدینہ منورہ کی آبادی ختم ہو کر ویران ہونا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ منورہ کا ویران ہونا ہے اور مدینہ منورہ کا ویران ہونا گویا جنگ عظیم کا اعلان ہے اور جنگ عظیم چھڑنے سے گویا قسطنطنیہ فتح ہو گیا اگر قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو یہ ایسے ہے کہ گویا دجال نکل آیا۔

پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو حدیث سنانے والے کی ران پر مارا اور فرمایا یہ بات حق ہے (سنن ابوداؤد)

مدینہ منورہ کے ویران ہونے سے مراد یہ ہے کہ مدینہ مقیم لوگوں اور زائرین سے خالی ہو جائے گا ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ عظیم، قسطنطنیہ کی فتح اور خروج دجال سات مہینوں کے اندر ہوگا۔ (ترمذی)

پہلی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات کو ایک دوسرے پر مرتب کیا کہ ایک واقع ہو گی تو اس کے فوراً بعد دوسری واقع ہو جائے گی یعنی بیت المقدس کا آباد ہونے اور اس میں مکانات کی تعمیر ہونا، لوگوں کا اس طرف رجحان بڑھتے ہی اسی وقت مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا اور لوگوں میں مدینہ منورہ میں رہنے کی رغبت ختم ہو جائے گی اور اس میں گھروں کی تعمیر رک جائے گی۔

یہ علامت ہمارے آج کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں دیکھی جا رہی ہے کہ لوگ اس میں کم ہو رہے ہیں بڑھ نہیں رہے اور بہت سے لوگ مدینہ سے نکل کر دوسرے شہر میں منتقل ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے تم مدینہ کو بہترین حالت پر چھوڑ جاؤ گے حتیٰ کہ مدینہ میں کتے اور لومڑیاں مسجد نبوی کی بعض دیواروں پر یا ممبر پر پیشاب کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس زمانہ میں مدینہ کے پھل کس کیلئے ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرندوں اور چیلوں کیلئے ہوں گے بیت المقدس کی تعمیر سے یہ احتمال بھی نظر آتا ہے کہ آخری زمانہ میں خلافت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا کہ ہم مال غنیمت لے آئیں مگر ہمیں مال غنیمت سے کچھ نہ ملا اور آپؐ نے ہمارے چہروں پر تھکاوٹ دیکھی تو فرمایا اے اللہ! ان کو میرے اوپر نہ چھوڑنا کہ میں ان کا حق ادا کرنے میں ضعیف ہو جاؤں اور ان کو ان کے اپنے اوپر بھی نہ چھوڑنا کہ یہ اپنی مراد حاصل کرنے سے عاجز ہو جائیں اور نہ لوگوں پر چھوڑنا کہ لوگ ان کو چھوڑ کر اپنے آپ کو مقدم رکھیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث کے سر پر دست مبارک رکھ کر فرمایا اے ابن حوالہ اگر تم نے دیکھا کہ بیت المقدس پر خلافت کا سلسلہ جاری ہو گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زلزلے اور بڑے بڑے حادثات کا وقت آ گیا اور اس زمانہ میں قیامت کا وقت اتنا قریب ہو گا جیسا کہ میرے ہاتھ اور تمہارے سر کے درمیان فاصلہ ہے۔ (مسند احمد)

111:- مدینہ منورہ کا شریر لوگوں کو ایسے نکال دینا جیسا کہ آگ لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے

یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے اور گذشتہ علامات کی تکمیل میں سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مدینہ میں آبادی پھیل گئی تھی اور سالہا سال تک مدینہ منورہ کے رہائشی بڑھتے گئے اور مکانات کی تعمیر بڑھتی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگوں میں مدینہ منورہ میں رہنے کی رغبت ختم ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان اپنے چچا کے بیٹے یا رشتہ دار کو فراوانی والی زندگی کی طرف دعوت دے گا کہ فراوانی والی زندگی کی طرف آؤ اگر وہ جانتے ہوں تو ان کیلئے مدینہ میں رہنا بہتر ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی اگر مدینہ کی رہائش کو چھوڑ کر چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ مدینہ میں اس آدمی سے بہتر پیدا کر دے گا۔ ہاں! مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہ میل کو دور کر دیتی ہے اور قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک مدینہ اپنے اندر سے شریر لوگوں کو نکال نہ دے۔ جیسا کہ لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب وہ مدینہ سے باہر نکلے تو انہوں نے اپنے ساتھی مزاحم کی طرف دیکھ کر فرمایا اے مزاحم! کیا تمہیں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ ہم ان میں سے ہوں گے جنہیں مدینہ اپنے اندر سے نکال دے گا؟

اس کا یہ معنی نہیں کہ جو مدینہ میں رہے پھر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائے تو وہ شریر

لوگوں میں سے ہوگا ایسا ہر گز نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مختلف علاقوں میں جہاد و دعوت کیلئے منتقل ہوئے تھے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ مقصود ہے کہ آخری زمانہ میں لوگ مدینہ کو چھوڑ کر نکل جائیں گے جبکہ اس میں رہنا بھی ممکن ہوگا اور مدینہ کے پھل بہتر ہوں گے مگر فتنہ کی شدت کی وجہ سے لوگ مدینہ کو چھوڑ کر درجہ بدرجہ منتقل ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ مدینہ میں کوئی باقی نہ رہے گا بلکہ مدینہ کے راستے اور گھر خالی رہ جائیں گے اور مدینہ کی مساجد میں جانور پیشاب کریں گے اور انہیں کوئی نہیں روکے گا کہ مدینہ انسانی آبادی سے خالی ہو چکا ہوگا۔

112:- پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ختم کرنا

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو زمین میں پیوست کر دیا اور یہ زمین میں گڑے ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو جائیں گے یہ زوال یا تو حقیقی ہوگا کہ زمین کے دھنسنے یا بجلی گرنے سے ہوگا یا لوگ بذات خود انہیں زائل کر دیں گے یا انہیں زمین کے برابر کر دیں گے وہ اس لیے کہ تعمیراتی کام پھیل جائے گا جیسا کہ آج کل ہمارے کئی شہروں میں یہ پیش آرہا ہے یا اس طرح زائل ہوں گے کہ پہاڑ بذات خود پھٹتے جائیں گے اور ان کے ریزے بکھرتے جائیں گے۔ جیسا کہ کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک پہاڑ اپنی جگہوں سے ختم نہ ہو جائیں۔ (طبرانی)

113:- قحطان سے ایک شخص کا نکلنا جس کی لوگ تابعداری کریں گے

قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ زمانہ بدل جائے گا قحطان (جو کہ آج کل سعودیہ میں واقع ہے یہ عرب کا معروف قبیلہ ہے اور اس شخص کو قحطان اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کی نسبت اس قبیلہ سے ہوگی) سے ایک شخص ظاہر ہوگا اور لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ قحطان سے ایک شخص ظاہر نہ ہو جائے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے اپنے ساتھ لے چلے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہ "لوگوں کو اپنی لاٹھی سے اپنے ساتھ لے چلے گا" کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کی استقامت اور اس شخص کی تابعداری اور اس پر اتفاق سے تشبیہ دی گئی ہے ان الفاظ کا یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی لاٹھی کو ان پر استعمال کرے گا۔

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال کے طور پر یہ الفاظ فرمائے کہ لوگ اس طرح ان کی اطاعت کریں گے اور لوگوں پر اس طرح اس کا رعب ہوگا ان الفاظ سے یہ بات بھی اخذ ہوتی ہے کہ وہ خشک مزاج ہوگا اور جہاں تک خیال ہے کہ یہ شخص نیک ہو گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس شخص کے بارہ میں فرمایا کہ قحطان میں سے ایک شخص نکلے گا جو صالح ہوگا۔

114:-جہجاہ آدمی کا نکلنا

آخری زمانہ میں کئی ایسے لوگ نکلیں گے جن کی لوگوں میں ہلچل ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بعض کے نام اور اوصاف بتائے ہیں ان میں سے ایک جہجاہ نامی شخص بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک کہ غلاموں میں سے ایک شخص سربراہ نہ بن جائے جس کا نام جہجاہ ہوگا۔ ایک نسخہ میں یہ نام جہجل ہے۔ (مسلم شریف)

115:-لومڑی اور جمادات کا بولنا

116:-کوڑے کے کنارے کا بولنا

117:-جوتے کے تسمہ کا بولنا

118:-پنڈلی کا اہل خانہ کے بارہ میں بتانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لومڑی اور شکاری جانور بولیں گے کوڑے کا کنارہ، جوتے کا تسمہ اور انسان کی پنڈلی بولیں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ لومڑیاں انسانوں سے باتیں نہ کریں اور جب تک کہ انسان کے کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا تسمہ اس کے ساتھ بات نہ کر لے اور انسان کی پنڈلی اس کے اہل خانہ کے متعلق بتا نہ دے۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ "جب تک کہ لومڑیاں انسانوں سے باتیں نہ کریں" سے مراد لومڑیاں اور ہر شکاری جانور ہیں اور انسان سے مراد ہر انسان ہے چاہے مومن ہو یا کافر۔

یہ دو علامتیں کہ کوڑے کے کنارے کا بولنا اور انسان کی پنڈلی کا اہل خانہ کے بارہ میں بتانا ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔ (واللہ اعلم) لیکن ظاہر ہو کر رہیں گی کیونکہ اس خبر کے بتانے والے اصدق الصادقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

بعض اہل علم نے کوڑے کے کنارے اور جوتے کے تسمہ کے بولنے سے مراد یہ ذکر فرمایا ہے کہ جو ایجادات ہمارے آج کے زمانہ میں موجود ہیں جیسا کہ موبائل، ٹیلی فون اور ایسے کیمرے جو باریک سے باریک آوازیں ریکارڈ کر لیتے ہیں اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ چیزیں حقیقۃً ظاہر ہوں گی کہ کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا تسمہ بات کریں گے۔

لومڑی کے بولنے کی علامت عہد نبوت میں ظاہر ہو چکی ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مدینہ کے اردگرد کے علاقہ میں ایک دیہاتی اپنی بکریوں میں بیٹھا تھا کہ ایک لومڑی آئی اور ایک بکری کا شکار کر کے لے چلی۔ وہ دیہاتی فوراً اس لومڑی کے پیچھے دوڑا اور اپنی بکری کو لومڑی سے چھڑا لیا اور لومڑی کو مارا۔

مگر وہ لومڑی ضد میں آ کر اس شخص کے پیچھے چلتی رہی اور اس نے اپنی دم ہلاتے ہوئے اس دیہاتی سے کہا۔

تم نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق چھین لیا۔

اس دیہاتی نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ لومڑی مجھ سے بات کر رہی ہے

لومڑی نے کہا اللہ کی قسم! تم نے اس سے بھی عجیب چیز اپنے پیچھے چھوڑی ہے۔

دیہاتی نے پوچھا وہ کونسی بات ہے جو اور بھی زیادہ عجیب ہے؟

لومڑی نے کہا وہ پیغمبر جو کھجور والی دو بستیوں کے درمیان لوگوں کو گذشتہ اور آنے والے زمانے کی باتیں بتاتے ہیں

دیہاتی نے چلا کر اپنی بکریوں کو مدینہ میں لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نماز میں مصروف تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی تو آپ نے فرمایا بکریوں والا دیہاتی کہاں ہے؟

وہ دیہاتی اٹھ کھڑا ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ لوگوں کو بتاؤ تو اس دیہاتی نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا وہ لوگوں کو بتا دیا۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا کہ قیامت سے پہلے کچھ علامتیں ظاہر ہوں گی اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ تم میں سے کوئی گھر سے نکل جائے اور اسے اس کی جوتی یا اس کا کوڑا یا لاٹھی اس کے اہل خانہ کے بارہ میں خبر نہ دیدے۔ (مسند احمد)

گائے کے بولنے کی علامت بھی ظاہر ہو چکی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی گائے پر سامان لاد کر گزر رہا تھا کہ اس گائے نے اپنے مالک کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں اس کام کیلئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ میں زمین جوتنے کیلئے پیدا کی گئی ہوں۔ یہ فرمان سننے کے بعد لوگوں نے تعجب اور حیرانگی سے کہا سبحان اللہ! کیا گائے بولتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ (مسلم شریف)

119:- قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ اسلام کی تعلیمات نہ مٹ جائیں

120:- قرآن مجید کا مصاحف اور سینوں سے اٹھ جانا

علامات قیامت میں سے ہے کہ فتنوں، گمراہیوں اور جہالت کی وجہ سے اسلام کی تعلیمات مٹ جائیں گی جس سے لوگوں میں روزہ دار اور نمازی باقی نہ رہیں گے لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا حتیٰ کہ ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی لوگوں میں جہالت اس قدر پھیل جائے گی کہ لوگوں میں عمر رسیدہ شخص کہے گا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ کلمہ **لا الہ الا اللہ** سنا تھا اس لیے ہم بھی پڑھتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی تعلیمات اس طرح مٹ جائیں گی جس طرح کپڑے پر کشیدہ کے دھاگے استعمال کی کثرت کی وجہ سے مٹ جاتے ہیں حتیٰ کہ یہ بھی نہ پہچانا جائے گا کہ روزہ کیا ہے؟ نماز کیا ہے؟ قربانی، صدقہ کیا ہے؟ اور ایک ہی رات میں قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا جس سے زمین پر اس میں سے ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔ بوڑھے اور عمر رسیدہ لوگ باقی رہیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو کلمہ **لا الہ الا اللہ** پڑھتے ہوئے سنا تھا اس لیے ہم بھی اسے پڑھتے ہیں۔

جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث لوگوں کو سنائی تو لوگ متعجب ہو گئے اس میں صلہ بن ظفر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہنے لگے اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! کلمہ طیبہ ایسے لوگوں کے کیا کام آئے گا؟ جبکہ وہ نماز، روزہ و قربانی نہ جانتے ہوں گے۔ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اعراض فرمایا۔ پھر حضرت صلہ نے اس بات کو تین مرتبہ عرض کیا لیکن پھر بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ اعراض فرماتے رہے تیسری مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے صلہ! اس کلمہ سے انہیں جہنم سے نجات مل جائے گی (سنن ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ ''کہ قرآن مجید ایک ہی رات اٹھالیا جائے گا'' کا معنی یہ ہے کہ لوگ جب قرآن مجید سے لاپرواہی کریں گے نہ اس کی تلاوت کریں گے نہ اس پر عمل کریں گے تو قرآن مجید کی آیات ان کے سینوں اور مصاحف کے اوراق سے اٹھالی جائیں گی مگر یہ علامت اب تک ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ الحمد للہ ہمارا دین پھیلتا چلا جارہا ہے۔

121:- ایک ایسا لشکر جو بیت اللہ کو منہدم کرنے کیلئے چلے گا تو وہ اول تا آخر زمین میں دھنس جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ایک لشکر بیت اللہ کو منہدم کرنے کیلئے چلے گا تو اللہ تعالیٰ اس لشکر کے اول تا آخر تک زمین کو دھنسا دیں گے اور وہ لشکر امت محمدیہ میں سے ہوگا اور قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی نیت پر اٹھے گا۔

حضرت عبید اللہ بن قبطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حارث بن ابی ربیعہ اور حضرت عبداللہ بن صفوان حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حارث اور عبداللہ نے ام سلمہ سے اس لشکر کے متعلق پوچھا جس پر اول تا آخر زمین دھنس جائے گی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک شخص بیت اللہ میں پناہ کیلئے آئے گا تو اس کی طرف ایک لشکر چلے گا جب وہ لشکر صحرا میں ہوگا تو اس لشکر پر زمین دھنس جائے گی حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا کیا ہوگا جو مجبور ہو کر لشکر میں شامل ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ وہ بھی زمین میں دھنس جائیں گے لیکن روز قیامت اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا ذکر فرمایا جو زمین میں دھنس جائے گا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہوسکتا ہے کہ ان میں کوئی زبردستی نکلا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت وہ اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے۔ (ترمذی)

لشکر کے لوگوں کا قیامت کے دن اپنی اپنی نیت پر اٹھنا اس وجہ سے ہوگا کہ اس لشکر میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مجبوراً نکلے ہوں گے اور وہ بھی ہوں گے جو اس لشکر کے تابع ہو کر نکلے ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو بازار میں خرید وفروخت کرنے والے ہوں گے اور ان سب کو ہلاک کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ گمراہ لوگوں کی صحبت بربادی کا سبب بنتی ہے کیونکہ عربی مقولہ ہے۔

البلاء یعم والخیر یخص

گناہوں کی نحوست سے مصیبت عام ہوتی ہے اور خیر کی بھلائی اپنے کرنے والے پر خاص ہوتی ہے۔لہٰذا ان سب میں ہر ایک روز قیامت اپنی اپنی نیت پر اٹھے گا اور اس کی نیت کے مطابق اس سے معاملہ کیا جائے گا۔

حدیث شریف میں شریر لوگوں کی صحبت سے خبردار کیا گیا ہے۔

کیونکہ جو شریر لوگوں کی صحبت میں چلے گا وہ بھی ان پر آنے والے عذاب میں شریک ہوگا اور حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس لشکر کے مکہ معظّمہ پہنچنے سے پہلے ان پر زمین دھنس جائے گی۔

حدیث میں جو آیا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لینے آئیگا وہ مہدی علیہ السلام ہیں اور انہی کی کرامت کیلئے اللہ تعالیٰ اس لشکر پر زمین کو دھنسا دیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں معمول کے خلاف پایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کی نیند میں معمول کے خلاف بات دیکھی ہے تو آپ نے فرمایا عجیب بات ہے میری امت کے کچھ ایسے لوگ ہونگے جو قریش کے ایک شخص کی وجہ سے بیت اللہ کی طرف چلیں گے مگر جب وہ لشکر صحراء میں ہوگا تو زمین ان پر دھنس جائے گی تو بعض نے عرض کیا یا رسول اللہ! لشکر کے راستہ میں کچھ اور لوگ بھی تو ہونگے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں ان میں وہ بھی ہونگے جو زبردستی نکلے ہونگے اور مسافر بھی ہونگے یہ سب ایک ہی دم ہلاک ہو جائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اپنی نیت پر اٹھائے گا۔(مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر بیت اللہ کی طرف جنگ کیلئے نکلے گا جب وہ لشکر صحرا میں ہوگا تو ان پر اول تا آخر زمین دھنس جائے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس لشکر پر کیسے زمین دھنس جائے گی جبکہ اس لشکر میں بازار میں خرید وفروخت کرنے والے بھی ہونگے اور ان کے علاوہ بھی ہونگے؟ آپ نے فرمایا اس لشکر پر اول تا آخر زمین دھنس جائے گی مگر بروز قیامت وہ اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے۔ (بخاری شریف)

122:- بیت اللہ کا حج ترک کرنا

آخری زمانہ میں فتنوں کی کثرت اور لوگوں کا دین سے ہٹ جانے کی وجہ سے بیت اللہ پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ حج وعمرہ کرنے والوں سے خالی ہو جائے گا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ بیت اللہ میں حج کیلئے کوئی نہ آئے۔ (ابو یعلی ابن حبان حاکم)

مگر یہ علامت بہت تاخیر سے ظاہر ہوگی کیونکہ یاجوج و ماجوج کے زمانہ کے بعد تک بیت اللہ کا حج جاری رہے گا کیونکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کا حج وعمرہ جاری رہے گا حتیٰ کہ یاجوج و ماجوج کے نکلنے کے بعد تک جاری رہے گا۔ (بخاری شریف)

حدیث نبوی میں جو گزرا ہے کہ "قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک بیت اللہ میں حج کیلئے کوئی نہ آئے" سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ بیت اللہ کا حج کچھ مدت کیلئے (جنگوں وغیرہ کی وجہ سے) خالی ہو جائے گا۔ پھر دوبارہ حج کرنے والوں سے معمور ہو جائے گا۔ یا شاید یہ معنی ہو کہ بعض قوموں کو بیت اللہ کے حج سے روکا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

123:- اہل عرب کے بعض قبائل کا بتوں کی پوجا کرنا

جزیرہ عرب کے لوگ بتوں کی عبادت اور شرک میں مبتلا تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے

پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے مشرکین پر غالب آنے کیلئے مدد بھیجی۔ جس سے آپ نے ان کے بتوں کو توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید وعبادت شروع ہونے لگی۔

مگر قیامت سے کچھ عرصہ قبل دین اور علم دین سے کنارہ کشی کی وجہ سے اہل عرب میں سے کچھ لوگ بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ آئیں گے اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ قبیلہ دوس کی عورتیں ذوخلصہ بت کی طرف نہ لوٹ آئیں۔ (بخاری ومسلم)

ذوخلصہ سے مراد وہ بت ہے جس کی قبیلہ دوس کے لوگ جاہلیت میں پوجا کیا کرتے تھے حدیث شریف سے یہ مراد ہے کہ قبیلہ دوس کی عورتیں ذوخلصہ بت کی طرف لوٹ آئیں گی یعنی کہ لوگ ایمان کے بعد کفر اور بتوں کی پوجا کی طرف لوٹ آئیں گے اور ان کی عبادت اور تعظیم کریں گے۔ آج کے زمانہ میں جزیرہ عرب میں قبیلہ دوس کی اصل رہائش الباحہ کہلاتی ہے۔

124:- اہل قریش کا ختم ہو جانا

قبیلہ قریش عربی قبائل میں سے ہے اور قریش کا لقب اس لیے غالب آیا کہ یہ تاجر تھے اور قبیلہ قریش کے تحت کئی شاخیں ہیں ان میں سے بنو حارث بن فہد اور بنو جذیمہ، بنو عائذہ، بنو لوئی بن غالب، بنو عامر بن لوئی، بنو عدی بن کعب بن لوئی، بنو مخزوم، بنو تمیم بن مرہ، بنو زہرہ بن کلاب، بنو اسد بن عبد العزی، بنو عبد الدار، بنو نوفل، بنو عبد المطلب، بنو امیہ، بنو ہاشم وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

پھر اسلام کے بعد قریش کی شاخیں متفرق ہوگئیں مگر ان کا اصل ٹھکانہ جزیرہ عرب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قریش کا قبیلہ کم ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ ختم جائے گا یا ختم ہونے کے قریب ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے قبائل میں سے جلدی ختم ہونے والا قریش کا قبیلہ ہے اور یہ

وقت بھی قریب آنے والا ہے کہ کسی عورت کا کسی جوتے سے گزر ہوا تو وہ کہے گی کہ یہ جوتا قریشی کا ہے۔ (مسند احمد)

اس بات کی دلیل اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہاری قوم میری امت میں سے جلد از جلد پیچھے آئے گی۔ (مسند احمد)

قوم سے مراد قوم قریش ہے۔

جلد از جلد سے مراد یعنی میری دنیا سے رحلت کے بعد سب سے پہلے قوم قریش کی موت واقع ہوگی۔

125:- ایک حبشی کے ہاتھوں کعبہ کا منہدم ہونا

قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ شریف منہدم ہو جائے گا۔ جسے آخری زمانہ میں حبشہ کے ملک سے ایک حبشی (جسے ذوالسویقتین کہتے ہیں اور یہ لقب اسے اس لیے کہا گیا کہ ساق پنڈلی کو کہتے ہیں اور اس کی دونوں پنڈلیاں باریک اور چھوٹی ہوں گی سویقتین ساق کی تصغیر اور تثنیہ ہے) بیت اللہ کو پتھر پتھر کر کے منہدم کر دے گا اور اس کا غلاف اتار دے گا اور بیت اللہ کے اندر کی قیمتی چیزیں غصب کر لے گا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبشہ کو چھوڑ دو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے ہوئے ہیں یعنی ان سے جنگ نہ لڑو جب تک کہ وہ خود پہل نہ کریں۔ کیونکہ حبشہ میں سے ذوالسویقتین کے علاوہ کوئی اور بیت اللہ کا خزانہ نہ نکالے گا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ حبشی بیت اللہ کا پتھر پتھر اکھاڑ رہا ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبشہ میں سے ذوالسویقتین بیت اللہ کو توڑے گا اور اس کے اندر کے جواہرات چھین لے گا اور بیت اللہ کو غلاف سے بے نقاب کر دے گا اور اس کا منظر میری آنکھوں کے سامنے

ہے پھر آپ نے اس کی صفات ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اصیلع افیدع اپنے کدال اور بیلچے سے بیت اللہ کے پتھروں کو مار رہا ہے۔ (اصیلع سے مراد گنجا ہے جس کے سر پر بال نہیں ہوتے اور افیدع سے مراد یہ ہے کہ جس کی جسامت نحیف ہونے کی وجہ سے ایسی ہو کہ اس کے جوڑ اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے لگتے ہیں۔ (مسند احمد)

اشکال

کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ وہ بیت اللہ کو کیسے منہدم کرے گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو امن کی جگہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا. (عنکبوت 67)

ترجمہ: بھلا کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (ان کے شہر کو) ایک پر امن حرم بنا دیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا (قصص ۵۷)

ترجمہ: بھلا کیا ہم نے اس کو اس حرم میں جگہ نہیں دے رکھی۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ م بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ. (حج ۲۵)

ترجمہ: اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کر کے ٹیڑھی راہ نکالے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اصحاب فیل (ہاتھی والوں) سے نجات دی جبکہ وہ کفار و مشرکین تھے تو اللہ تعالیٰ اس حبشی کو مسلمانوں کے قبلہ پر کیسے مسلط ہونے دیں گے؟

جواب

پہلی بات یہ ہے کہ بیت اللہ قیامت کے قریب کے زمانہ تک امن میں رہے گا یہ نہیں کہ قیامت آنے اور دنیا کے خراب ہونے تک امن میں رہے گا کیونکہ قرآنی آیات میں بیت اللہ کا قیامت تک پر امن رہنے کا ذکر نہیں آیا بلکہ آیات کے نزول کے زمانہ میں بیت اللہ کا پر امن ہونے کی صفت ذکر فرمائی گئی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اہل مکہ بیت اللہ کی حرمت کی بے حرمتی کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگ ایک شخص کی بیعت کریں گے (اس شخص سے مراد مہدی علیہ السلام ہیں) اور بیت اللہ کی حرمت کی بے حرمتی مکہ میں رہنے والے ہی کریں گے۔ اگر انہوں نے بے حرمتی کی تو اہل عرب کی ہلاکت کا کوئی نہیں پوچھے گا (یعنی وہ ہلاک ہو کر رہیں گے) پھر اہل حبشہ آ کر بیت اللہ کو توڑ پھوڑ دیں گے اور اس کے بعد پھر کبھی آباد نہ ہوگا اور وہی بیت اللہ کا خزانہ نکالیں گے۔ (مسند احمد)

اصحاب فیل کے لشکر کے زمانہ میں اہل مکہ کافر تو تھے مگر بیت اللہ کی تعظیم کرتے تھے اور بے حرمتی سے بچتے تھے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابرھہ اور اس کی قوم کے شر سے بیت اللہ کو محفوظ رکھا تھا۔ مگر حبشی ذوالسویقتین بیت اللہ کو اس وقت تک منہدم نہ کرے گا جب تک کہ بیت اللہ کے ارد گرد رہنے والے لوگ خود اس کی بے حرمتی نہ کریں اور اس کا اہتمام نہ چھوڑ دیں اور بیت اللہ پر جرأت کرنے والے نہ بن جائیں۔ پھر جب وہ بیت اللہ کا اہتمام چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی نصرت بھی چھوڑ دیں گے۔

126:- میٹھی ہوا آئے گی جو اہل ایمان کی روح کو قبض کرتی چلی جائے گی

قیامت کی بڑی علامات بتدریج ظاہر ہونے (جیسے کہ دجال کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول وغیرہ) کے بعد قیامت آنے کا وقت قریب ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک میٹھی ہوا بھیجیں گے جو اہل ایمان کی روح قبض کرتی چلی جائے گی۔ تاکہ وہ قیامت کی ہولناکی اور تباہی سے بچ جائیں۔ کیونکہ قیامت تو شریر لوگوں پر ہی آئے گی۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا حتیٰ کہ یہ فرمایا کہ اہل زمین (دجال کے فتنے اور ہولناک مناظر کی وجہ سے) اس حالت پر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ میٹھی ہوا بھیجیں گے جو ہر مسلمان ہر مومن کی روح قبض کرتی چلی جائے گی۔ حتیٰ کہ شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو آپس میں سرعام گدھوں کی طرح بدکاری کریں گے اور وہ شرم نہ کریں گے انہی پر قیامت آئے گی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلے گا...... پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو شام کے علاقہ سے آئے گی زمین کے وجود پر کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا جس میں ذرہ برابر ایمان اور خیر ہو لیکن یہ ہوا اس کی روح قبض نہ کرلے۔ حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے اندر بھی گھس جائے تو وہ بھی پہاڑ میں گھس جائے گی یہاں تک کہ اس کی روح قبض کرلے گی۔ (مسلم شریف)

یہ ہوا دجال کے نکلنے کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد آئے گی۔

127:- مکہ مکرمہ میں عمارات کا بلند و بالا ہونا

عہد نبوت کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں مکانات اور رہائشی لوگ تھوڑے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مکہ مکرمہ میں اس کے پہاڑوں پر بلند و بالا عمارتیں تعمیر کی جائیں گی۔

مصنف ابن ابی شیبہ نے یعلی بن عطا کی سند سے روایت کی ہے کہ یعلی بن عطا کے والد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سواری کی لگام تھامے جا رہا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب بیت اللہ کو منہدم کیا جائے گا اور اس کا کوئی پتھر نہ چھوڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کیا ہم اس وقت مسلمان ہوں گے؟ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی اس وقت تم مسلمان ہو گے۔ حضرت عطا بن یعلی کے والد نے پوچھا پھر کیا ہوگا؟ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت اللہ کی از سر نو بہتر سے بہتر تعمیر کی جائے گی اور اگر تم

نے دیکھا کہ مکہ میں پہاڑوں کو کاٹ کر سرنگیں بنائی گئیں اور پہاڑوں پر بلند و بالا عمارات تعمیر کی گئیں تو سمجھ لینا کہ قیامت آ گئی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

128:- آخری زمانہ کے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے

آخری زمانہ میں بدعات کی کثرت ہوگی اور پہلے زمانہ کے اور آخری زمانہ کے لوگوں میں نفرت پیدا ہو جائے گی کہ بعض لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور ان کی قدر و منزلت کو بھول جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مدح وثناء سے غافل ہو جائیں گے تو آخری زمانہ کے بعض لوگ گذشتہ زمانہ کے لوگوں پر لعنت کریں گے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ آخری زمانہ کے لوگ امت کے پہلے زمانے کے لوگوں پر لعنت نہ کریں۔ (واللہ اعلم) امت سے مراد امت محمدیہ ہے۔

129:- نئی سواریوں کا ایجاد ہونا

بعض احادیث میں آخری زمانہ کی ایجادات کی طرف اشارہ ہے یا واضح طور پر روایت ہوا ہے جیسا کہ بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ بازار بڑھ جائیں گے اور زمانہ قریب ہوتا چلا جائے گا ان سے علماء نے یہ سمجھا ہے کہ ان الفاظ سے نئی سواریوں کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں گاڑیاں ایجاد ہو چکی ہیں۔

صحیح ابن حبان میں مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی سواریوں پر بیٹھیں گے پھر آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ کاشباہ الرحال (رحال رحل کی جمع ہے اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سواریوں کا ذکر فرمایا جو آپ نے نہیں دیکھیں جن سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ مراد گاڑیاں ہیں واللہ اعلم) یہ لوگ مساجد کے دروازوں پر اپنی سواریوں سے اتریں گے اور ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی۔

130:-مہدی علیہ السلام کا ظہور

آخری زمانہ میں فساد پھیلنے، ظلم وستم، طاقتور کا کمزور کا حق دبانا اور اہل شر کا ابھرنا وغیرہ جیسے حالات کی وجہ سے مومن نئے دن کی صبح کا انتظار کریں گے جس سے زمین پر پھیلا ہوا اندھیرا ختم ہو جائے گا۔تو اس وقت اللہ تعالیٰ محمد بن عبداللہ حسنی علوی یعنی مہدی علیہ السلام کو ظاہر ہونے کی اجازت دیں گے۔

مہدی علیہ السلام کون ہیں؟

مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے کی کیا وجہ ہے؟

مہدی علیہ السلام کہاں سے ظاہر ہوں گے؟

کیا مہدی علیہ السلام ابھی موجود ہیں؟

مہدی علیہ السلام کیا کر رہے ہیں؟

مہدی علیہ السلام کے پیروکار کون ہوں گے؟

جب ہم مہدی علیہ السلام کا ذکر سنتے ہیں تو اس طرح کے بہت سے سوالات ہمارے ذہنوں میں آتے ہیں لہٰذا ہم آئندہ سطور میں ان جیسے سوالوں کے مختصر اور واضح جواب ذکر کریں گے۔

مہدی علیہ السلام کا نام ونسب

مہدی علیہ السلام کا نام محمد بن عبداللہ الحسنی العلوی ہے اور وہ اہل بیت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر دنیا میں سے ایک ہی دن باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو بڑھا دیں گے حتیٰ کہ ایسے شخص کو ظاہر کریں گے جو مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ وہ میرا ہم نام اور اس کا والد میرے والد کے ہم نام ہوگا۔ (یعنی محمد بن عبداللہ) (ترمذی)

مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے کی وجوہات

آخری زمانہ میں نیک وصالح آدمی ظاہر ہوگا اور یہ اس زمانہ میں ہوگا جبکہ زمین پر فساد پھیل جائے گا' گناہوں کی کثرت ہوگی' ظلم بڑھ جائے گا' عدل وانصاف کم ہو جائے گا' تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس بندہ کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے ہاتھوں سے زمانہ کے حالات درست فرمائیں گے۔

اہل سنت والجماعت کے ہاں اس بندہ کو مہدی علیہ السلام کہا جاتا ہے اور اس بندے کے کئی پیروکار رہوں گے۔ اور وہ کئی جنگوں میں مسلمانوں کی قیادت کرے گا اور ایسا قائد ہوگا جو حکیم وعقل مند ہوگا۔

مہدی علیہ السلام کی صفت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی مجھ میں سے ہے یعنی میری نسل میں سے ہے۔ یہ مہدی کا نسب ہے پھر آپ نے

مہدی علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ کشادہ پیشانی والے ہوں گے۔ لمبے ناک والے ہوں گے، چپٹی ناک والے نہ ہوں گے، زمین پر عدل وانصاف پھیلا دیں گے جیسا کہ اس پر ظلم وستم پھیلا ہوا ہوگا اور وہ سات سال تک بادشاہت کریں گے۔ (سنن ابوداؤد)

اوران کی صفات میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام اوران کے والد کا نام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام جیسا ہوگا یعنی محمد بن عبداللہ، وہ اہل بیت میں سے ہوں گے یعنی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہوں گے۔

مہدی علیہ السلام کا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہونے کی حکمت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت سنبھالی جس سے مسلمانوں کے دو امیر ہو گئے۔

1۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو کہ عراق وحجاز کے علاقوں پر امیر تھے۔

2۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ شام اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر امیر تھے۔

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر امارت کے چھ ماہ گزرے تو انہوں نے اپنی خلافت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کسی دنیاوی غرض کے بغیر منتقل کر دی تا کہ مسلمانوں کا اتحاد ایک حاکم پر ہو اور مسلمانوں کو قتل وغارت سے بچا لیا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی مسلمانوں پر حکومت کی مدت

حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانوں پر سات برس حاکم رہیں گے اور وہ اس دوران زمین پر عدل وانصاف پھیلائیں گے جیسا کہ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں یہ امت خوشحال رہ جائے گی اور اپنا سبزہ اگا دے گی اور آسمان سے بارش برسے گی اور ہر کسی کو بغیر حساب کتاب کے مال دیا جائے گا۔

مہدی علیہ السلام کا ظہور کہاں سے ہوگا؟

حضرت مہدی علیہ السلام مشرق کی جانب سے ظاہر ہوں گے اور وہ نکلتے وقت اکیلے نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ مشرق کی جانب سے بہت سے لوگ ان کے تابع کر دیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے نکلنے کا وقت

آخری زمانہ میں جب لوگ پریشان ہوں گے تو خلفاء کی اولاد میں سے تین بیٹے بیت اللہ کے خزانے پر آپس میں جھگڑا کریں گے ان میں سے ہر ایک بیت اللہ کا خزانہ اپنے لیے چاہتا ہوگا اس کے باوجود ان میں سے کوئی نہ پائے گا تو اس وقت مکہ مکرمہ میں مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور لوگوں میں ان کی خبر پھیل جائے گی۔ تو لوگ آکر بیت اللہ کے پاس حضرت مہدی علیہ السلام کی فرمانبرداری پر بیعت کریں گے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس خزانے پر تین آدمی آپس میں لڑیں گے اور وہ خلفاء کی اولاد میں سے ہونگے مگر وہ خزانہ ان میں سے کوئی نہ پائیگا۔ پھر مشرق کی جانب سے کالے پرچم نکلتے نظر آئیں گے تو وہ تمہیں قتل کریں گے۔ پھر حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا مگر مجھے یاد نہیں پھر آپ نے فرمایا اگر تم نے اس کو دیکھا تو فوراً اس کی بیعت کر لینا چاہے تمہیں برف پر پھسل کر چلنا پڑے۔ (ابن ماجہ)

حدیث کی شرح

(اور وہ خلفاء کی اولاد میں سے ہونگے) یعنی ان میں سے ہر ایک کا باپ بادشاہ گزرا ہوگا لہٰذا ان میں سے ہر ایک اپنے والد کی طرح بادشاہت چاہتا ہوگا۔

(خزانہ) سے مراد بیت اللہ کا خزانہ ہے جو اس کے نیچے چھپا ہوا ہے اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ خزانہ سے مراد ملک اور خلافت ہے۔

مسئلہ: مہدی علیہ السلام کا مکہ سے نکلنا اور مشرق کی جانب سے کالے

پرچم کا نکلنا' ان دونوں باتوں کو کیسے جمع کیا جائے؟ اور پھر مہدی علیہ السلام کے پرچم کا رنگ کالا کیوں ہوگا؟

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کیلئے مشرق کی جانب سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو مہدی علیہ السلام کی مدد اور نصرت کیلئے بھیجیں گے اور ان کے پرچم کالے ہونگے کیونکہ یہ کالا رنگ وقار کا لباس ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم بھی کالا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ (النھایہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس امت کے آخری زمانہ میں مہدی نکلے گا اور اللہ تعالیٰ زمین پر بارش برسائیں گے تو زمین اپنا سبزہ اگا دے گی اور اس زمانہ میں ہر ایک کو برابر حصہ میں مال دیا جائیگا اور حلال جانوروں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی اور امت بڑھ جائیگی اور مہدی سات یا آٹھ سال رہے گا۔ (الحاکم)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد تم میں کوئی اچھائی نہ ہوگی۔ (یعنی مہدی علیہ السلام کے بعد) (مسند احمد)

گزشتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی موت کے بعد شر اور بڑے بڑے فتنے دوبارہ پھیل جائیں گے۔

مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث

جن احادیث میں حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر آتا ہے وہ دو قسموں پر ہیں۔

1۔ وہ احادیث جن میں مہدی علیہ السلام کا صراحۃً ذکر آیا۔

2۔ وہ احادیث جن میں مہدی علیہ السلام کی صفت وارد ہوئی۔

میں یہاں کچھ احادیث ذکر کروں گا جن میں مہدی علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نکلنا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ جن احادیث میں مہدی علیہ السلام کا ذکر آیا ان کی تعداد پچاس ہے۔ جن میں صحیح، حسن اور مقبول احادیث ہیں۔

صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے مہدی علیہ السلام کے متعلق اقوال و آثار کی تعداد اٹھائیس ہے۔

پہلی قسم کی احادیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں مہدی علیہ السلام نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے تو زمین اپنا سبزہ اگادے گی اور ہر ایک کو مال برابر حصہ میں دیا جائے گا' حلال جانور زیادہ ہو جائیں گے' امت بڑھ جائے گی اور وہ سات یا آٹھ سال رہیں گے۔ (مستدرک حاکم)

ایک اور حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں اختلاف اور زلزلے ہوں گے۔ تو وہ زمین پر عدل وانصاف پھیلائے گا جیسے کہ ظلم وستم پھیلا ہوا ہوگا اور اس پر اہل آسمان وزمین راضی ہو جائیں گے اور وہ لوگوں میں مال برابر حصے میں تقسیم کرے گا اور اللہ تعالیٰ امت کے دلوں میں اس کا عدل وانصاف بھر دے گا حتیٰ کہ مہدی علیہ السلام ایک اعلان کرنے والے کو کہیں گے کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ کسی کو مال کی ضرورت ہے تو ایک آدمی کے علاوہ لوگوں میں سے کوئی نہ اٹھے گا تو امام مہدی اس شخص کو کہیں گے کہ خزانچی کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ مہدی تمہیں حکم دیتا ہے کہ مجھے مال دو۔ تو وہ خزانچی اسے کہے گا کہ اپنے ہاتھوں سے بغیر حساب کتاب کے جس قدر چاہو لے لو۔ حتیٰ کہ جب وہ بوری میں مال جمع کر رہا ہوگا تو اسے ندامت ہوگی لیکن جب وہ مال واپس کرنا چاہے گا تو خزانچی اس مال کو قبول نہیں کرے گا اور اسے کہا جائیگا کہ ہم جو کچھ دیدیتے ہیں اس سے واپس نہیں لیتے۔ اس حالت میں سات آٹھ یا نو سال گزریں گے پھر اس کے بعد کے زمانہ میں کوئی خیر نہ ہوگی۔ (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت میں سے ہے جس دن وہ نکلے گا اللہ تعالیٰ اسی رات ہی اس کیلئے خلافت کا راستہ ہموار کر دیں گے۔ (یعنی اس کیلئے خلافت تیار کر دیں گے اور اسے توفیق دیدیں گے اور اس میں وہ صفات پیدا کر دیں گے جو حاکم میں ہونی چاہیں اور یہ معنی بھی لکھا گیا کہ اسی رات اس کی قدر و منزلت بڑھا دیں گے اور لوگ اس کی خلافت وحکومت پر متفق ہو جائیں گے) (مسند احمد)

اس کا یہ معنی ہے کہ مہدی علیہ السلام کو اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ وہ لوگوں

میں خود کو متعارف کرائیں۔ احادیث سے یہ مقصود ہے کہ مہدی علیہ السلام خود حکومت کی رغبت نہ رکھتے ہوں گے اور نہ خود کو اس کا اہل سمجھتے ہوں گے مگر لوگ انہیں مجبور کریں گے اور ان کی بیعت کریں گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت میں سے ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی انہیں دعوت دیں گے کہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں (یعنی ان کی امامت کرائیں) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار فرمائیں گے۔

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجال مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں نکلے گا پھر عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کرنے کیلیے نازل ہوں گے اور حضرت مہدی مسلمانوں کے قائد ہوں گے تو حضرت عیسیٰ اور باقی مسلمان مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔ (ابونعیم)

یہاں یہ مقصود ہے کہ مہدی علیہ السلام مسلمانوں میں نماز کے وقت بھی امام ہوں گے اور مقتدیوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے یہ سب احادیث مہدی علیہ السلام کا نام اور صفات صراحۃً ذکر کرتی ہیں۔

دوسری قسم کی احادیث

یہ وہ احادیث ہیں جن میں مہدی علیہ السلام کے ذکر کا احتمال ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل عراق پر ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں ان کے پاس نہ قفیز آئے گا نہ درہم۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہاں سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجم کی طرف سے کہ وہ یہ چیزیں منع کر دیں گے۔

(قفیز کا معنی اہل عراق میں وزن کی مقدار کا پیمانہ ہے جیسے کہ ہم وزن کی مقدار بتانے کیلئے کلو، من وغیرہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں درہم چاندی کی کرنسی تھی جس کے ذریعے پرانے زمانہ میں خرید و فروخت کرتے تھے۔) پھر آپ نے فرمایا اہل شام پر ایسا وقت آنے والا ہے جس میں ان کے پاس نہ دینار آئے گا نہ مدی۔ صحابہ نے عرض کیا کہاں سے یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روم سے۔ (دینار سونے کی کرنسی ہے جو پرانے زمانوں میں استعمال ہوتی تھی۔ مدی وزن کی مقدار کا پیمانہ ہے جیسے کہ ہم کلو اور من استعمال کرتے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش ہونے کے بعد فرمانے لگے میری امت کے آخری زمانہ میں خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا۔

راوی حدیث فرماتے ہیں کہ میں نے ابونضرہ اور ابوعلاء سے ذکر کیا کہ تمہیں کیا لگتا ہے کہ خلیفہ سے مراد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہے؟ انہوں نے کہا نہیں (مسلم شریف)

مذکورہ بالا حدیث میں یہی مہدی علیہ السلام مراد ہیں جن کا نام وارد ہوا ہے اور ان کے پاس مال غنیمت بہت ہوگا اور ان کے زمانہ میں بہت سی فتوحات ہوں گی اور ان میں لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا دستور ہوگا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلاف معمول بات محسوس کی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کی نیند میں خلاف معمول بات محسوس کی تو آپ نے فرمایا عجیب بات ہے کہ میری امت میں ایسا لشکر ہوگا جو بیت اللہ کی طرف چلے گا اس وجہ سے کہ ایک شخص جو کہ قریش میں سے ہوگا وہ مکہ میں لوگوں سے پناہ حاصل کرنے کیلئے مکہ میں رہے گا تو وہ لشکر جب مکہ کے قریب صحراء میں ہوگا تو اس پر زمین دھنس جائیگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! راستہ میں تو مختلف لوگ ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! جی ہاں اس لشکر میں وہ بھی ہونگے جو زبردستی نکلے ہونگے اور وہ بھی ہونگے جو مسافر ہونگے مگر پھر بھی وہ سب ایک ہی دم ہلاک ہو جائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اپنی نیت پر زندہ کریں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگ ایک شخص کی بیعت کریں گے۔ بیت اللہ کی بے حرمتی اس کے اردگرد رہنے والوں کے علاوہ اور کوئی نہ کرے گا اگر انہوں نے بیت اللہ کی بے حرمتی کی تو اہل عرب کی ہلاکت کا مت پوچھنا تو پھر حبشہ میں سے لوگ آئیں گے جو بیت اللہ کو توڑ دیں گے تو پھر وہ کبھی آباد نہ ہوگا اور وہی حبشی لوگ بیت اللہ کا خزانہ نکال لیں گے۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا حال کیسے ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (بخاری شریف) یہاں بھی امام سے مقصود مہدی علیہ السلام ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک ایسی قوم ہوگی جو دین پر لڑے گی اور وہ قیامت تک حق پر ظاہر رہے گی پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر انہیں کہیں گے آیئے نماز پڑھایئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نہیں بلکہ تم آپس ہی میں ایک دوسرے پر امیر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کیلئے اکرام ہے۔ (مسند احمد) یہاں بھی امیر سے مقصود مہدی علیہ السلام ہیں۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہدی کے پیچھے نماز ادا کرنے سے یہ مقصد نہیں کہ مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی ہے۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز ادا کی ہے۔ تو اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی امت محمدیہ کے ایک شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے تابع ہیں اور انہی کی شریعت پر عمل کرنیوالے ہیں پھر بعد میں مہدی علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام کے تابع ہوں گے کہ مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف پیدا ہوگا تو مدینہ میں سے ایک شخص ڈر

کے مارے مکہ میں پناہ لے گا تو اہل مکہ میں سے کچھ لوگ آ کر اسے زبردستی نکالیں گے تو رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کرلیں گے تو پھر اہل شام میں سے ایک لشکر اس شخص کی مخالفت میں چلے گا تو جب وہ مکہ و مدینہ کے درمیان صحرا میں ہوگا تو زمین اس لشکر پر دھنس جائے گی جب لوگ یہ حال دیکھیں گے تو شام و عراق سے آ کر لوگ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے تو پھر قریش میں سے ایک اور شخص اٹھے گا جس کے ماموں زاد قبیلہ کلب (یہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے) سے ہوں گے تو یہ شخص بنو کلب میں سے ایک لشکر بھیجے گا اس شخص کی طرف جس کی لوگ بیعت کر چکے تھے تو یہ لشکر ان پر غالب آ جائے گا اور جو جو قبیلہ کلب کے مال غنیمت میں حصہ نہ لے گا وہ خسارہ میں رہے گا تو اس وقت مال کی تقسیم ہوگی اور وہ لوگوں کے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے گا اور وہ زمین پر سات سال رہے گا پھر مر جائے گا اور مسلمان اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نو سال تک رہے گا۔ (ابوداؤد)

مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث متواتر ہیں ان میں کوئی شک نہیں تقریباً تیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث روایت کی گئی ہیں اور علمائے اہل سنت اور محققین نے ان احادیث پر تحقیق کی ہے اور ان احادیث کو دلیل بنایا ہے حتیٰ کہ مہدی علیہ السلام کا نکلنا علماء میں ایسا اتفاقی مسئلہ ہے جو اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے۔

مہدی کا دعویٰ کرنے والوں کی ایک جھلک

جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں اور زمانہ پر غور کرتے ہیں اور مسلمانوں پر جو مختلف حالات اور حکام کی طرف سے رعایا پر ظلم و ستم وغیرہ جیسے حالات گزرے ہیں جس کی وجہ سے کچھ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جنھوں نے مہدی کا دعویٰ کیا اور لوگوں میں ان کا اعتقاد ہو گیا تھا ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اہل روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کیلئے ایک مہدی ہے جس کا وہ انتظار کر رہے

ہیں اور وہ اثنا عشریہ یعنی بارہ اماموں میں سے آخری امام ہے۔ جس کا ان کے نزدیک نام محمد بن حسن عسکری ہے اور ان کے نزدیک یہ شخص حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔

روافض کے عقائد اور ان کا شرعی جائزہ

☆ وہ شخص جس کا روافض مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایک جگہ جس کا نام سرداب سامراء ہے 260 ھ سے داخل ہوا ہے اور وہ ابھی تک اندر ہے جس کی وجہ سے روافض اس کے نکلنے کے انتظار میں ہیں۔

☆ وہ شخص جس پر روافض مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس کے بارہ میں ان کا کہنا ہے کہ جب اس کی عمر پانچ برس تھی اس وقت سے وہ اس سرداب میں زندہ رہ رہا ہے اور وہ ابھی تک مرا نہیں بلکہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

☆ روافض یہ بھی اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ شخص دنیا پر حاضر ناظر ہے اور وہ لوگوں کے حالات جانتا ہے مگر آنکھوں سے غائب ہے نظر نہیں آتا۔

روافض کے یہ اعتقادات مبنی بر حماقت ہیں جن پر کوئی شرعی و عقلی دلیل موجود نہیں اور یہ انسانیت میں جاری عادت اللہ کی مخالفت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسول جو کہ اللہ کے ہاں افضل ترین ہستیاں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اللہ نے انہیں وفات دی۔ پس یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء و رسل کو تو وفات دیدے لیکن روافض کے مہدی کو ہزار برس سے زندہ رکھے جیسا کہ روافض کا نظریہ ہے۔ تو پھر اگر وہ حاضر ناظر ہے تو اس کا چھپنا اور اتنی طویل مدت سے غائب ہونا اور وہ ہے بھی زندہ تو پھر وہ کیوں نہیں نکلتا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا جبکہ موجودہ دور میں ہماری امت اس کی سخت ضرورت مند ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مہدی محمد بن عبداللہ (جن کا گذشتہ احادیث میں ذکر آچکا ہے) بلاد مشرق سے ظاہر ہوں گے یعنی اہل سنت والجماعت کے مہدی نہ کہ وہ جو سرداب سامراء میں سے نکلے گا جس کا جاہل روافض نے دعویٰ کیا ہوا ہے کہ وہ ابھی

اس سرداب میں موجود ہے اور آخری زمانہ میں اس کے نکلنے کے منتظر ہیں یہ ایک غیر منطقی بات ہے اور شیطان کی گمراہیوں میں سے ایک بڑا حصہ ہے کیونکہ روافض کے نظریات پر نہ کوئی دلیل ہے نہ کتاب وسنت سے کوئی حجت ہے (النہایہ فی الفتن والملاحم)

2۔عبداللہ بن سبانے دعویٰ کیا تھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی مہدی ہیں جن کے ہم منتظر ہیں اور یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ وہ دنیا پر واپس لوٹ آئیں گے۔

3۔مختار بن عبید ثقفی (جو کہ سن 81ھ میں وفات پا چکے ہیں) نے دعویٰ کیا تھا کہ وہی مہدی ہے اور محمد بن حنفیہ کا نام محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے اور انہیں ابن حنفیہ اس لیے کہا گیا کہ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بنی حنیفہ کے قبیلہ میں سے تھی۔

4۔فرقہ کیسانیہ جو کیسان کے متبع تھے اور یہ روافض کا ایک فرقہ ہے انہوں نے اپنے امام محمد بن حنیفہ پر اعتقاد کیا کہ وہ دنیا کے سب علوم پر محیط ہیں اور وہ مزید اس بات پر اس وجہ سے پختہ ہوتے ہیں کہ وہ اس مقولہ پر عمل کرتے ہیں کہ دین کا معنی ایک شخص کی اطاعت کرنا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بہت سے دینی ارکان کی غلط تاویلات کی ہیں اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی قریشی مہدی ہیں۔

5۔محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب جو سن 145ھ میں وفات پا چکے ہیں ان کے روزہ دار اور تہجد گزار ہونے کی وجہ سے ان کے زمانہ میں لوگوں میں فتنہ پھیل گیا تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ مہدی ہیں اور لوگوں میں ان کے بارے میں بہت تحریک تھی اور بہت سے لوگ ان کے معتقد تھے اور انہوں نے حالات کو درست کرنے کی کوشش کی تھی تو اس زمانہ کے خلیفہ عباسی نے دس ہزار کی تعداد میں ان کی مخالفت میں لشکر تیار کیا اور ان کی تحریک کو دبا دیا کیونکہ اس زمانہ میں خلیفہ منصور عباسی کا ظلم عوام پر پھیل گیا تھا۔

6۔جنہوں نے مہدیت کا دعویٰ کیا ان میں سے عبیداللہ بن میمون قداح ہے جن کا سن وفات ۱۳۲۵ھ ہے۔اس کا دادا یہودی تھا اور یہ قرامطہ کا سردار تھا قرامطہ نے مسلمانوں کا خوب قتل کیا اور ۱۳۱۷ھ میں حجر اسود کو چرا کر لے گئے اور یہ یہود ونصاریٰ کے کفر سے بھی زیادہ بدتر ہیں ان کے ہاتھ حکومت آ گئی جس سے انہوں نے مصر حجاز شام کے علاقوں پر

قبضہ کرلیا اور انہوں نے جھوٹا دعویٰ کر کے خود کو اہل بیت کی طرف منسوب کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل میں سے ہیں اس لیے انہیں ''فاطمیین'' بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جن علاقوں پر قبضہ کیا وہاں اسلامی نظام کو ختم کر دیا اور قبرستانوں میں درباریں قائم کیں جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عظیم فتنہ پیش آیا۔

قرامطہ اسلام ظاہر کرتے ہیں مگر وہ حقیقت میں ملحد ہوتے ہیں اور ملت اسلامیہ سے خارج ہوتے ہیں اور ان کا مذہب مجوس کے مذہب سے مرکب ہے جو کہ آگ اور ستاروں کی پوجا کرتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فاطمیین کی سلطنت دوسو اسی سال سے زیادہ تھی اور عبید اللہ قداح جس نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا اس نے ایک شہر قائم کیا جس کا نام مہدیہ رکھا۔ (البدایۃ والنہایۃ)

7۔ مہدی کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک محمد بن عبداللہ بربری ہے۔ یہ ابن تومرت کے لقب سے مشہور ہے۔ یہ سن ۱۵۱۴ء میں ظاہر ہوا تھا اور اس نے علوی ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور خود سے لے کر حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جھوٹا نسب نامہ اپنی طرف سے لکھا اور اپنے ظلم وستم اور تسلط سے بادشاہ بنا اور اس کے بہت سے حیلے تھے جن سے لوگوں کو گمراہ کرتا تھا اور اپنی جھوٹی کرامات ظاہر کرتا تھا اس کے حیلوں میں سے ہے کہ اس نے کچھ زندہ آدمیوں کو قبروں میں چھپا دیا اور لوگوں کی ایک جماعت اپنے ساتھ لے آیا اور قبروں پر کھڑا ہو کر چلانے لگا۔ اے مُردو! مجھے جواب دو' تو انہوں نے جواب دیا کہ تو ہی معصوم مہدی ہے پھر اسے خدشہ ہوا کہ اس کا یہ حیلہ لوگوں میں ظاہر ہو جائے گا تو اس نے ان کی قبروں کو اچھی طرح بند کرا دیا جس سے وہ لوگ مر گئے۔

8۔ محمد احمد بن عبداللہ سوڈانی بھی ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کا سن وفات ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء ہے۔ یہ شخص صوفی اور زاہد تھا۔ اس نے ۳۸ برس کی عمر میں مہدویت کا دعویٰ کیا جس سے بڑی بڑی قدر دان شخصیات اس کے ساتھ ہو گئیں۔ پھر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ جس نے اس

کے مہدی ہونے میں شک کیا وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نظر میں کافر ہو گیا' اور اس طرح کے دیگر جھوٹے دعوے کیے۔

ٹھیک ہے کہ اس کی جدوجہد مسلمانوں کے ساتھ نصاریٰ کے خلاف جنگ میں ہے مگر موجودہ حالات کے مطابق ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مہدی نہیں جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے بلکہ وہ منجملہ مہدی کے جھوٹے دعویداروں میں سے ہے۔

9۔ محمد بن عبداللہ قحطانی بھی مہدویت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں سے ہے جو کہ ریاض (سعودی عرب) کے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے خواب دیکھا تھا کہ میں وہی مہدی ہوں جس کے مسلمان منتظر ہیں تو بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کی تھی اور وہ بیت اللہ میں ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء پناہ لیے ہوئے تھا تو اس وقت بڑا فتنہ پھیلا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا گیا۔

مہدی کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالوں کیساتھ معاملہ کرنے کے اُصول

ہم اس کا رد نہیں کرتے جو مہدی کا دعویٰ کرتا ہے یعنی کہ ہم مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کو جھٹلائیں' ایسا ہرگز نہیں لیکن ان دو باتوں میں فرق جاننا چاہیے۔

1 ...... مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کو ماننا کہ یہ سچی ہیں اور ان میں کوئی شک نہیں۔

2 ...... جب ہم کسی کو مانتے ہیں کہ یہ مہدی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو بغیر اصول بتائے ہوئے نہیں چھوڑا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ایسی علامات بتائی ہیں جن سے ہمیں واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ فلاں مہدی ہے۔ ان علامات میں سے یہ ہے کہ:

1۔ مہدی لوگوں کو اپنی طرف دعوت نہیں دے گا نہ ہی ان کو بیعت کرنے کے لیے بلائے گا بلکہ لوگ زبردستی اس کی بیعت کریں گے۔

2۔ مہدی علیہ السلام کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام ہوگا یعنی محمد بن عبداللہ۔

3۔ ان کا نسب حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہوگا۔

4۔ جو صفات احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ ان پر منطبق ہونی چاہئیں۔ جیسا کہ کشادہ پیشانی' لمبا ناک وغیرہ۔

5۔ جن حالات میں مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے:

☆ ایک خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف پیدا ہوگا۔

☆ جب زمین پر ظلم و ستم عام ہوگا۔

☆ تین آدمی آپس میں لڑیں گے ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔

مسئلہ

سوال: بعض لوگ مہدی ہونے کا دعویٰ کس وجہ سے کرتے ہیں؟

جواب: جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ان کی سیرت پڑھ کر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ

☆ ان میں سے بعض نے شہرت و حکومت چاہی تھی جس کے لیے انہوں نے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا جبکہ ان پر مہدی علیہ السلام کی صفات میں سے کوئی بھی صفت منطبق نہیں آتی۔ جیسا کہ عبیداللہ قداح اور ابن تومرت

☆ جن اشخاص نے مہدویت کا دعویٰ کیا ان کا جھوٹا دعویٰ لوگوں میں گڈمڈ ہوگیا جس سے لوگوں نے سمجھا کہ یہ واقعی مہدی ہے۔ جیسے محمد بن عبداللہ گزرا ہے اور اس کا نام لوگوں میں مشہور ہوگیا اور بہت سے لوگ اس کے تابع بھی ہوگئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ مہدی نہیں ہے۔

☆ اور بعض کا نام لوگوں میں مشہور ہوگیا اور اس کے متعلق خواب بھی نظر آنے لگے تو لوگوں نے اسے مہدی سمجھ لیا۔ جیسا کہ محمد بن عبداللہ قحطانی گزرا ہے۔

خواب کے متعلق وضاحت

شرعی احکام اور لوگوں کے معاملات کے بارے میں خوابوں پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔

شریک بن عبداللہ قاضی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مہدی کے ہاں حاضر ہوئے کہ خلیفہ کا مزاج بدلا ہوا تھا اور وہ غصہ میں تھے۔

حضرت شریک نے فرمایا امیر المؤمنین! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

خلیفہ مہدی نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ تم میرے بستر پر چڑھے ہو اور میں نے اس کی تعبیر پوچھی تو معلوم ہوا کہ تم مجھے غصہ دلاؤ گے اور میرے لیے دشمنی پیدا کرو گے۔

حضرت شریک نے فرمایا' اے امیر المؤمنین! اللہ کی قسم نہ آپ کا خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب جیسا ہے اور نہ آپ کو تعبیر بتانے والے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔

یہ خواب جبکہ ایک شخص کے متعلق تھا تو آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ اگر وہ خواب اس اُمت کے متعلق ہوتا تو انجام کتنا برا ہوتا۔

ایک باپ نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا تو حقیقت میں ہی اسے ذبح کر دیا۔ میں نے ایک دن پڑھا کہ افریقہ میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ جب وہ صبح بیدار ہوا تو اُٹھ کر اپنے بیٹے کو زمین پر لٹایا اور اسے حقیقتاً ذبح کر دیا۔ گویا وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدائی مینڈھے کا منتظر تھا۔ جب اس جاہل سے اس فعل کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کیا ہے کیونکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا'

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِن شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ ٥ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ٥ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ ٥ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ٥ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِيْنُ ٥ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ٥ (سورہ صافات: ۱۰۲ تا ۱۰۷)

ترجمہ: تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟'' بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

چنانچہ (وہ عجیب منظر تھا) جب دونوں نے سر جھکا دیا، اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرایا اور ہم نے انہیں آواز دی کہ "اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دے کر اس بچے کو بچا لیا۔

سو یہ جہالت کی انتہا ہے کہ ایک جاہل سے آدمی کے خواب کو نبی کے خواب کے برابر سمجھا جائے جن پر آسمان سے وحی نازل ہوئی ہے۔

آخر میں میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اچھا خواب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر کریں اور خوشی کے متوقع رہیں اور اگر وہ خواب خراب ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر کی پناہ مانگیں تو وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

ایک بات

جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا اور اس پر ان کی مذکورہ صفات منطبق نہ آئیں اور نہ اس وقت دجال نکلا تو سمجھو کہ وہ شخص جھوٹا اور دجال ہے اور جس نے عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے کچھ عرصہ قبل دجال نہ نکلا ہوگا تو سمجھو کہ وہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہے اور وہ دجال ہے۔

مہدی علیہ السلام کے متعلق معتدل نظریہ رکھیں

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک مہدی علیہ السلام چاہے وہ مسلمانوں کے بڑے اماموں میں سے ہیں جو زمین پر عدل وانصاف پھیلائیں گے مگر پھر بھی وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں ہیں۔ بعض علماء نے مہدی علیہ السلام کا انکار کیا۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

ابن خلدون

مؤرخ ابن خلدون مہدی علیہ السلام کے متعلق متردد تھے اور جو احادیث مہدی علیہ السلام کے متعلق روایت کی گئی ہیں انہوں ان پر تنقید کی اور کہا کہ "میری تنقید کے بعد تھوڑی سی ہی احادیث بچی ہیں۔" (مقدمہ تاریخ ابن خلدون)

محمد رشید رضا

محمد رشید رضا نے لکھا ہے "جو تعارض مہدی علیہ السلام کی احادیث میں نظر آتا ہے وہ ظاہر اور واضح ہے اور ان میں جمع کرنا مشکل ہے کیونکہ ان احادیث کے منکر بہت زیادہ ہیں اور ان میں شک واضح نظر آتا ہے۔ اسی لیے تو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث اپنی صحیحین میں نہیں لیں اور کیونکہ مسلمانوں کے بہت سے آئمہ حضرات نے مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کو ضعیف کہا ہے۔" (تفسیر المنار)

احمد امین

احمد امین لکھتے ہیں مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث اور اقوال ایک من گھڑت باتیں ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں میں خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ (ضحیٰ الاسلام)

ان جیسے دیگر علماء مثلاً عبداللہ بن زید اور محمد فرید وجدی بھی ہیں جنہوں نے مہدی علیہ السلام کے وجود کا انکار کیا ہے اور ان کے متعلق احادیث کو غیر حقیقی کہا ہے۔

مذکورہ حضرات کے دلائل اور ان کے جوابات

پہلی دلیل۔ مہدی علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں نہیں اگر ان کا ظہور ثابت ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کا ذکر فرماتے؟

جواب: اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی سب علامات کا ذکر نہیں فرمایا۔ جیسا کہ دجال کا نکلنا' زمین کا دھنسنا وغیرہ۔ تو جب یہ علامتیں احادیث سے ثابت ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى. (سورہ نجم: ۳۔۴)

ترجمہ: اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے۔ یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ہاں مجھے قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی دیا گیا۔ (بخاری شریف)

تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن باتوں کو ذکر فرمایا تو وہ دین میں سے ہی ہو گئیں۔

دوسری دلیل۔ مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث بخاری و مسلم میں ذکر نہیں کی گئیں؟

جواب: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تمام احادیث جمع نہیں کی گئیں اور امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر راوی حضرات بھی محققین اور بڑے ثقہ محدثین میں سے ہیں اور ہمارے پاس بھی ایسے اصول حدیث ہیں جن سے ہمیں حدیث کی صحت وضعف کا پتہ چل سکتا ہے تو جب ہمیں کسی حدیث کی صحت کا پتہ چلے تو ہم پر واجب ہے کہ ہم اس پر عمل کریں چاہے وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہو یا دیگر کتب احادیث میں ہو۔

ویسے تو بخاری و مسلم شریف میں مہدی علیہ السلام کے متعلق جو احادیث روایت کی گئی ہیں ان میں اگرچہ ان کا نام نہیں لیکن ان کی صفات بیان کی گئی ہیں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں کچھ احادیث ذکر کی جا چکی ہیں۔

تیسری دلیل: مہدویت کے دعویداروں کیلئے ہم دروازہ نہیں کھولنا چاہتے؟

جواب: اگر ہم نے اپنے امور کو شرعی ضوابط سے منضبط کر لیا تو یہ دروازہ نہیں کھلے گا کیونکہ مہدی علیہ السلام کی صفات بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور وہ جن حالات میں ظاہر ہوں گے وہ بھی مذکور ہیں۔ یہ سب باتیں ایک ہی شخص پر منطبق ہوتی ہیں جو حقیقی مہدی علیہ السلام ہیں۔

آخری بات

کیا امام مہدی پر ایمان لانے کا یہی مقصد ہے کہ ہم دینی دعوت اور کام سے رُک کر بیٹھ جائیں؟

خیر و شر کے مقابلہ اور فساد کے پھیلنے کی وجہ سے اور بہت سے اسلامی ممالک میں دینی دعوت میں کمی کی وجہ سے بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں نا اُمیدی آ گئی ہے جس سے وہ مہدی علیہ السلام کے انتظار میں بیٹھ گئے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام انہیں نصرت کی طرف لے چلیں تو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی خاموشی اختیار

کرتے ہیں۔ دینی علم سیکھنے سکھانے سے بھی نڈھال ہو گئے ہیں حتیٰ کہ تجارت اور کسب معاش سے بھی رُک گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو یہ کہتا ہے کہ یہ مہدی علیہ السلام کے نکلنے کا زمانہ آ گیا ہے۔

ایسی احادیث کے ساتھ کیا دینی معاملہ کرنا چاہیے جو قیامت کے متعلق ہیں اور ان میں ہمارے لیے بشارت ہے۔ جیسا کہ

☆ مہدی علیہ السلام کی احادیث کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین کی نصرت فرمائیں گے۔

☆ وہ احادیث جن میں مسلمان یہودیوں کے ساتھ جنگ کریں گے اور ان پر فتح پا جائیں گے۔

☆ وہ احادیث جن میں مسلمان روم کے ساتھ جنگ لڑیں گے اور ان پر فتح پا جائیں گے۔ وغیرہ

ان جیسی احادیث کے ساتھ ہمیں کیسا معاملہ کرنا چاہیے؟

ہمیں چاہیے کہ یہ جان لیں کہ قیامت کی علامتیں جن میں مسلمانوں کے لیے خوشی اور حوصلہ افزائی آئی ہے کہ ہمارا دین محفوظ اور بلند رہے گا۔ اس کے باوجود ہمیں چاہیے کہ شریعت نے جو ہم پر ذمہ داریاں ڈالی ہیں انہیں نبھائیں اور ان پر کام جاری رکھیں۔ جیسا کہ دین کی نصرت، کسی مسلمان ملک کا دفاع، جہاد فی سبیل اللہ، اسلام کی سربلندی کے لیے جدوجہد اور لڑائی کرنا۔ یہ نہیں کہ ہم نڈھال ہو کر بیٹھ جائیں اور آسمان سے نصرت نازل ہونے یا زمین سے نصرت کے نکلنے کا انتظار کریں۔

لہٰذا ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یہود کے ساتھ جنگ لڑنے کے لیے اسلحہ تیار کر لیں اور ہر ممکن کوشش جاری رکھیں اور نصاریٰ کو مسلم ممالک سے نکالیں جن پر انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ نہیں کہ ہم ذلیل وخوار ہو کر مہدی علیہ السلام کے ظہور کے انتظار میں بیٹھ جائیں بلکہ اکٹھے مل کر دین کی نصرت کریں اور اگر ہمارے دور میں مہدی علیہ السلام نکل بھی آئے تو ہم ان کا ساتھ دیں گے اور ان کی نصرت کریں گے۔

قیامت کی بڑی علامات

1......دجال کا نکلنا

2......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

3......قوم یاجوج وماجوج کا نکلنا

4......زمین کا پہلی مرتبہ دھنسنا

5......زمین کا دوسری مرتبہ دھنسنا

6......زمین کا تیسری مرتبہ دھنسنا

7......دھواں

8......دابہ (جانور) کا نکلنا

9......آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا

10......آگ کا لوگوں کو ارض محشر کی طرف لے چلنا

(1)

دجال کا نکلنا

آغاز

قیامت کی علامات جو قیامت کے قرب کی توقع دلاتی ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کرتے ہیں۔

ان علامات میں سے دجال کا نکلنا بھی ہے۔

دجال کون ہے؟

کیا وہ موجودہ دور میں موجود ہے؟

کیا گزشتہ زمانہ میں کسی نے اسے دیکھا ہے؟

دجال کی کیا صفات ہیں؟

اس کے نکلنے کی کیا وجوہات ہیں؟

اور وہ کونسا غصہ ہے جو اسے آئے گا؟

دجال کے متعلق غلط نظریے کون سے ہیں؟

دجال کون ہے؟

دجال بنی آدم کی نسل میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی طاقت بخشی ہے جو انسانوں میں سے کسی اور کو نہیں دی، جس سے اللہ تعالیٰ اس کی طاقت کے ذریعے لوگوں کے ایمان کا امتحان و آزمائش کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس کی پیروی سے خبردار کیا ہے اور ہمیں اس کی خَلقی و خُلقی صفات بتائی ہیں جن کے ذریعے ہم اس کو پہچان سکتے ہیں۔

ہم یہاں دجال کے متعلق لکھیں گے کیونکہ؟

کسی چیز کے متعلق جان لینا اس سے بہتر ہے کہ ہم اسے نہ جانتے ہوں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شر کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے اس خدشہ سے کہ کہیں وہ اس شر میں واقع نہ ہو جائیں۔

(بخاری شریف)

دجال کا فتنہ عظیم ترین فتنہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت پر سب سے زیادہ خوف اسی فتنہ دجال کا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو اس فتنہ کے بارے میں خبردار کیا اور ڈرایا کیونکہ دجال کے پاس ایسی طاقت ہے کہ جس سے وہ لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرسکتا ہے اور دجال یہ بھی دعویٰ کرے گا کہ وہ رب العالمین ہے (نعوذ باللہ) لہٰذا اگر ہم نے دجال کی صفات اور اس سے بچنے کے راستے جان لیے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

دجال کو مسیح الدجال کیوں کہا گیا؟

دجال کو مسیح اس لیے کہا گیا کہ اس کی بائیں آنکھ مری ہوئی ہوگی جس سے وہ کانا

ہوگا اور عربی میں مسیح مری ہوئی چیز کو کہتے ہیں اور مسیح کا معنی یہ بھی لکھا گیا کہ وہ پوری زمین کی سیر کرے گا جس کی وجہ سے اسے مسیح کہا گیا اور یہ بھی لکھا گیا کہ دجال کے چہرے کی ایک جانب آنکھ ہوگی نہ ابرو۔

نیز اسے دجال اس لیے کہا گیا کیونکہ وہ دجل سے مشتق ہے اور عربی میں دجل کا معنی بڑا جھوٹ ہے کیونکہ دجال بھی بڑا جھوٹا ہوگا اس لیے اسے دجال کہا گیا اور جو کوئی جھوٹی بات یا دعویٰ کرے تو اسے بھی دجال کہا جاتا ہے۔

دجال کس چیز کا دعویٰ کرے گا؟

دجال کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ رب العالمین ہے (نعوذ باللہ) اور وہ لوگوں کو خود پر ایمان لانے کی دعوت دے گا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔ (بخاری شریف)

دجال کے پاس ایسے حیلے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

ابن صیاد کا قصہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک یہودی غلام تھا جس کا نام ابن صیاد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر شک تھا کہ یہ دجال ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس یہودی غلام کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کچھ لوگ ابن صیاد کی طرف چلے تو اسے بچوں کے ساتھ ایک قلعہ کے پاس کھیلتے ہوئے پایا۔ اس وقت ابن صیاد کی عمر سن بلوغت کے قریب یعنی ۱۵ برس تھی اور اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک اس کی پیٹھ پر لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں؟

ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھ کر کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

پھر ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا' کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا' میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد سے پوچھا' تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

ابن صیاد نے کہا' میرے پاس سچے اور جھوٹے آتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تم پر بات گڈمڈ ہوگئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انی خبات لک خبیئا" یعنی میں نے تمہارے لیے اپنے اندر ایک لفظ چھپایا ہوا ہے تم مجھے پہچان کر دکھاؤ کہ وہ کیا لفظ ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے "دخان" کا لفظ چھپایا ہوا تھا۔

تو ابن صیاد نے کہا وہ "دُخ" ہے (ابن صیاد نے حتی المقدور کوشش کی کہ وہ دخان کا پورا لفظ بولے لیکن وہ ادا نہ کر سکا) کیونکہ ابن صیاد کے پاس کچھ جنات تابع تھے جو اسے بات بتاتے تھے۔ ان جنات نے ابن صیاد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوشیدہ لفظ دخان پورا بتانے کی کوشش کی لیکن وہ پورا نہ بتا سکے تو انہوں نے اس کا آدھا لفظ بتایا جس سے ابن صیاد نے "دُخ" کا لفظ بتا دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اخسا یعنی ذلیل ہو کر پڑا رہ تو ہی کاہن اور دجال ہے۔

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اس پر ہرگز مسلط نہ ہو سکو گے (یعنی اگر ابن صیاد ہی دجال ہے تو تم اس کے قاتل کی جگہ نہیں لے سکتے اس لیے کہ مشیت خداوندی میں یہ ہے کہ دجال کو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہونے کے بعد قتل کریں گے۔) اور اگر یہ ابن صیاد دجال نہیں تو تمہارے لیے اس کو قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ (مسلم شریف)

حضرت سالم بن عبداللہ لکھتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گزشتہ واقعہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب اس کھجور کے پاس چلے جس کے پاس ابن صیاد موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے درختوں میں آہستہ اور چپکے سے گزرتے گئے اس توقع سے کہ ابن صیاد سے کوئی بات سن لیں اس سے پہلے کہ وہ آپ کو دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی جھونپڑی میں لیٹے ہوئے پایا جس میں معمولی سی آواز تھی جس کی کوئی سمجھ نہ آتی تھی۔ اتنے میں ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ کھجوروں کے درختوں کو خاموشی سے عبور کرتے ہوئے آرہے ہیں تو اس نے ابن صیاد کو آواز دیتے ہوئے کہا' اے ابن صیاد! دیکھو یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اگر اس کی ماں اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیتی یعنی اسے میرے آنے کا نہ بتاتی تو ہمیں پتہ چل جاتا کہ وہ واقعی دجال ہے یا نہیں؟ (مسلم شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ کے ایک راستہ میں ابن صیاد ملا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا' کیا تو یہ مانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابن صیاد نے جواب میں کہا' کیا آپ مانتے ہیں کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "**امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ**" کہ میں اللہ اس کے فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لایا۔ پھر اس سے پوچھا' تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

ابن صیاد نے کہا' مجھے پانی پر عرش دکھائی دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں سمندر کے پانی پر ابلیس کا عرش نظر آرہا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا' تمہیں کیا نظر آرہا ہے؟

ابن صیاد نے کہا' مجھے دو سچے اور ایک جھوٹا یا ایک سچا اور دو جھوٹے نظر آتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے پاس شیطان آتا ہے جس کی وجہ سے اس پر بات گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے حج یا عمرہ کے لیے نکلے تو ہمارے ساتھ ابن صیاد بھی تھا تو دوران سفر ہم نے ایک جگہ قیام کیا اور لوگ اپنی اپنی مصروفیات میں مشغول ہو گئے میں اور ابن صیاد اکیلے رہ گئے تو مجھے اس سے بہت شدید وحشت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں میں اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا تھا اتنے میں ابن صیاد نے اپنا سامان لا کر میرے سامان کے ساتھ رکھ دیا۔

میں نے ابن صیاد سے کہا کہ گرمی نہایت شدید ہے تو اگر اپنا سامان اس درخت کے نیچے رکھ لیتا تو بہتر ہوتا۔

یہ سن کر اس نے ایسا ہی کیا کہ اپنا سامان دور درخت کے نیچے رکھ دیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں دور سے بکریاں دکھائی دیں تو ابن صیاد جا کر بکریوں کا دودھ ایک تھال میں لے آیا اور آ کر مجھے کہنے لگا' اے ابو سعید! یہ دودھ لے لو اور پیو۔

میں نے کہا گرمی اتنی شدید ہے اور دودھ بھی گرم ہے۔ میں نے یہ بہانہ اس لیے کیا تھا کہ مجھے اس کے ہاتھ کی چیز سے کراہت محسوس ہوتی تھی۔

ابن صیاد نے مجھے کہا' اے ابو سعید! مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ لوگ جو کچھ میرے متعلق کہتے ہیں (کہ میں دجال ہوں وغیرہ) اس کی وجہ سے میرا دل کہتا ہے کہ میں درخت پر رسی باندھ کر خودکشی کر لوں۔

اے ابو سعید! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میرے متعلق کی ہوئی باتیں کسی پر مخفی ہیں تو تم انصار کے گروہوں پر مخفی نہیں ہیں۔

اے ابو سعید! کیا تم احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آراستہ ہو؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ وہ بانجھ ہوگا اس کی کوئی اولاد نہ ہوگی اور میں مدینہ میں اپنا بچہ چھوڑ آیا ہوں؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ وہ مکہ ومدینہ میں داخل نہ ہوگا اور مجھے دیکھو کہ میں مدینہ سے چلا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس نے مجھے ایسی باتیں کیں حتیٰ کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ مظلوم ہے (کہ لوگوں نے اس کے متعلق جو باتیں کی ہیں وہ ناحق ہیں۔)

پھر ابن صیاد نے کہا اللہ کی قسم! میں دجال کی پیدائش بھی جانتا ہوں اور وہ اب کہاں ہے یہ بھی جانتا ہوں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا "تبالک" یعنی پورا دن تیرے لیے دوری ہو۔ (عرب میں یہ جملہ کسی کو محرومی اور دوری کی بددعا اور گالی کے طور پر کہا جاتا ہے۔)......(مسلم شریف)

ابن صیاد کے بارے میں علماء کا راجح قول

علماء کا ابن صیاد کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ وہ دجال نہیں ہے مگر ہاں وہ عام دجالوں میں سے ہے کہ اس کے پاس جنات وشیاطین ہیں جو آکر اسے باتیں بتاتے ہیں اور اس کی زندگی کے آخری عرصہ میں ابن صیاد اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ایسے واقعات لکھے گئے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آخری عمر میں توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کر لیا تھا۔ (واللہ اعلم)

دجال کا قرآن مجید میں ذکر نہ آنے کی حکمت

دجال ایک عظیم ترین فتنہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت کے بارے میں خوف تھا اس لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی اُمتوں کو دجال کے فتنہ سے خبردار کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اپنی ہر نماز کے آخر میں فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگا کریں۔

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں قیامت کی بہت سی چھوٹی اور بڑی علامات ذکر فرمائی ہیں۔جیسا کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. (قمر:۱)

ترجمہ: قیامت قریب آ لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

اور اسی طرح یاجوج ماجوج کا بھی ذکر فرمایا۔اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ. (انبیاء:۹۶)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے۔

اس کے علاوہ دیگر علامات بھی ذکر فرمائیں لیکن اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں دجال کا نام صراحتہً ذکر نہیں فرمایا' اس کی کیا حکمت ہے؟

اس بارے میں لکھا گیا ہے کہ:

۱۔اللہ تعالٰی نے قرآن مجید کی اس آیت میں دجال کا ذکر فرمایا ہے

يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

(انعام:۱۵۸)"

(حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آ گئی، اس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اس کیلئے کارآمد نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں فرمایا: تین علامتیں اگر ظاہر ہوگئیں تو انسان کو نیکی کوئی کام نہ آئے گی سوائے اس کے جو اس نے ان تین علامات سے پہلے نہ کر لی ہوں۔وہ تین علامات یہ ہیں: دجال کا نکلنا' چوپائے کا نکلنا' آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔(ترمذی)

2۔قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی طرف اشارہ آیا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ. (سورہ نساء:۱۵۹)

اور اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ (سورہ زخرف:۵۷تا۶۱)

ترجمہ: اور جب (عیسیٰ) ابن مریم کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم کے لوگ یکا یک شور مچانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ، انہوں نے تمہارے سامنے یہ مثال محض کٹ حجتی کیلئے دی ہے۔ بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا تھا اور بنی اسرائیل کیلئے انکو ایک نمونہ بنایا تھا اور اگر ہم چاہیں تو تم سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بن کر رہا کریں اور یقین رکھو کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں۔ اس لئے تم اس میں شک نہ کرو۔

اور جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد دجال کو قتل کریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کے قرآن مجید میں ذکر آنے سے منجملہ دجال کا ذکر بھی سمجھا جائے گا۔

وہ احادیث جن میں دجال کا نکلنا قیامت کی علامت بتایا گیا

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قیامت نہ آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔

☆ دھوئیں کا اُٹھنا ☆ دجال کا نکلنا ☆ چوپائے کا نکلنا

☆ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا...... (الحدیث)...... (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین علامتیں اگر ظاہر ہو گئیں تو انسان کو نیکی کوئی کام نہ آئے گی سوائے اس کے جو اس نے ان تین علامات سے پہلے نہ کر لی ہوں۔ وہ تین علامتیں یہ ہیں۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا' دجال کا نکلنا' چوپائے کا نکلنا۔ (مسلم شریف)

روئے زمین پر سب سے بڑا فتنہ ''فتنہ دجال'' ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں وعظ فرما رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کر کے فرمایا' میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں اور کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے خبردار نہ کیا

ہو۔ مگر میں تمہیں اس کے بارے میں ایسی بات بتاتا ہوں جس کا کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتایا کہ دجال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دجال کے علاوہ میں تم پر کسی چیز کا خوف نہیں رکھتا۔ اگر وہ میرے ہوتے ہوئے نکل آیا تو میں اس کا تمہارے بدلے سامنا کروں گا اور اس پر حجت قائم کروں گا اور اگر وہ نکل آیا اور میں تم میں نہ ہوں تو ہر شخص اپنی ذمہ داری اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے۔ (مسلم شریف)

دجال کے نکلنے سے پہلے کی علامات

☆ حضرت نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جزیرہ عرب والوں کے خلاف جنگ لڑو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح نصیب فرمائے گا۔ پھر تم فارس کے خلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح نصیب کرے گا۔ پھر تم روم کے خلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح نصیب فرمائے گا۔ پھر تم دجال کے خلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر فتح نصیب کرے گا۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی میں مدینہ منورہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی میں عظیم جنگ کے لیے نکلنا ہے اور عظیم جنگ میں نکلنے میں قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح میں دجال کا نکلنا ہے۔ (ابوداؤد)

☆ دجال کے نکلنے سے کچھ عرصہ قبل مسلمانوں اور روم کے درمیان بہت سی جنگیں ہوں گی اور مسلمان نصرت پاتے چلے جائیں گے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم روم کے ساتھ امن پر عہد نامہ لکھو گے۔ پھر جب تم جنگ لڑو گے تو وہ دشمن بن کر تمہارے پیچھے آ کھڑے ہوں گے۔ جب تم اس جنگ میں نصرت پا کر مال غنیمت حاصل کر کے واپس لوٹ جاؤ گے حتیٰ کہ تم ''مرج ذی تلول'' (ایک جگہ کا نام ہے) میں قیام کرو گے تو روم میں سے ایک شخص صلیب اُٹھا کر کہنے لگے گا کہ اہل صلیب غالب آ گئے ہیں۔ (وہ شخص یہ کام اس لیے کرے گا کہ یہ روم مسلمانوں کی جنگ کے دوران لشکر کے پیچھے دشمن بن کر کھڑے ہو گئے تھے سو جب

مسلمانوں نے فتح حاصل کر لی تو انہوں نے مسلمانوں کی نصرت کو اپنی نصرت سمجھ کر اپنا صلیبی پرچم لہرا دیا ایک نصرانی کہنے لگا کہ اہل صلیب یعنی اہل روم غالب آ گئے ہیں۔)

رومی کی اس حرکت اور بات سے ایک مسلمان کو غصہ آئے گا وہ جا کر اس صلیب بردار شخص کو قتل کر دے گا تو اس وقت اہل روم تم سے عہد کی خلاف ورزی کریں گے اور جنگ عظیم کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تم پر تین ایسے سال گزریں گے جن میں شدید بھوک پھیلے گی کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم فرمائیں گے کہ وہ پہلے سال بارش کا تیسرا حصہ روک دے اور زمین کو فرمائیں گے کہ وہ زراعت کا تیسرا حصہ روک دے اور دوسرے سال بھی آسمان کو فرمائیں گے کہ بارش کا تیسرا حصہ روک دے اور زمین کو فرمائیں گے کہ اپنی زراعت کا تیسرا حصہ روک دے۔

پھر تیسرے سال آسمان کو فرمائیں گے کہ بارش بالکل روک دے اور ایک قطرہ بھی زمین پر نہ اُترے اور زمین کو فرمائیں گے کہ وہ اپنی زراعت نہ اُگائے تو زمین کوئی سبزہ نہ اُگائے گی حتیٰ کہ کوئی ایسا درخت بھی سایہ دار نہ ہوگا۔ الا ماشاء اللہ۔ یعنی کم تعداد کے علاوہ سب درخت ختم ہو جائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! اس وقت لوگ کیسے زندگی بسر کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لاالٰہ الا اللہ ' اللہ اکبر ' الحمدللہ** یہ اذکار انہیں کھانے کی جگہ کام دیں گے۔ (ابن ماجہ)

☆ حضرت راشد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر لیا۔ (اصطخر گزشتہ زمانہ میں ملک فارس کے ایک مشہور ترین شہر کا نام ہے اور اسی میں فارسی سلطنت کے حکام رہتے تھے اور اسی میں ان کے خزانے تھے) تو ایک منادی یہ کہتا ہوا آئے گا کہ دجال نکل آیا ہے تو حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منادی سے ملے اور اسے کہا کہ اگر تو ایسا نہ کہتا تو میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بتاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال اس وقت تک نہ نکلے گا جب تک کہ لوگ اس کا ذکر کرنا چھوڑ دیں۔ حتیٰ کہ خطباء وآئمہ منبروں پر بھی اس کا ذکر چھوڑ دیں۔ (رواہ عبداللہ بن احمد)

دجال کا ظاہری حلیہ

☆ دجال چھوٹے قد کا ہوگا اور اس کی چال میں پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے لڑکھڑاہٹ ہوگی۔

☆ اس کے سر کے بال نہ ریشمی ہوں گے نہ نرم ہوں گے۔

☆ اس کے سر کے بال گھنے ہوں گے۔

☆ اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی گویا انگور کا دانہ ہے۔

☆ اس کی جلد سفید ہوگی۔

☆ وہ کھلی پیشانی والا ہوگا۔

☆ اس کی دو آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہوگا۔

☆ مؤمن میں سے پڑھا لکھا اور اَن پڑھ ان حروف کو پڑھ لے گا۔

☆ دجال بانجھ ہوگا کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہوگی۔

مذکورہ صفات کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ دجال پستہ قد، موٹی جسامت، بڑے سر والا، دونوں آنکھوں میں عیب کہ بائیں آنکھ کانی ہوگی۔ جیسا کہ انگور کا دانہ ہوتا ہے اور دائیں آنکھ پر ابرو لٹکا ہوا ہوگا۔ اس کے سر کے بال سخت اور گھنے ہوں گے۔ اس کی جلد مائل بہ سفیدی ہوگی۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کے درمیان زیادہ فاصلہ ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہوگا۔

دجال کے نکلنے کی جگہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال زمین کے مشرقی جانب سے نکلے گا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔ (جو آج کے زمانہ میں ایران میں واقع ہے) اور بہت سی قومیں اس کی پیروی کریں گی جن کے چہرے موٹے اور گولائی میں ہوں گے۔ (مسند احمد و ترمذی)

دجال کے نکلنے کے بعد اس کی خبر پھیلنے کی ابتداء شام و عراق سے ہوگی کیونکہ ایک روایت جو کہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم دجال کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ شام اور عراق کی زمین کے درمیان سے نکلے گا۔(یعنی اس کے نکلنے کی خبر وہیں سے پھیلے گی۔)......(مسلم شریف)

جساسہ اور دجال کا قصہ

حضرت عامر بن شرحبیل شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ مجھے ایسی حدیث سنائیں جس کی سند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی نہ ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' اگر تم ایسا چاہتے ہو تو میں بتاتی ہوں۔

حضرت عامر نے فرمایا' ٹھیک ہے مجھے سنائیے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بلا رہا تھا کہ **الصلوٰۃ جامعہ** (یہ لفظ عہد نبوت میں لوگوں کو کسی خبر بتانے کے لیے اکٹھا کرنے پر بولا جاتا تھا جس کا معنی یہ ہے کہ نماز آپ کو اکٹھا کر رہی ہے) فرماتی ہیں میں مسجد کی طرف نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اور میں مردوں کے پیچھے عورتوں کی پہلی صف میں تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کر لی تو منبر پر تشریف فرما ہو کر ہنس رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا کہ ہر انسان اپنی جگہ پر بیٹھا رہے' پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کس لیے جمع کیا ہے؟

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں نے نہ تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ کوئی مال تم میں تقسیم کرنا ہے نہ تمہیں کسی خوف کی وجہ سے نہ کسی جنگ میں مدد کے لیے اکٹھا کیا ہے لیکن اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری نامی شخص جو کہ نصرانی تھا وہ آیا اور بیعت کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے مجھے ایسی بات سنائی جو میری دجال کے متعلق بات سے مناسبت رکھتی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھ (۳۰) تیس شخص کشتی پر سوار ہوئے' سمندر کی لہروں نے ایک ماہ تک انہیں گھمایا حتیٰ کہ

غروب کے وقت ایک جزیرہ پر ان کی کشتی جا ٹھہری تو جب وہ اس جزیرہ میں داخل ہوئے تو انہیں ایک ایسا جانور ملا جو گھنے بالوں والا تھا جس سے وہ اس جانور کا منہ اور پشت نہ پہچان سکے تو انہوں نے اس جانور سے کہا تو ہلاک ہو جا تو کون ہے؟

جانور نے کہا' میں جساسہ ہوں۔

لوگوں نے کہا' جساسہ سے کیا مراد ہے؟

جانور نے کہا تم اس آدمی کے پاس اندر جاؤ جو وہاں عبادت میں مصروف ہے کیونکہ وہ تمہاری خبر جاننے کے لیے بہت مشتاق ہے۔

قصہ سنانے والے کا کہنا ہے کہ جب اس جانور نے ہمیں آدمی کا نام بتایا تو ہمیں خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ جانور شیطانہ نہ ہو تو ہم جلدی جلدی اس شخص کی طرف اندر گئے تو ہم نے ایک بڑی جسامت والا انسان دیکھا جو زنجیروں میں خوب جکڑا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ اس کے گھٹنے اور ٹخنے لوہے سے بندھے ہوئے تھے۔

ہم نے اس سے کہا' ہلاک ہو جا تو کون ہے؟

اس نے جواب دیا' میں تمہیں اپنی خبر بتاتا ہوں لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟

قصہ سنانے والا کہتا ہے کہ ہم نے اسے جواب دیا کہ ہم اہل عرب میں سے ہیں اور ہم ایک کشتی پر سوار تھے تو سمندر کی لہروں نے ایک ماہ کے بعد اتفاقاً ہمیں یہاں پہنچا دیا تو پھر ہم تمہارے اس جزیرہ میں داخل ہوئے تو ہمیں ایک گھنے بالوں والا جانور ملا جس کے گھنے بالوں کی وجہ سے منہ اور پشت کو نہیں پہچانا جا سکتا تھا تو ہم نے اسے کہا' تو ہلاک ہو جا تو کون ہے؟

اس جانور نے بتایا کہ میں جساسہ ہوں۔

ہم نے اس سے پوچھا جساسہ سے کیا مراد ہے؟

جانور نے کہا اندر اس شخص کے پاس جاؤ کہ وہ تمہاری خبر کے لیے مشتاق ہے تو ہم جلدی جلدی تمہارے پاس آ گئے اور ہم میں یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید وہ شیطانہ ہے۔

اس آدمی نے پوچھا' مجھے بیسان کے علاقہ کی کھجوروں کے درختوں کے بارے میں بتاؤ (بیسان ملک اردن میں واقع ہے جو طبریہ سمندر کے جنوب مغرب کی جانب واقع ہے)

ہم نے اس سے پوچھا تم اس کے بارے میں کیا خبر جاننا چاہتے ہو؟

اس نے کہا کہ کیا اس علاقہ میں کھجور کے درخت پھل دیتے ہیں؟

ہم نے اسے کہا' جی ہاں۔

اس نے کہا کہ ایسا وقت قریب آنے والا ہے کہ وہ درخت پھل نہ دیں گے۔

پھر اس نے کہا' کہ مجھے طبریہ کے سمندر کے بارے میں بتاؤ؟

ہم نے پوچھا تم اس کے متعلق کیا جاننا چاہتے ہو؟

اس نے کہا' کیا اس سمندر میں پانی موجود ہے؟

ہم نے جواب دیا کہ وہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔

اس نے کہا' ایسا وقت قریب آنے والا ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔

پھر اس نے پوچھا' مجھے زغر کے چشمے کے متعلق بتاؤ؟

(علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ زغر کے معنی میں لکھتے ہیں کہ وہ شام میں ایک چشمہ ہے)

ہم نے پوچھا کہ تو اس کے متعلق کیا جاننا چاہتا ہے؟

اس نے کہا' کیا اس چشمہ میں پانی جاری ہے اور کیا اس علاقہ کے لوگ اس کے پانی کو زراعت میں استعمال کرتے ہیں؟

ہم نے کہا' جی ہاں! اس میں تو بہت پانی ہے اور اس علاقہ کے لوگ زراعت میں اس کے پانی کو استعمال کرتے ہیں۔

اس نے کہا' مجھے امیین کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا؟

ہم نے کہا کہ وہ نبی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں ہے۔

اس نے کہا' کیا اہل عرب نے اس کے خلاف جنگ لڑی ہے؟

ہم نے کہا' جی ہاں۔

اس نے کہا' تو اس نبی نے اہل عرب کے ساتھ کیا کیا؟

ہم نے کہا اسے بتایا کہ وہ اپنے اِردگرد کے اہل عرب پر غالب آ گیا اور انہوں نے اس کی پیروی کی۔

اس نے کہا' کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟

ہم نے کہا' جی ہاں۔

اس نے کہا' واقعی اہل عرب نے اس نبی کی تابعداری کر کے درست کیا اور اب میں تمہیں اپنی خبر بتاتا ہوں۔

میں مسیح ہوں اور ایسا وقت قریب آنے والا ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے گی اور میں نکل کر چالیس راتوں میں پوری زمین طے کروں گا۔ کوئی ایسی بستی نہ چھوڑوں گا جس میں میں داخل نہ ہو جاؤں سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ یہ دونوں شہر مجھ پر حرام ہیں کہ میں ان میں داخل ہوں۔ جب بھی میں ان شہروں میں داخلہ کی کوشش کروں گا تو تلوار اُٹھائے ہوئے فرشتے میرے سامنے آجائیں گے اور مجھے روکیں گے اور مدینہ کے ہر راستہ پر فرشتے پہرہ دیں گے۔

پھر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حدیث کی راوی ہیں' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لاٹھی سے منبر کو بجایا اور فرمایا' یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے۔ (یعنی مدینہ منورہ)

لوگوں نے عرض کیا' جی ہاں یا رسول اللہ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمیم کی بات پسند آئی کہ اس کی بات میری بات جو میں تمہیں دجال کے متعلق بتاتا تھا اس سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہاں وہ دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا نہیں بلکہ مشرق کی جانب ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ (مشرق ہمارے آج کے زمانہ میں ایران اور عراق کی زمین کو کہتے ہیں)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث یاد کی ہے۔ (مسلم شریف)

میں نے بعض مصنفین کی کتب پڑھی ہیں جنہوں نے دجال اور تکون برمودا کے متعلق باتیں لکھی ہیں مگر اب تک ان کا حقیقی انکشاف نہیں ہوا۔

تکون برمودا کی حقیقت اور اس کا دجال سے تعلق

تکون برمودا (۱) کے متعلق باتیں کرنا ایسے ہے جیسے خیالی واقعات اور نیند سے پہلے کی حکایات ہوں۔

برمودا تکون کا محل وقوع

برمودا بحراوقیانوس (Atantic Ocean) کے کل ۳۰۰ جزیروں پر مشتمل علاقہ ہے جن میں اکثر غیر آباد ہیں۔ صرف بیس جزیروں پر انسان آباد ہیں وہ بھی بہت کم تعداد میں جو علاقہ خطرناک سمجھا جاتا ہے اس کو برمودا تکون کہتے ہیں۔ اس تکون کا کل رقبہ ۱۱۴۰۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کا شمالی سرا جزائر برمودا اور جنوب مشرقی سرا پورٹو ریکو اور جنوب مغربی سرا میامی (فلوریڈا امریکی مشہور ریاست) ہے۔ یعنی اس کا تکون میامی (فلوریڈا) میں بنتا ہے۔ جی ہاں فلوریڈا۔ فلوریڈا کے معنی ’’اس خدا کا شہر جس کا انتظار کیا جارہا ہے۔‘‘ اس کے دوسرے معنی ’’وہ خدا جس کا انتظار کیا جارہا ہے۔‘‘

تقریباً چار سو سال سے کسی انسان نے ان ویران جزیروں میں جا کر آباد ہونے کی کوشش نہیں کی ہے۔ یہاں تک کہ جہاز کے کیپٹن تک اس علاقے سے دور ہی رہتے ہیں۔ ان میں ایک جملہ بڑا عام ہے جو وہ ایک دوسرے کو نصیحت بھی کرتے ہیں ’’وہاں پانی کی گہرائیوں میں خوف اور شیطانی راز چھپے ہیں۔‘‘

یہاں تک کہ اس راستے پر سفر کرنے والے مسافر بلکہ ایئر ہوسٹس تک سب سے پہلے یہی سوال کرتی ہیں کہ کیا ہمارا طیارہ برمودا تکون کے اوپر سے گزر کر جائے گا؟ کمپنی کا جواب اگرچہ نفی میں ہی ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

---

(۱) برمودا تکون کے بارہ میں مختصر معلومات مولانا عاصم عمر کی کتاب برمودا تکون اور دجال سے دی گئی ہیں۔ (مرتب)

تکون برمودا میں اغوا پوائنٹ

شمالی غرب اٹلانٹک سمندر کی سطح پر کچھ ایسی چیزیں آتی ہیں جو کہ تودے بن جاتے ہیں جو بحری جہازوں اور کشتیوں کے چلنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس علاقہ میں سمندر کی سطح ہموار رہتی ہے اور اس سطح سے ہوائی طیارے بہت ہی کم گزرتے ہیں۔ اس سطح سمندر کو خوفناک سمندر کہا جاتا ہے اور اٹلانٹک قبرستان کہا جاتا ہے۔ ریسرچ کمیٹی کی اطلاع ہے کہ اس جگہ پر بہت سے بحری جہاز اور کشتیاں سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں جن کی تاریخ کا تعلق عہد قدیم سے ہے۔

تکون برمودا میں یہ حالت کب سے پیدا ہوئی ؟

سن ۱۸۵۰ء میں تکون برمودا اور اس کے قریب علاقہ میں پچاس سے زائد کشتیاں غائب ہو گئیں۔ بعض کشتیوں کے پائلٹوں نے ایمرجنسی کی حالت میں اپنے متعلقہ مرکز کو پیغام بھیجنے کی کوشش کی لیکن وہ پیغامات مبہم تھے جنہیں کوئی سمجھ نہ سکا۔ اکثر ڈوبے ہوئے بحری جہاز امریکی ریاست کے ماتحت تھے۔ ان میں سب سے پہلا بحری جہاز جس کا نام انسر جنٹ تھا وہ اغوا ہو گیا اور اس پر ۳۴۰ افراد سوار تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک آبدوز جس کا نام اسکوربیون تھا وہ ۱۹۶۸ء میں اغوا ہو گئی اور اس پر ۹۹ تیراک سوار تھے۔

تکون برمودا کی سطح پر ہوائی جہازوں کا اغوا ہونا

اٹلانٹی سطح پر اغوا آسمان تک پہنچ گئی کہ جو ہوائی جہاز بھی اس کی سطح سے گزرتا وہ بھی اغوا ہو جاتا۔ ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو تقریباً دو بج کر دس منٹ پر امریکی ریاست فلوریڈا کے فورٹ لاڈرڈیل (Fort Lauderdale) ایئربیس سے فلائٹ ۱۹ کے پانچ ایونجر (Avenger) طیارے اُڑے اور اپنے مقررہ روٹ پر چند چکر لگائے۔ اس کے بعد تقریباً ۴ بجے ایئربیس کو ان پانچ میں سے ایک طیارے کے پائلٹ کی جانب سے یہ پیغام موصول ہوا جس میں اسکواڈرن کمانڈر پکار رہا ہے:

پائلٹ: ...... ہمیں عجیب وغریب صورت حال کا سامنا ہے ...... ایسا لگتا ہے گویا ہم اپنے روٹ سے بالکل ہٹ چکے ہیں ...... میں زمین نہیں دیکھ پا رہا ہوں ...... میں زمین نہیں دیکھ پا رہا ہوں۔

ایئر بیس:......آپ کس جگہ پر ہیں؟

پائلٹ:......میں اپنی جگہ کا تعین نہیں کر پا رہا ہوں مجھے بالکل پتہ نہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ہم فضاء میں ہی کہیں گم ہو گئے ہیں۔

ایئر بیس:......مغرب کی سمت میں اُڑان جاری رکھو۔

پائلٹ:......مجھے نہیں پتہ چل رہا ہے کہ مغربی سمت کس طرف ہے......ہر چیز عجیب و غریب نظر آ رہی ہے......میں کسی سمت کا تعین نہیں کر سکتا یہاں تک کہ ہمارے سامنے موجود سمندر بھی عجیب شکل میں نظر آ رہا ہے......میں اس کو بھی نہیں پہچان پا رہا ہوں۔

ایئر بیس میں موجود عملہ خاصا پریشان تھا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ ماہر پائلٹ سمت کا تعین کیوں نہیں کر پا رہا ہے کیونکہ اگر طیارے کا نیوی گیشن نظام (طیارے میں موجود سمت کا تعین کرنے کا نظام) کام نہیں کر رہا تھا تب بھی یہ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا اور پائلٹ سورج کو مغرب میں غروب ہوتا دیکھ کر بآسانی مغربی سمت کا تعین کر سکتا تھا لیکن پائلٹ کہہ رہا تھا کہ وہ سمت کا تعین نہیں کر پا رہا ہے' آخر وہ کہاں چلا گیا تھا؟

اس کے بعد پائلٹ اور ایئر بیس کے درمیان رابطہ ٹوٹ گیا۔ اس پیغام کے علاوہ ایئر بیس کچھ اور پیغامات ریکارڈ کرنے میں کامیاب ہوا، جو ان پانچ طیاروں کے پائلٹ آپس میں ایک دوسرے کو دے رہے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ باقی تمام پائلٹ بھی اسی طرح کی صورت حال سے دوچار تھے۔ کچھ دیر بعد ایک دوسرے پائلٹ جارج اسٹیورز کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی جس میں وہ کہہ رہا ہے' ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں ......میرا خیال ہے کہ ہم ایئر بیس سے ۲۲۵ میل شمال مشرق میں اُڑ رہے ہیں۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ کہتا ہے' ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم سفید پانی میں داخل ہو رہے ہیں......ہم مکمل طور پر سمت کھو چکے ہیں......اور اس کے بعد یہ طیارے ہمیشہ کے لیے اس سمندر کے پانیوں میں ہی کھو کر رہ گئے۔

ان پانچ طیاروں کو تلاش کرنے کے لیے اسی شام یعنی ۵ دسمبر کو شام ۷:۳۰ پر مارٹن میرینر (Martin Mariner) نامی امدادی طیارہ روانہ کیا گیا۔ یہ طیارہ امدادی کاموں کے لیے خاص ہوتا تھا جس میں پانی پر اُترنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی طیارہ سمندر میں گر پڑے تو یہ اس کو بچانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

مارٹن میرینز نے مذکورہ پانچ طیاروں کے غائب ہونے کی جگہ پر پہنچ کر اپنے ایئر بیس سے رابطہ کیا۔ اس کے فوراً بعد اس طیارے کا رابطہ بھی ٹوٹ گیا اور یہ بھی غائب ہو گیا۔ پانچ طیاروں کی تلاش میں جانے والا خود قابلِ تلاش بن گیا۔

برمودا تکون اور مختلف نظریات

محققین برمودا کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں ان کی جانب سے بھی مختلف نظریات بیان کیے جاتے ہیں:

1 ...... ایک گروہ کا خیال ہے کہ برمودا کے سمندر میں پانی کے اندر شدید طوفان اُٹھتے ہیں جو ڈوبنے والے جہازوں اور طیاروں کو اس علاقے سے بہت دور بہا لے جاتے ہیں۔

2 ...... برمودا کے علاقے میں پانی کے اندر زلزلے آتے ہیں جن کی وجہ سے حادثات بہت تیزی کے ساتھ رونما ہوتے ہیں۔

3 ...... بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اس جگہ کشش یا الیکٹرو میکنیٹک لہریں (Electro Magnetic Waves) پیدا ہوتی ہیں جن کی طاقت ہماری اس بجلی کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ انتہائی طاقت ور لہریں جہازوں کو توڑ کر ان کا نام ونشان مٹا دیتی ہیں اور برمودا کے اوپر اُڑتے طیاروں کو کھینچ لیتی ہیں۔ اسی وجہ سے برمودا تکون کے علاقے میں کمپاس (سمت بتانے والا آلہ) کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ دنیا میں دو جگہیں ایسی ہیں جہاں کمپاس کام کرنا چھوڑ دیتا ہے ایک برمودا تکون دوسرا جاپان کا شیطانی سمندر (Devil`s Sea)

کمپاس کے ناکارہ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان دو خطوں کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی کمپاس کو استعمال کریں تو اس کی سوئی شمال کی جانب ہوتی ہے لیکن یہ حقیقی (قطبی) شمال کی جانب نہیں بلکہ مقناطیسی شمال کی جانب ہوتی ہے جبکہ ان دو علاقوں میں کمپاس کی سوئی قطبی شمال کی جانب ہوتی ہے جس کی وجہ سے سمت کے تعین میں بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

دجال کے نکلنے سے کچھ عرصہ پہلے کے حالات

عرب کی قلت

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لوگ دجال سے ڈر کر پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے۔

حضرت اُم شریک نے عرض کیا' یارسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' وہ قلیل تعداد ہوں گے۔

جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کی آبادی میں مدینہ منورہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی میں جنگ عظیم کا ہونا ہے اور جنگ عظیم کا ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہے جس کے بعد دجال کا نکلنا ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد' ترمذی)

فتوحات

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ مغرب کی جانب سے ایک ایسی قوم چل کر آئی جنہوں نے چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونچی جگہ پایا۔ وہ آ کر کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو مجھے میرے نفس نے مخاطب کر کے کہا کہ ان کے درمیان جا کر کھڑا ہو جاؤں کہ کہیں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اغوا نہ کرلیں۔ پھر میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں

کوئی خفیہ بات بتا رہے ہوں جو میرے سننے کی نہ ہو مگر میں اُٹھ کر ان کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار کلمات یاد کیے جنہیں میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر گنتی کر سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ تم جزیرہ عرب والوں کیخلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح نصیب فرمائیں گے۔

☆ پھر تم اہل فارس کیخلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح نصیب فرمائیں گے۔

☆ پھر تم اہل روم کیخلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح نصیب فرمائیں گے۔

☆ پھر تم دجال کیخلاف جنگ لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر فتح نصیب فرمائیں گے۔ (مسلم شریف)

بارش کا رُکنا اور زراعت کا ختم ہونا

دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال سخت گزریں گے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال سخت گزریں گے جن میں لوگوں پر بھوک پھیل جائے گی کہ اللہ تعالیٰ پہلے سال آسمان کو حکم فرمائیں گے کہ وہ بارشوں کا تیسرا حصہ روک لے اور زمین کو حکم فرمائیں گے کہ وہ زراعت کا تیسرا حصہ روک لے۔ پھر دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم فرمائیں گے کہ وہ بارش کا تیسرا حصہ روک لے اور زمین کو حکم فرمائیں گے کہ اپنی زراعت کا تیسرا حصہ روک لے۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے سال آسمان کو حکم فرمائیں گے کہ بارش کو بالکل روک دے کہ ایک قطرہ بھی زمین پر نہ اُترے اور زمین کو حکم فرمائیں گے کہ وہ اپنی زراعت کو مکمل طور پر روک لے۔ حتیٰ کہ جانور بھی بارش کی بندش اور سبزہ کے ختم ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ الا ماشاء اللہ (ابن ماجہ)

فتنوں کی کثرت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت فتنوں کا ذکر فرماتے رہے۔ بالآخر آپ نے فتنۂ احلاس کا ذکر فرمایا ایک نے عرض کیا رسول اللہ! فتنۂ احلاس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فتنہ میں لوگ آپس میں بغض وعداوت کی وجہ سے بچھڑ جائیں گے اور ایک دوسرے سے اس کا مال واولاد چھینے گے اور کچھ باقی نہ چھوڑیں گے۔ پھر فتنہ سراء آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کی مثال دھویں سے دی جیسا کہ دھواں آگ سے اوپر اٹھتا جاتا ہے اگر آگ میں اور ایندھن ڈالیں تو دھواں بڑھتا جاتا ہے اس مثال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فتنہ کی ابتدا میرے قدموں کے نیچے سے ہوگی اور اس فتنہ کی ابتداء میرے اہل بیت کے ایک شخص سے ہوگی جو کہ یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ مجھ میں سے ہے جبکہ وہ مجھ میں سے نہیں کہ میرے ساتھی صرف متقی لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی کی بیعت کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے اور ایسے شخص کی بیعت کریں گے جو بداخلاق ہوگا اور اس میں نہ علم ہوگا نہ اس سے ملک میں کوئی درستگی ہوگی نہ کوئی نظام قائم ہوگا۔ پھر فتنہ دھیما پھیلے گا۔ اس امت میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کے منہ پر اس کا طمانچہ نہ لگا ہو اگر کہا گیا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ الٹا بڑھ جائے گا اس فتنہ میں انسان صبح کو مومن پیدا ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو قسموں میں ہو جائیں گے ایک وہ قسم جس میں ایمان ہوگا نفاق نہ ہوگا دوسری قسم وہ ہوگی جس میں نفاق ہوگا ایمان نہ ہوگا۔ اگر تم میں یہ تین فتنے پھیل گئے تو اسی دن سے یا اس کے بعد والے دن میں دجال کا انتظار کرنا۔ (سنن ابوداؤد)

تیس جھوٹے لوگوں کا ظاہر ہونا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک تیس جھوٹے لوگ ظاہر نہ ہو جائیں۔ ان کے آخر میں کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔ (مسند احمد)

دجال کیسے نکلے گا؟

گزشتہ صفحات میں حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث جو کہ دجال اور جساسہ کے متعلق ذکر کی جا چکی ہے جس کے مطابق دجال آج کے زمانہ تک سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں مقید ہے اور وہ عہد نبوت میں بھی زندہ تھا کیونکہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تیس ساتھیوں نے اسے زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا تھا اور ان کے درمیان مکالمہ ہوا۔ دجال نے انہیں بتایا کہ اسے ایسا غصہ آئے گا جس میں وہ زنجیروں کی قید سے آزاد ہو کر نکل پڑے گا۔

دجال کے نکلنے کی وجہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مدینہ کے راستوں میں سے ایک راستہ پر میں ابن صیاد ملا تو میں نے اسے ایک بات کی جس سے اسے شدید غصہ آیا جس کی وجہ سے وہ پھول گیا حتیٰ کہ راستہ بند ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ہمشیرہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو انہیں حضرت ابن عمر کی ابن صیاد کو غصہ دلانے والی بات کی اطلاع مل چکی تھی تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ سے فرمایا' اللہ تعالیٰ تم پر رحمت بھیجے تمہیں ابن صیاد سے کیا چاہیے تھا تم نے سنا نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک کہ اسے غصہ نہ آ جائے۔ (مسلم شریف)

دجال کے زمین پر تیز چلنے کی کیفیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دجال زمین پر کس تیزی سے چلے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کالغیث استدبرته الریح" معنی یہ ہے کہ دجال زمین پر تیزی سے چلے گا اور زمین کے ہر کونے میں پہنچے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جب دین کی وقعت ختم اور دینی علم کو پس پشت ڈال دیا جائے گا تو دجال نکلے گا اور وہ

چالیس دن زمین پر چلتا پھرے گا اور اس کے دنوں میں سے ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن جمعہ کے دن کے برابر ہوگا پھر اس کے باقی دن ہمارے عام دنوں کے برابر ہوں گے اور اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا اس گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس بازو کی مسافت ہوگی اور وہ لوگوں کے پاس آ کر کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (ک ف ر) لکھا ہوا ہوگا جسے ہر لکھنے والا اور نہ لکھنے والا مسلمان پڑھ لے گا اور وہ ہر سمندر و بستی سے گزرے گا۔ سوائے مکہ و مدینہ کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ان دو شہروں میں داخل ہونا حرام کیا ہے اور فرشتے ان شہروں کے دروازوں پر پہرہ دے رہے ہیں۔ (مسند احمد)

جن جگہوں پر دجال آئے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی بستی نہیں جس میں دجال داخل نہ ہو سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ (بخاری و مسلم)

دجال کو مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' مدینہ کے دروازوں پر فرشتے پہرہ دے رہے ہیں تو اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دجال مشرق کی جانب سے چلے گا اور اس میں مدینہ میں داخل ہونے کی ہمت ہوگی حتیٰ کہ وہ احد پہاڑ کی پچھلی جانب سے آئے گا۔ (بخاری شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ دجال احد پہاڑ پر چڑھ کر دور سے مسجد نبوی کو دیکھے گا اور اپنے پیروکاروں کو کہے گا تمہیں سفید محل دکھائی دیتا ہے اس کی اس بات سے مراد مسجد نبوی ہوگی حتیٰ کہ اگر وہ احد پہاڑ کے پیچھے سے آئے گا تو فرشتے اس کے منہ کو مار کر شام کی طرف پھیریں گے اور وہ شام ہی میں ہلاک ہوگا۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت ہے جو کہ حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ میں فرمایا:"یوم الخلال وما یوم الخلال" کہ چھٹکارے کا دن اور تمہیں کیا معلوم کہ چھٹکارے کا دن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تین مرتبہ فرمایا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ چھٹکارے کا دن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دجال آئے گا اور احد پہاڑ پر چڑھے گا اور مدینہ کو دیکھے گا تو اپنے پیروکاروں کو کہے گا کہ تمہیں وہ سفید محل دکھائی دیتا ہے؟ وہ مسجد احمد ہے پھر وہ مدینہ میں داخل ہونے لگے گا تو اسے مدینہ کے ہر راستہ پر تلوار اُٹھائے ہوئے فرشتے دکھائی دیں گے جو اسے منع کر رہے ہوں گے۔

پھر وہ سبخة الجرف پر آئے گا (سبخہ یعنی شور والی زمین اور جرف مدینہ میں علاقہ کا نام ہے) اور وہیں قیام کرے گا۔ پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ حرکت کرے گی تو اس میں نہ کوئی منافق' منافقہ نہ فاسق وفاسقہ باقی رہے گا سب نکل جائیں گے' وہی دن چھٹکارے کا دن ہوگا۔ (مسند احمد)

گزشتہ احادیث کے خلاصہ سے معلوم ہوا کہ دجال احد پہاڑ کی پچھلی جانب کی شوریدہ زمین جو وہاں ہے قیام کرے گا اور وہیں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں جو ان کی طرف دیکھے گا اسے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجائے گا۔

لوگوں کو گمراہ کرنے میں دجال کے طریقے

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دجال کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی' اس کی دوزخ جنت اور جنت دوزخ ہوگی۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کے ساتھ پانی اور دوزخ ہوگی۔ اس کی دوزخ ٹھنڈا پانی ہوگا اور اس کا پانی دوزخ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں دجال سے زیادہ جانتا ہوں جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا اس کے ساتھ دو دوڑتی ہوئی نہریں

ہوں گی ان میں سے ایک میں سفید پانی دکھائی دے گا اور دوسری میں بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دے گی اگر تم میں سے کوئی اسے ملے تو اس جانب کی طرف جائے جس جانب آگ نظر آ رہی ہو۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس جانب جائے جس طرف آگ نظر آ رہی ہو' آگ میں جاتے وقت اپنی آنکھیں بند کر لے اور سر جھکا لے اور اس میں سے پئے کیونکہ وہ (حقیقت میں) ٹھنڈا پانی ہوگا۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو جو پانی نظر آئے گا وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا تو جس کسی نے انہیں پایا تو وہ اس جانب داخل ہو جائے جس جانب آگ نظر آ رہی ہو کیونکہ وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ (مسلم شریف)

دجال کا اثر جمادات اور حیوانات پر بھی ہوگا

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کسی قوم کو خود پر ایمان لانے کی دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے تو دجال آسمان کو کہے گا کہ بارش برسا تو وہ بارش برسائے گا زمین کو کہے گا کہ سبزہ اُگا تو وہ سبزہ اُگا دے گی اور اس قوم کی چرنے والی بکریاں جب چرنے کے بعد واپس لوٹیں گی تو ان کی کھالوں کے بال لمبے اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے (اور شکم سیر اور موٹی تازی ہو کر واپس آئیں گی) پھر دجال ایک اور قوم کو خود پر ایمان لانے کی دعوت دے گا تو وہ قوم اسے جھٹلا دے گی تو دجال انہیں چھوڑ کر چلا جائے گا۔ جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو ان کی زرعی زمین خشک ہو چکی ہوگی اور دجال جب کسی خشک زمین سے گزرے گا تو اسے کہے گا کہ اپنے خزانے اُگل دے جس سے زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح ہوں گے جیسے شہد کی مکھیوں کا چھتہ چلتا ہے۔ (مسلم شریف)

دجال کا لوگوں کو گمراہ کرنے کے طریقوں میں سے ایک یہ طریقہ بھی ہے کہ وہ

دیہاتی شخص کو کہے گا کہ کیا میں تمہارے ماں باپ کو زندہ کر کے دکھا دوں تو تو مان لے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ تو وہ کہے گا جی ہاں۔ تو اسی وقت دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں اس کے سامنے آئیں گے اور اسے کہیں گے اے بیٹے! اس کی پیروی کر لے کیونکہ یہ تیرا رب ہے۔ (ابن ماجہ)

اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہ ایک نوجوان جو تروتازہ اور صحت مند ہوگا اسے بلائے گا اور اسے تلوار کے ذریعے سر سے پاؤں تک دو حصوں میں کاٹ دے گا۔ پھر دجال لوگوں کو کہے گا میرے اس بندے کو دیکھو! کہ میں اسے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہوں تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے سوا اس کا کوئی اور رب ہے۔

پھر دجال اس نوجوان کو کہے گا کہ زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے گا' اسے اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا ہوگا نہ کہ دجال نے لیکن دجال کو یہ محسوس ہوگا کہ اس نے ہی اس نوجوان کو زندہ کیا اور اس کے دونوں حصوں کو آپس میں ملایا ہے تو یہ خبیث دجال اس نوجوان سے کہے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو نوجوان جواب میں کہے گا میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور تو دجال ہے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

دجال کے متعلق غلط نظریات

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دجال کے ساتھ کھانے پینے کی چیزوں کے دو پہاڑ ہوں گے اور دنیا میں بھوک ہوگی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجال کے متعلق جس قدر سوالات میں نے پوچھے کسی اور نے نہیں پوچھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا' اے میرے بیٹے! تم دجال کے متعلق سوچ کر خود کو کیوں تھکاتے ہو جبکہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! لوگ تو کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ بہت سی پانی کی نہریں اور بہت سا کھانے پینے کا سامان ہوگا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا ذلیل وحقیر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس جیسی چیزیں دیں۔ (بخاری ومسلم)

دجال کے پیروکار

اس میں کوئی شک نہیں کہ دجال کی قدرت شرور وفتن اور اس کے لوگوں کو مختلف طریقوں سے گمراہ کرنے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے میں اور خدائی کا دعویٰ کرنے سے بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ اس میلان کی وجہ یا تو یہ ہوگی کہ وہ اس سے ڈر جائیں گے یا جو کچھ اس کے پاس طاقت وقدرت دیکھیں گے اس سے متاثر ہو کر اس کے پیروکار ہو جائیں گے۔ ان پیروکاروں میں سے بعض یہ ہیں:

1:- یہود

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اصفہان میں سے ستر ہزار یہودی دجال کے تابع ہو جائیں گے جن کے سروں پر طیالسہ ہوں گے۔ (مسلم شریف)

اصفہان ایران کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے جو گزشتہ زمانوں میں ایران کا دارالحکومت تھا اور طیالسہ سے مراد وہ کپڑا ہے جو دوپٹہ کی طرح ہوتا ہے اور سروں پر پہنا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال اپنے ستر ہزار ساتھیوں کے ساتھ جن کے چہرے گولائی میں اور چپٹیل ہوں گے ان کے ساتھ خوز وکرمان میں داخل ہوگا۔ (مسند احمد)

خوز خوزستان جو کہ ایران کی مغربی جانب میں ہے اور کرمان ایران کی جنوب مشرق میں واقع ہے۔

مسئلہ

سوال: دجال کے اکثر پیروکار یہود میں سے کیوں ہوں گے؟

جواب: یہود کے نظریے میں دجال ان کا مسیح ہے جس کے وہ منتظر ہیں۔

یہود کے نظریات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل میں سے ایک بادشاہ کا وعدہ کیا تھا کہ جو آ کر ان یہودیوں کے لیے یہودی اسٹیٹ قائم کرے گا جس کا نام وہ اپنی کتابوں میں میسیاہ لکھتے ہیں۔

اور یہود اپنی عبادت میں مسیح الدجال کو نکلنے کے لیے آمادہ کرتے ہیں۔ اس عبادت کے لیے انہوں نے ایک عیدرات مقرر کی ہوئی ہے جسے وہ عید الفصح کہتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ عید بڑی عظیم الشان ہے جس میں وہ دجال کے نکلنے کیلئے مخصوص دعائیں مانگتے ہیں۔

2:- کفار و مشرکین

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کوئی ایسا شہر نہیں جس میں دجال داخل نہ ہو سوائے مکہ و مدینہ کے اور ان دو شہروں کے اندر داخل ہونے کے راستوں پر کوئی ایسا راستہ نہ ہوگا جس پر فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں۔ تو پھر دجال شوریدہ زمین پر اُترے گا تو مدینہ کی زمین اپنی رہائشیوں پر کانپے گی جس سے ہر کافر و منافق (مدینہ سے) نکل جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

3:- دیہاتی جاہل لوگ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: دجال کے فتنوں میں سے یہ فتنہ بھی ہوگا کہ دجال دیہاتی کو کہے گا اگر میں تیرے سامنے تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے رب مانے گا' تو دیہاتی کہے گا' جی ہاں۔

اس دیہاتی کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں لائے جائیں گے اور اس دیہاتی کو کہیں گے' اے بیٹے! اس کی پیروی کر کہ یہ تیرا رب ہے۔ (ابن ماجہ)

4:- جن لوگوں کے چہرے مجان مطرقہ ہوں گے

(مجان مطرقہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے سر بڑے اور چہرہ چپٹیل ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ دجال زمین کے مشرقی جانب خراسان سے نکلے گا۔(خراسان ایران کا شہر ہے) اور اس کی پیروی ایسی قوم کرے گی جن کے چہرے مجان مطرقہ ہوں گے۔(مسند احمد'ترمذی)

5:-عورتیں

دجال شوریدہ زمین پر اُترے گا اور سب سے زیادہ اس کی طرف نکلنے والی عورتیں ہوں گی حتیٰ کہ مرد اپنے قریبی رشتہ داروں ماں' بیٹی' بہن' پھوپھی کو رسیوں سے باندھ دے گا کہ کہیں دجال کی طرف نہ نکل جائیں۔(مسند احمد)

دجال کے زمین پر رہنے کی مدت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجال کے زمین پر رہنے کی مدت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' چالیس دن۔سب سے پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا' اس کے بعد کا دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور اس کے بعد کا دن جمعہ کے دن کے برابر ہوگا اور اس کے باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔(بخاری و مسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ہمارے عام دنوں کی نمازیں کافی ہو جائیں گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا' نہیں کافی نہ ہونگی بلکہ حساب لگا کر نمازیں ادا کرنا۔(مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کہ حساب لگا کر نمازیں ادا کرنا سے مراد یہ ہے کہ اس دن کے طلوع آفتاب کے وقت اندازہ لگا لینا کہ ظہر کی نماز تک کتنا وقت گزرتا تھا۔اتنا وقت گزرنے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرنا' پھر ایسے عصر کی نماز پڑھنا' پھر مغرب وعشاء اسی طرح ادا کرنا۔اور دوسرے دن بھی جو ایک مہینہ کے برابر ہوگا اس میں بھی اندازہ کر کے نمازیں ادا کی جائیں گی۔

1:-دجال کی ملاقات سے دور بھاگنا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سمع بالدجال فلينأ عنه فواللہ انّ الرّجل ليأتيه وهو يحسب انه مؤمن فيتبعه مما يبعث به من الشهاب. (مسند احمد'ابوداؤد)

ترجمہ:......"جس کسی نے دجال کے نکلنے کی خبر سنی تو اس سے دور بھاگے۔ پس اللہ کی قسم! کہ کوئی شخص اس کی طرف جائے گا اور خود کو یہ سمجھے گا کہ پختہ ایمان والا ہے مگر وہ شبہات کی وجہ سے اس دجال کی پیروی کرلے گا۔"

حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس کسی نے دجال کے نکلنے کی خبر سنی تو وہ دجال سے دور بھاگ جائے اور اس کے قریب نہ جائے کیونکہ کوئی شخص خود کو پختہ ایمان والا سمجھ کر اس کے پاس جائے گا تو وہ دجال کے جادو، مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ حرکات دیکھ کر اس کی پیروی کرلے گا۔

حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ دجال سے دور بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے۔ (مسلم شریف)

دجال کے زمانہ میں مسلمانوں کے امام اور قائد و خلیفہ مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

2:- اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو دجال کی آگ سے آزمایا گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔ (ابن ماجہ)

3:- اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو جاننا

دجال کانا ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے وہ کانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ. وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (شوریٰ:۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے، دیکھنے والے ہیں۔

4:- دجال پر سورہ کہف کی پہلی دس آیات کا پڑھنا

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس کسی نے سورہ کہف کی دس آیتیں یاد کرلیں تو وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اور وہ دس آیتیں یہ ہیں:

بسم اللّٰه الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَنزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجَاo قَيِّماً لِّيُنذِرَ بَأْساً شَدِيْداً مِن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً حَسَناًo مَاكِثِيْنَ فِيْهِ أَبَداًo وَيُنذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَداًo مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِباًo فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰی آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفاًo إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْأَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاًo وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْداً جُرُزاًo أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَباًo إِذْ أَوَی الْفِتْيَةُ إِلَی الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّءْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَداًo (سورہ کہف:۱تا۱۰)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کسی قسم کی کوئی خامی نہیں رکھی۔ایک سیدھی سیدھی کتاب جو اس نے اس لئے نازل کی ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف سے ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور جو مؤمن نیک عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دے کر ان کو بہترین اجر ملنے والا۔جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اور تا کہ ان لوگوں کو متنبہ کرے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا بنا رکھا ہے اس بات کا کوئی علمی ثبوت نہ خود ان کے پاس ہے نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھا۔ بڑی سنگین بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔اب (اے پیغمبر) اگر لوگ (قرآن کی) اس بات پر ایمان نہ لائیں تو ایسا لگتا ہے جیسے تم افسوس کر کر کے ان کے پیچھے اپنی جان کو گھلا بیٹھو گے۔یقین جانو کہ روئے زمین پر جتنی چیزیں ہیں ہم نے انہیں زمین کی سجاوٹ کا ذریعہ اس لئے بنایا ہے تا کہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے،اور یہ بھی یقین رکھو کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے ایک دن ہم اسے ایک سپاٹ میدان بنا دیں گے کیا تمہارا یہ خیال ہے

کہ غار رقیم والے لوگ ہماری نشانیوں میں سے کچھ (زیادہ) عجیب تھے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر خاص اپنے پاس سے رحمت نازل فرمایئے اور اس صورت حال میں ہمارے لئے بھلائی کا راستہ مہیا فرما دیجئے۔ چنانچہ ہم نے ان کے کانوں کو تھپکی دے کر کئی سال تک ان کو غار میں سلائے رکھا۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو دجال ملا تو اس پر سورہ کہف کا ابتدائی حصہ پڑھے۔ (مسلم شریف)

اس کی وجہ یہ ہے: کہ سورہ کہف کے ابتدائی حصہ میں اصحاب کہف کو ان کے بادشاہ جو کہ ظالم و جابر تھا اس کے شر سے محفوظ کرنے کا ذکر آیا ہے۔

اور یہ وجہ بھی لکھی گئی ہے کہ ان دس آیات میں اصحاب کہف کے عجائب و غرائب ذکر کیے گئے ہیں کہ انہوں نے کس طرح نجات حاصل کی تھی تو مسلمان کو دجال کی ملاقات پر ان آیات کی تلاوت سے حوصلہ افزائی ہوگی۔

5:- سورہ کہف کی مکمل تلاوت کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے سورہ کہف پڑھی کہ جس طرح نازل ہوئی ہے پھر اسے دجال ملا تو دجال اس پر مسلط ہوگا نہ دجال کو اس شخص کے گمراہ کرنے کا کوئی راستہ ملے گا۔ (حاکم)

6:- حرمین شریفین میں پناہ حاصل کرنا

دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہرگز داخل نہ ہوگا اس لیے یہ دونوں شہر دجال کے فتنہ سے بچنے کی جگہ ہیں۔

7:- نماز کے آخر میں فتنہ دجال سے پناہ مانگنا

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تشہد میں سلام سے پہلے یہ مسنون دعا پڑھے جس میں دجال کے فتنہ سے بچنے کا ذکر ہے۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ. (بخاری ومسلم)

''اے اللہ! میں آپ سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے اور زندگی وموت کے فتنوں سے اور مسیح الدجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

8:-لوگوں کو دجال کے حالات سے باخبر کرنا چاہیے تاکہ وہ اس سے بچ سکیں

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال اس وقت تک نہ نکلے گا جب تک لوگ اس کے ذکر سے دہل نہ جائیں۔ (رواہ عبداللہ بن احمد)

یعنی کہ کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو دجال کے متعلق بات کرے یا اس سے لوگوں کو آگاہ کرے تو جب لوگ شرور وفتن کی وجہ سے اسے بھول جائیں گے اور اس کی صفات بھی بھول جائیں گے تو اس وقت دجال نکل آئے گا۔

9:-شرعی علم سے مسلح ہونا

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے ساتھ شرعی علم حاصل کرنا' ہر فتنہ کے سامنے اسلحہ کا کام دیتا ہے۔ ان فتنوں میں سے دجال کا فتنہ ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں سے ایک مؤمن نوجوان کا دجال کے مقابلہ کے لیے نکلنے کا ذکر فرمایا جو کہ دینی علم سے آراستہ ہوگا جس سے ہمیں فتنوں سے بچنے میں دینی علم کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دجال آئے گا اور اس پر مدینہ میں داخل ہونا حرام ہوگا تو وہ شوریدہ زمین پر آئے گا جو کہ مدینہ کے قریب ہے تو اس وقت مدینہ سے ایک مؤمن شخص دجال کے مقابلے کے لیے نکلے گا اور دجال سے کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باخبر کیا تھا' دجال اپنے پیروکاروں کو کہے گا' دیکھو! اگر میں اسے قتل کردوں پھر زندہ کردوں تو میرے رب ہونے میں تمہیں کوئی شک ہے؟ لوگ کہیں گے نہیں۔

پس دجال اس شخص کو قتل کر کے پھر زندہ کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دجال اسے اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کر دے گا اور تلوار کا وار اس شدت سے کرے گا کہ اس کے جسم کے دونوں حصے اتنے فاصلہ پر جا گریں گے جیسے کمان سے تیر پھینکا جاتا ہے۔ پھر دجال اس نوجوان کو بلائے گا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوگا اور اس کے چہرے پر خوشی اور مسکراہٹ ہوگی۔

نوجوان دجال سے کہے گا' اللہ کی قسم! مجھے قتل کرنے سے میرا ایمان اور بھی پختہ ہوگیا ہے کہ تو ہی دجال ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب دجال نکلے گا تو ایک مؤمن شخص اس کی طرف نکلے گا تو دجال کے پہریدار اور مددگار اس شخص کو روکیں گے اور پوچھیں گے کہ کہاں جانا چاہتا ہے؟

مؤمن کہے گا کہ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں جو ظاہر ہوا ہے یعنی دجال۔ وہ کہیں گے تو ہمارے رب پر ایمان کیوں نہیں لاتا؟

مؤمن کہے گا' ہمارا رب مخفی نہیں ہے ہم اسے اس کی صفات سے جانتے ہیں۔ وہ پہرے دار آپس میں کہیں گے اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کو کہنے لگیں گے کہ ہمارے رب نے اپنی اجازت کے بغیر کسی کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا؟

پھر یہ مؤمن شخص کو لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ جب وہ مؤمن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا' اے لوگو! یہ دجال ہے جس کا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا۔ پھر دجال اپنے کارندوں کو کہے گا کہ اس کو زمین پر لٹا دو' پھر کہے گا اسے خوب مارو۔ پھر دجال اس مؤمن شخص سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ مؤمن کہے گا کہ تو ہی دجال ہے اور تو ربوبیت کا جھوٹا مدعی ہے۔ پھر دجال اپنے کارندوں سے کہے گا کہ اسے آرے کے ذریعے سر سے پاؤں تک کاٹ دو۔ پھر دجال اس مؤمن شخص کے دو حصوں کے درمیان چلے گا۔ پھر دجال اس مؤمن شخص کو کہے گا' اُٹھ کھڑا ہو تو وہ اُٹھ کھڑا ہوگا۔

دجال اسے کہے گا' کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟

مؤمن شخص کہے گا' مجھے تو اور بھی پختہ یقین ہو گیا ہے کہ تو وہی دجال ہے۔ پھر مؤمن شخص کہے گا: اے لوگو! یہ دجال میرے اس قتل کرنے کے بعد کسی اور کو قتل نہ کر پائے گا تو دجال اس مؤمن شخص کو پکڑ کر پھر قتل کرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ اس مؤمن شخص کی گردن پر تل پیدا کر دیں گے جس سے دجال اسے قتل نہ کر پائے گا۔ پھر دجال مؤمن شخص کو لے کر اپنی آگ میں ڈال دے گا جو اس کے ساتھ ہوگی' لوگ سمجھیں گے کہ اسے واقعی آگ میں ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ اسے جنت میں ڈالا ہو گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مؤمن شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں دین پر بڑی قربانی دینے والوں میں سے ہوگا۔ (مسلم شریف)

فائدہ: اس حدیث سے دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے دینی علم حاصل کرنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس مؤمن شخص کے پاس اگر دینی علم نہ ہوتا اور دجال کی صفات سے آراستہ نہ ہوتا تو اسے دجال کی پہچان نہ ہوتی کہ یہی دجال ہے۔

دجال کا فتنہ بہت وسیع ہو گا

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جس محفل میں بھی دجال کا بیان فرماتے تھے وہاں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر خوف طاری ہو جاتا تھا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگتے تھے لیکن کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان اس کے بارے میں کچھ فکر ہی نہیں کرتے؟

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آج لوگ اس فتنے کو اس معنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے جس معنی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھایا ہے۔ آج اگر کوئی مسلمان یہ حدیث سنتا ہے کہ دجال کے پاس کھانے کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی تو اس حدیث کو وہ اس حال میں سنتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس کو پانی کی کوئی طلب نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ دجال والے حالات کو بھی اپنے بھرے پیٹ اور تر گلے والی صورتِ حال پر ہی قیاس کرتا ہے اور دجال کے متعلق احادیث سنتے وقت اس کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر بالکل نہیں آتا کہ وہاں حالت یہ ہوگی کہ دنوں سے نہیں بلکہ ہفتوں سے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی دیکھنے کو نہیں ملا ہوگا' بھوک نے بڑوں بڑوں کو نڈھال کر دیا ہوگا' پانی نہ ملنے کی وجہ سے حلق میں کانٹے چبھ رہے ہوں گے۔

جب گھر کے اندر آپ قدم رکھیں گے تو نظروں کے سامنے آپ کا وہ لختِ جگر ہوگا جس کے ایک اشارے پر آپ اس کی ہر خواہش پوری کر دیا کرتے تھے۔ اب وہی بچہ آپ کے سامنے ہے شدتِ پیاس سے زبان باہر نکلی ہوئی ہے' کئی دن کے فاقے نے گلاب جیسے چہرے سے زندگی کی

لہٰذا ہر وہ جو اہل باطل کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ خود کو دینی علم سے آراستہ کرے۔ مؤمن شخص کو چونکہ پہلے سے ہی پتہ تھا کہ یہ وہی دجال ہے اور اسے گزشتہ حدیث پڑھنے سے پتہ چل چکا تھا کہ دجال ایک مؤمن شخص کو قتل کرے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ وہی حدیث شریف میں مقصود تھا۔

10:- دجال کیخلاف مسلح ہونا جیسے دجال کے زمانہ میں مؤمنین کریں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان دجال کے ساتھ جنگ لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے اور صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت کا وقت ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ (مسلم شریف)

تمام رونقوں کو چھین لیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ کا دل تڑپ اُٹھتا ہے اور آپ لاچاری و بے بسی کے عالم میں اپنے جگر کے ٹکڑے سے دوسری طرف منہ پھیر لیتے ہیں۔ دوسری طرف...... حسرتوں کا بت بنی آپ کی ماں...... ہاں...... ماں...... جس نے آپ کو کبھی بھوکے پیٹ نہیں سونے دیا جو آپ کی پیاس کو آپ کے اشاروں سے سمجھ جاتی تھی جس نے اپنی تمام خوشیوں اور ارمانوں کو آپ کے نام کر دیا...... آج وہی آپ کی ماں...... نگاہوں میں ہزاروں سوالات لیے جوان بیٹے کی طرف اس اُمید سے دیکھ رہی ہے کہ شاید آج بیٹا ضرور روٹی کا ایک ٹکڑا کہیں سے لے آیا ہوگا' بیٹا آج ماں کی ممتا کی خاطر پانی کا ایک قطرہ ضرور کہیں سے لایا ہوگا' آپ کا چہرہ سمجھنے والی ماں آج بھی بیٹے کے چہرے پر لکھے جواب کو پڑھ لیتی ہے اور ماں کی آنکھوں سے جوان بیٹے کی بے بسی پر اشکوں کے قطرے گرتے ہیں تو آپ کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے' آپ اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ آپ پھر دوسری طرف منہ موڑتے ہیں شاید اس کونے میں کوئی نہ ہو لیکن وہاں...... آپ کی شریک سفر ہے...... جس نے ہر امتحان کی گھڑی میں آپ کو حوصلہ دیا لیکن...... آج اس کے ہونٹ سوکھ چکے ہیں' ضبط کا سمندر اندر ہی اندر موجیں مار رہا ہے اور یکا یک اپنے چاند کو دیکھ کر دل میں چھپے اشکوں کے سمندر میں طوفان پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی محبت اپنے ہی اشکوں میں پگھلنے لگی اب آخر آپ بھی تو انسان ہیں...... آپ کے سینے میں بھی تو گوشت کا لوتھڑا ہی دھڑکتا ہے ...... آخر کب تک اناء (Ego) کے خول میں خود کو چھپا سکتے تھے...... اب جبکہ تمام مادی سہارے

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے نکلنے کے بعد مہدی علیہ السلام اور مسلمان دجال کے خلاف جنگ کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے کے بعد ذکر فرمایا:

دجال جب سب لوگوں پر غالب آ جائے گا تو مدینہ پہنچے گا تو اسے مدینہ میں داخل ہونے سے روکا جائے گا۔ پھر وہ بیت المقدس میں ایلیاء کے پہاڑ پر آئے گا وہاں مسلمانوں کی کچھ جماعت کو گھیر لے گا تو اس وقت مسلمانوں پر شدید مصیبت کا وقت ہوگا۔ مسلمان آپس میں کہیں گے کہ اس ظالم (یعنی دجال) کے خلاف جنگ لڑتے میں کیوں انتظار کر رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جائیں یا اللہ تعالیٰ ہمیں

ٹوٹ گئے' اُمیدوں کے تمام پتوار ہاتھوں سے چھوٹ گئے ...... تو آپ کی آنکھوں نے بھی رخساروں کو نم کرنا شروع کر دیا...... ایک طرف بلکتا ہوا معصوم بچہ...... ماں کی ممتا...... بیوی کی محبت ...... ان سب کے غموں نے آپ کے دل کو رانگ کی طرح پگھلا دیا...... اور کوئی پھایا رکھنے والا بھی میسر نہیں ...... اور کیسے ہو کہ ہر گھر...... اور ہر در میں یہی منظر ہے...... ایسے وقت میں باہر سے کھانے کی خوشبو اور پانی کی آواز سنائی دیتی ہے...... آپ بھی اور آپ کے پیارے بھی سب دوڑتے ہوئے باہر جاتے ہیں...... تو سامنے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اب مشکل کی گھڑی ٹل گئی...... انسانوں کے اس جنگل میں کوئی مسیحا آ پہنچا...... آنے والا ''مسیحا'' ...... اعلان کرتا ہے کہ بھوک و پیاس کے مارے ہوئے لوگو! یہ لذیذ خوشبودار کھانے اور یہ ٹھنڈا میٹھا پانی تمہارے ہی لیے ہے ...... یہ سنتے ہی آپ اور آپ کے پورے گھر اور شہر میں جیسے آدھی زندگی یوں ہی لوٹ آئی...... مسیحا پھر کہتا ہے...... یہ سب کچھ تمہارے لیے ہی ہے لیکن...... کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ اس کھانے اور پانی کا مالک میں ہوں؟ کیا تم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے اختیار میں ہے؟

کھانے اور پانی کی طرف آپ کے بڑھتے ہوئے قدم تھوڑی دیر کے لیے رُک گئے اور آپ کچھ سوچنے لگے آپ کی یادداشت نے کہا کہ یہ الفاظ کچھ جانے پہچانے لگتے ہیں اور آپ کو یاد آ گیا کہ یہ ''مسیحا'' کون ہے؟ لیکن تبھی...... آپ کے پیچھے سے بچے کے بلکنے کی آوازیں تیز ہونے لگیں' ماں کی چیخیں سنائی دیں' آپ دوڑے ہوئے گئے تو آپ کے جگر کا ٹکڑا...... آپ کا بیٹا...... موت

دجال پر نصرت عطا فرمائے تو مسلمان آپس میں خود کو دجال کے خلاف جنگ لڑنے میں آمادہ کریں گے کہ دوسرے دن کی صبح کے بعد جنگ شروع کریں گے۔ جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پائیں گے۔ (الحاکم)

11:۔مسلمان دجال کے ملنے کے وقت کیا کریں؟

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مؤمن پڑھے گا جس کسی کو دجال ملے تو اس کے چہرے پر تھوک دے اور سورۂ کہف کا ابتدائی حصہ پڑھے اور دجال ایک انسان پر مسلط ہوگا اور اسے قتل کر دے گا پھر اسے زندہ کر دے گا۔ (حاکم)

ابوقلابہ نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک جھوٹا اور گمراہ کرنے والا ظاہر ہوگا جس کا سر پچھلی جانب سے بالوں کے گھنگھریالے ہونے کی وجہ سے ٹوٹا ہوا اور خشک معلوم ہوگا اور وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو تم میں سے جس کسی نے اسے یعنی دجال سے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا ہے تو ہمارا رب نہیں لیکن ہمارا رب اللہ ہے اور ہم اس پر توکل کرتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے اور ہم اسی سے تیرے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسے کیا تو وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مسند احمد)

وحیات کے درمیان لٹک رہا ہے کہ اگر پانی کا قطرہ مل جائے تو آپ کا بچہ بچھڑنے سے بچ سکتا ہے ......اب ایک طرف بچے ماں اور بیوی کی محبتیں ہیں......دوسری طرف ایک سوال کا جواب ہے۔ ایک طرف خوشیوں بھرا گھر ہے اور دوسری طرف ماتم کدہ ہے۔ گویا ایک طرف آگ ہے اور دوسری طرف خوبصورت باغات ہیں۔ ذرا بتایئے...... ذہن کے بند دریچوں کو کھول کر سوچئے کیا معاملہ اتنا ہی آسان ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں؟ شاید نہیں بلکہ یہ فتنہ تاریخ انسانی کا سب سے بھیانک فتنہ ہے۔

یہ سب پڑھ کر پریشان ہو گئے کیا　　کسی کے دھیان میں تم کھو گئے کیا
ابھی کچھ دیر پہلے تک یہیں تھے　　زمانہ ہو گیا تم کو گئے کیا

(اضافہ از مرتب بحوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجال)

دجال کی ہلاکت

دجال کی ہلاکت ارض شام پر ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مشرق کی جانب سے نکلے گا۔ (خراسان کی جانب سے جو آج کے زمانہ میں ایران میں ہے) اور وہ مدینہ میں داخل ہونے کے لیے چلے گا حتیٰ کہ وہ جبل احد کی پچھلی جانب کھڑا ہوگا تو فرشتے اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا۔ (مسلم شریف)

دجال کو قتل کرنیوالے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونگے

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد کے پاس قتل کریں گے۔ (ترمذی)

باب لد بیت المقدس کے قریب جگہ کا نام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان دجال کے خلاف جنگ لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے کہ نماز کے لیے اقامت شروع ہو جائے گی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی مشرق جانب میں سفید منار پر نازل ہوں گے اور نازل ہوتے وقت ان پر دو رنگین جبے ہوں گے اور انہوں نے اپنے ہاتھ فرشتوں کے پَروں پر رکھے ہوں گے اور ان کی صفت یہ ہوگی کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر جھکایا تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے۔ پھر اگر انہوں نے سر اُٹھایا تو ان کے سر سے خوبصورت موتی گریں گے اور کوئی کافر ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو سونگھ کر مر نہ جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو کی رفتار اس حد تک ہوگی جہاں تک ان کی نظر پڑے گی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جہاں جہاں نظر پڑے گی وہاں کے کافر مرتے چلے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت ہوگا اس وقت مسلمان نماز فجر کی تیاری کر رہے ہوں گے اور ان کے قائد اور سربراہ حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے اور وہی مسلمانوں کی امامت کے لیے آگے بڑھیں گے اور نماز پڑھا رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے تو حضرت مہدی علیہ السلام پیچھے نمازیوں کی صف میں شامل ہو جائیں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں چونکہ وہ ان سے افضل ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ رکھ کر آگے کی طرف کریں گے اور کہیں گے آپ آگے ہو کر نماز پڑھائیں کیونکہ آپ کے لیے ہی نماز کی اقامت ہوئی ہے اور یہ اس اُمت کے لیے خصوصی اکرام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماموین میں سے ہوں گے اور ان کے امام اُمت محمدیہ میں سے حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھا کر فارغ ہو جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ دروازہ کھولو' جب دروازہ کھولا جائے گا تو سامنے دجال اپنے لشکر کے ساتھ کھڑا ہوگا جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی اور وہ یہودی ہوں گے ان میں سے ہر ایک کے پاس تلوار اور سر پر تاج ہوگا۔ جیسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر دجال پر پڑے گی تو وہ ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے پھر وہ ڈر کے مارے بھاگ جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے باب لد کے پاس پکڑ لیں گے (باب لد فلسطین میں معروف جگہ ہے اور آج کے زمانہ میں یہودیوں نے وہاں چھاؤنی بنائی ہوئی ہے) وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے اور دجال ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پگھل جانے سے پہلے ہی اسے اپنے اسلحہ سے ماریں گے تو ان کا اسلحہ دجال کے خون سے آلودہ ہو جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ یہود کو شکست دیں گے تو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جس کے پیچھے کوئی یہودی چھپ جائے اور وہ نہ بولے کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کر دو' سوائے غرقد کے درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کے درختوں میں سے ہوگا۔ (ابن ماجہ)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال کے شر سے اپنی امان میں رکھا ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں سے گردوغبار صاف کریں گے اور انہیں ان کے جنت میں درجات کے متعلق بتا رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائیں گے کہ میں نے اپنی ایسی مخلوق نکالی ہے (یعنی یاجوج و ماجوج) جن پر تم قابو نہ پاسکو گے لہٰذا تم میرے بندوں کو جبل طور پر لے چلو تا کہ وہ اس مخلوق کے شر سے محفوظ رہیں۔

دجال پر سب سے زیادہ دہشت کس کی ہوگی؟

دجال پر سب سے زیادہ دہشت بنوتمیم کی ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اب تک بنوتمیم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت میں سے دجال پر بنوتمیم کی سب سے زیادہ دہشت ہوگی اور ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنوتمیم کے صدقات اکٹھے کر کے لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' یہ صدقات میری قوم کے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بنوتمیم میں سے ایک باندی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا' اسے آزاد کردو کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے ہے۔ (بخاری ومسلم)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنوتمیم کے ایک شخص کی برائی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' بنوتمیم کے متعلق اچھی بات کہو کیونکہ ان کے تیر دجال پر دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ ہوں گے۔ (مسند احمد)

دجال کے نکلنے کے منکر

گزشتہ زمانہ میں کچھ گمراہ فرقوں نے دجال کے نکلنے کا انکار کیا' ان میں سے معتزلہ اور جہمیہ کا فرقہ ہے اور بعض اہل علم نے بھی انکار کیا۔ ان میں سے:

☆ شیخ محمد عبدہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ دجال کے متعلق بات کرنا ایک خرافی چیز ہے اور یہ جھوٹ اور کہانت میں سے ہے۔ (تفسیر المنار)

☆ محمد فہیم ابو عبید علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی تشریح میں جہاں دجال کا ذکر آیا ہے ان کے متعلق لکھا ہے کہ دجال کے متعلق بات کرنا گویا فساد اور شر کا پھیلانا ہے۔

☆ بعض نے لکھا ہے کہ دجال ظاہر ہوگا مگر اس کے ساتھ کوئی فتنے نہ ہوں گے یعنی اس کے ساتھ نہ جنت ہوگی نہ دوزخ ہوگی۔ ان میں سے علامہ محمد رشید رضا ہے یہ عالم فاضل اور متقی تھے مگر انہوں نے دجال کے مسئلہ میں غلط لکھا ہے اور قیامت کی بعض علامات کو بھی جھٹلایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ فرمایا' خطبہ میں حمد وثناء کے بعد فرمایا' تمہارے زمانہ کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حد رجم' دجال' شفاعت کبریٰ اور عذاب قبر کو جھٹلائیں گے اور بعض لوگوں کا جہنم میں جانے کے بعد شفاعت سے نکلنے کو بھی جھٹلائیں گے۔ (مسند احمد)

دجال کے متعلق بات ختم کرنے سے پہلے پانچ مسئلے

1...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتادوں جس سے مجھے تم پر دجال سے بھی زیادہ ڈر ہے؟ وہ شرک خفی ہے کہ کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور اپنی نماز کو لوگوں کو دکھانے کیلئے بہترین کر کے پڑھے۔ (مسند احمد)

لہٰذا ریاء ایک خطرناک بیماری ہے کہ کوئی نیکی کرتے وقت لوگوں سے مدح وثناء کا منتظر رہے۔ اسی کو شرک خفی کہتے ہیں اور اس سے نیکی کرنے پر کوئی اجر نہیں ملتا' قیامت کے دن ریاء کاری کرنے والوں کو کہا جائے گا کہ جاؤ اپنی نیکیوں کا اجر انہیں سے لو جن کو دکھانے کے لیے تم نے نیکی کی تھی اور دیکھو کہ کیا وہ تمہیں نیکیوں پر اجر دیتے ہیں؟ (مسند احمد)

2...... حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کے علاوہ جس بات کا مجھے میری اُمت پر ڈر ہے وہ گمراہ حکام ہیں۔ (مسند احمد)

گمراہ حکام کا عوام پر نہایت خطرناک اثر ہے کیونکہ اگر لوگوں کے سربراہ اور حکام گمراہ ہوں گے تو ان کے ماتحت بھی گمراہ ہو جائیں گے اور دنیا میں گمراہ حکام بادشاہ بھی اور وزیر بھی ہو سکتے ہیں اور دینی علماء اور مبلغین بھی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر لوگوں کے سربراہ گمراہ ہو گئے تو ماتحت بھی سب حالات خراب ہو جائیں گے۔

3...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایک ایسی جماعت ہوگی جو قیامت تک حق پر لڑتی رہے گی اور جنہوں نے اس جماعت کا سامنا کیا تو وہ مغلوب ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اس جماعت کے آخری لوگ دجال کے خلاف لڑیں گے۔ (مسند احمد)

گزشتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمت میں جہاد کی تحریک متواتر چلتی رہے گی اور اس اُمت کے اوّل اور آخری زمانہ کے لوگ حق پر اکٹھے رہیں گے اور جہاد کی تحریک تب تک ختم نہ ہوگی جب تک آخری جنگ دجال کے خلاف نہ لڑی جائے۔

4...... فتنوں میں ثابت قدم رہنا شریعت کے اُصولوں میں سے ایک اُصول ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے فتنوں کا ذکر فرما کر فرمایا (**یا عباد اللّٰہ فاثبتوا**) یعنی اے اللہ کے بندے! ثابت قدم رہنا۔ (مسلم شریف)

اور یہ نہیں کہ فتنوں کے متعلق احادیث پڑھ کر مایوس ہو جائیں اور اپنے آپ میں سے فتنوں میں ثابت قدم رہنے کا اعتماد ختم ہو جائے بلکہ چاہیے کہ ہمت بڑھا کر اپنے ایمان کو پختہ کریں اور ثابت قدم رہیں۔

5...... دجال کے متعلق حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ کی جنگ جو دجال کے خلاف ہوگی وہ تلواروں اور تیروں سے ہوگی نہ کہ ہمارے اس زمانہ کے نئے اسلحوں سے ہوگی۔

(2)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

آغاز

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے ایک عظیم القدر نبی گزرے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک انوکھی خاصیت سے نوازا کہ وہ ماں سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام تھیں جو عبادت گزار تھیں اور انہیں ان کے محراب میں رزق آتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَـٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَن يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آل عمران:۳۷)

ترجمہ: جب بھی زکریا ان کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے ان کے پاس کوئی رزق پاتے۔ انہوں نے پوچھا: مریم: تمہارے پاس یہ چیزیں کہاں سے آئیں۔ وہ بولیں۔ اللہ کے پاس سے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے لیے مسجد میں ایک جگہ مقرر کی ہوئی تھی جہاں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جاتا تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام وہاں صبح شام عبادت میں مصروف رہتی تھیں اور اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی ان کے پاس جاتے تو وہاں سردیوں میں گرمیوں کے پھل پاتے اور گرمیوں میں سردیوں کے پھل پاتے تو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام سے پوچھا کہ یہ پھل آپ کے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ حضرت مریم علیہا السلام نے جواب میں فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دی' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ (آل عمران' آیت:۴۲-۴۳)

ترجمہ: اور (اب اس وقت کا تذکرہ سنو) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! بیشک

اللہ نے تمہیں چن لیا ہے۔ تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور دنیا جہان کی ساری عورتوں میں تمہیں منتخب کر کے فضیلت بخشی ہے۔ اے مریم! تم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بھی کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دی کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے زمانے کی عورتوں میں سے چن لیا ہے اس لیے کہ ان سے بغیر مرد کے بچہ پیدا کریں گے اور یہ بھی بشارت دی کہ وہ بچہ نبی ہوگا اور اس کی یہ خاصیت بھی بتائی کہ بچپن سے بڑھاپے تک اللہ کی عبادت اور توحید کی دعوت دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا .

ترجمہ: اور وہ گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرے گا اور بڑی عمر میں بھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں دنیا میں سے چار عورتوں کی فضیلت کافی ہے۔ حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ فرعون کی بیوی، حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ (ترمذی)

حضرت مریم علیہا السلام کے حمل کا واقعہ

جب فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو مخاطب کیا اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے زمانہ کی عورتوں میں سے چن لیا ہے اور ان میں سے ایک بچہ پیدا کریں گے جو نبی ہوگا اور اس کے ہاتھوں سے معجزات ظاہر ہوں گے تو حضرت مریم علیہا السلام متعجب ہوئیں، کہ بچہ کیسے پیدا ہوگا جبکہ ابھی انہوں نے شادی نہیں کی تو فرشتوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو اسے صرف ''کن'' فرماتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام نے فرشتوں کی بات سننے کے بعد خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور انہوں نے جان لیا کہ ان پر اس بات سے امتحان آنے والا ہے جس سے انہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ جب بغیر شادی کے بچہ پیدا ہوگا تو لوگ ضرور بدگمانی کریں گے کیونکہ لوگوں کو تو اس بات کا علم نہ ہوگا۔

حضرت مریم علیہا السلام اپنی عبادت گاہ سے بغیر کسی ضرورت کے نہیں نکلتی تھیں۔ ایک مرتبہ کسی کام کے لیے نکلیں اور مسجد اقصیٰ کی مشرقی جانب میں اکیلی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسان کی صورت میں حضرت مریم علیہا السلام کے جب سامنے آئے تو حضرت مریم علیہا السلام نے پناہ مانگی اور اس انسان (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) کو کہا اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو میری پناہ سن کر دور ہو جا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو فرمایا:

اِنَّمَآ اَنَارَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا (سورۃ مریم آیت......)"

ترجمہ: میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اور اس لئے آیا ہوں) تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ میرا بچہ کیسے ہوگا جبکہ نہ میں شادی شدہ ہوں اور نہ میں بدکاری کرنے والی ہوں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ تم سے بغیر شادی کے بچہ پیدا کریں گے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اور تاکہ تم سے بچہ کو پیدا کر کے لوگوں کے لیے دلیل قائم کریں کہ اللہ جیسے چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ہے اور حضرت حواء کو بھی بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مرد کے عورت سے پیدا کیا ہے اور باقی تمام مخلوق کو عورت و مرد کے جوڑے سے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِیْٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ٥ (تحریم:۱۲)

ترجمہ: نیز عمران کی بیٹی مریم کو (مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اس کی کتاب کی تصدیق کی اور وہ طاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ٥ (مریم:۲۲)

ترجمہ: پھر ہوا یہ کہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا (اور جب ولادت کا وقت قریب آیا) تو وہ اس کو لے کر لوگوں سے الگ ایک دور مقام پر چلی گئیں۔

جب حضرت مریم علیہا السلام کو حمل ٹھہر گیا تو پریشان ہوگئیں تو انہوں نے سوچا کہ میری شادی کے بغیر حمل کے ٹھہرنے پر لوگ بدگمانی کریں گے۔ پھر جب ان پر حمل کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو آبادی سے دور چلی گئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ٥ (مریم:۲۳)

ترجمہ: پھر زچگی کے درد نے انہیں ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگیں: کاش کہ میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور مر کر بھولی بسری ہو جاتی۔

جب حضرت مریم علیہا السلام کو ولادت کا وقت محسوس ہوا تو انہوں نے درد کی شدت کی وجہ سے کھجور کے درخت کا سہارا لیا اور موت کی تمنا کی کیونکہ انہیں پتہ چلا کہ جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوگا تو نہ صرف انہیں جھٹلائیں گے بلکہ تہمت لگائیں گے کہ جب بچے کو ہاتھ میں لے کر جائیں گی تو لوگوں میں سوال پیدا ہوگا کہ بچہ کیسے پیدا ہوا جبکہ وہ شادی شدہ نہیں تھیں اور خاص طور پر حضرت مریم علیہا السلام عبادت میں مشہور اور نبوت کے گھرانے میں سے تھیں۔ اس وجہ سے انہیں شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ٥ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ٥ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ٥ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ٥ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ٥ (سورہ مریم:۲۴ تا ۲۸)

ترجمہ: پھر فرشتے نے ان کے نیچے ایک جگہ سے انہیں آواز دی کہ۔ غم نہ کرو۔ تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ۔ اس میں سے پکی ہوئی تازہ کھجوریں تم پر جھڑیں گی۔ اب کھاؤ۔ اور پیئو۔ اور آنکھیں ٹھنڈی رکھو اور اگر لوگوں میں سے کسی کو آتا دیکھو تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ: آج میں نے خدائے رحمٰن کیلئے ایک روزے کی منت مانی ہے۔ اس لئے میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ پھر وہ اس بچے کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم تم نے بڑا غضب ڈھا دیا۔ اے ہارون کی بہن۔ نہ تو تمہارا باپ کوئی برا آدمی تھا۔ نہ تمہاری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں بولنا

جب حضرت مریم علیہا السلام پر پریشانی کا وقت آیا اور انہیں اپنی قوم کی باتیں ناگوار گزریں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فاشارت الیه" یعنی حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے بچہ کی طرف اشارہ کر کے قوم کو کہا کہ اس بچہ سے پوچھو اس وقت قوم نے جواب دیا: "كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا" (یعنی آپ کیسے ہماری بات کا جواب بچے کے سپرد کرتی ہیں جو شیر خوار ہے جسے سمجھ نہیں۔)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوت گویائی عطا فرمائی جس سے وہ بولے:

قَالَ إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّاo وَجَعَلَنِيْ مُبَارَكاً أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِيْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّاo وَبَرّاً بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّاراً شَقِيًّاo وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّاo (سورہ مریم: ۳۰ تا ۳۳)

ترجمہ: (اس پر) بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور نبی بنایا ہے اور جہاں بھی میں رہوں۔ مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے اپنی والدہ کا فرماں بردار بنایا ہے۔ اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا۔ اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سلامتی ہے

مجھ پر اس دن بھی جب میں پیدا ہوا۔ اور اس دن بھی جس دن میں مروں گا۔ اور اس دن بھی جب مجھے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا کلام تھا۔ آپ نے (انی عبداللہ) کہا اور (انی ابن اللہ) یعنی میں اللہ کا بیٹا ہوں نہیں کہا' اس لیے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہیں جس کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی بیٹا ہے۔

کتنی وہ پاک ذات ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور ہر نفس کو ہدایت کا راستہ بتایا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ (سورۃ مریم:۳۴'۳۵)

ترجمہ: یہ ہیں عیسیٰ بن مریم ان (کی حقیقت) کے بارے میں سچی بات یہ ہے۔ جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ کی شان یہ نہیں کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ اس کی ذات پاک ہے۔ جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس سے یہ کہتا ہے کہ۔ ہو جا۔ چنانچہ وہ ہو جاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ (آل عمران:۵۹)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے۔ اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ان سے کہا۔ ہو جا۔ بس وہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انعام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي

إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَـذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ٥ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ٥ (مائدہ:۱۱۰۔۱۱۱)

ترجمہ: (یہ واقعہ اس دن ہوگا) جب اللہ کہے گا۔ اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا تھا۔ جب میں نے روح القدس کے ذریعے تمہاری مدد کی تھی۔ تم لوگوں سے گہوارے میں بات کرتے تھے۔ اور بڑی عمر میں بھی۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی تھی۔ اور جب تم میرے حکم سے گارا لے کر اس سے پرندے کی جیسی شکل بناتے تھے۔ پھر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے (سچ مچ کا) پرندہ بن جاتا تھا۔ اور تم مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے۔ اور جب تم میرے حکم سے مردوں کو (زندہ) نکال کھڑا کرتے تھے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو اس وقت تم سے دور رکھا جب تم ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے اور ان میں سے جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔ جب میں نے حواریوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے۔ اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ کی بشارت دینا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ٥ (سورۃ الصف:۶)

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے تورات (نازل ہوئی) تھی۔ میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے آخری نبی ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی اور ان کا نام بھی بتایا اور ان کی صفات بھی بیان کیں تاکہ اگر کوئی انہیں دیکھے تو پہچان سکے اور ان کی پیروی کرے تاکہ قوم پر حجت قائم ہو جائے کہ وہ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر احسان ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ٥ (اعراف:۱۵۷)

ترجمہ: جو اس رسول یعنی نبی امی کے پیچھے چلیں جس کا ذکر وہ تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔ جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دے گا۔ برائیوں سے روکے گا۔ اور ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیگا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے وہ طوق اتار دے گا جو ان پر لدے ہوئے تھے چنانچہ جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائیں گے۔ اس کی تعظیم کریں گے۔ اس کی مدد کریں گے اور اس کے ساتھ جو نور اتارا گیا ہے۔ اس کے پیچھے چلیں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتایئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری والدہ کو حمل کے دوران محسوس ہوا گویا کہ ان میں سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کی زمین بصری کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔ (مسند احمد)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اُٹھ جانا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ○ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ○ (آل عمران:۵۴'۵۵)

ترجمہ: اور ان کافروں نے (عیسیٰؑ کے خلاف) خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (اس کی تدبیر اس وقت سامنے آئی) جب اللہ نے کہا تھا کہ اے عیسیٰ میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لونگا۔ اور تمہیں اپنی طرف اٹھا لونگا۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے۔ ان (کی ایذا) سے تمہیں پاک کردونگا۔ اور جن لوگوں نے تمہاری اتباع کی ہے۔ ان کو قیامت کے دن تک ان لوگوں پر غالب رکھونگا جنہوں نے تمہارا انکار کیا ہے۔ پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا۔ جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيْنًا○ بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا○ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا○ (النساء:۱۵۷۔۱۵۹)

ترجمہ: اور یہ کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا تھا۔ حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا نہ انہیں سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہوگیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں۔ اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا اور

اللہ بڑا صاحب اقتدار بڑا حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے۔ اور قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیات میں خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا اور انہیں ان یہود سے نجات دلائی جنہوں نے اپنے زمانہ کے کافر بادشاہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں چغل خوری کی تو اس بادشاہ نے انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی پر لٹکانے کا حکم دیا تو یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا گھر جو بیت المقدس میں تھا اس کا گھیراؤ کرلیا۔ جب یہود ان کے گھر میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے کسی ایک پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کی دیوار کے خلاء سے آسمان کی طرف اُٹھالیا اور ان کے اہل خانہ دیکھتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر کا گھیراؤ کرنے والے جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس نوجوان کو دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی تھی۔ پس انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس نوجوان کو سولی پر لٹکا دیا اور اس نوجوان کو مزید اہانت کے لیے اس کے سر پر کنڈے رکھ دیئے۔ اس وقت سے یہود پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور نصاریٰ کھلی گمراہی کا شکار ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا۝ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نزول کے بعد قیامت سے پہلے خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑیں گے اور جزیہ کا سلسلہ ختم کریں گے کیونکہ کفار سے اسلام کے سوا اور کچھ قبول نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لیے کہا گیا کہ:

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کا راجح قول یہی ہے کہ وہ ہر بیمار اور معذور پر جب اپنا ہاتھ پھیرتے تو اس سے مرض زائل ہو جاتا۔

☆ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب پیٹ سے نکلے تھے تو ان کے جسم پر تیل لگا ہوا تھا۔

☆ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کے جسم پر اپنے ہاتھ سے مسح کیا تھا یعنی پھیرا تھا۔

☆ مسیح کے معنی میں یہ بھی لکھا گیا کہ مسیح یعنی صدیق۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کی طرف اُٹھا لیا تھا۔

میں یہاں کچھ آیات ذکر کرتا ہوں جن کے بعض الفاظ کے معانی مشتبہ ہیں:

1...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران:۵۵)

ترجمہ: جب اللہ نے کہا تھا کہ: اے عیسیٰ میں تمہیں صحیح وسالم واپس لے لوں گا۔ اور تمہیں اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان (کی ایذا) سے تمہیں پاک کردوں گا اور جن لوگوں نے تمہاری اتباع کی ہے ان کو قیامت کے دن تک ان لوگوں پر غالب رکھوں گا جنہوں نے تمہارا انکار کیا ہے۔ پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرونگا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان متوفیک میں مراد نیند ہے نہ کہ موت۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (زمر:۴۲)

ترجمہ: اللہ تمام روحوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی ان کو بھی ان کی نیند کی حالت میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن کے بارے میں اس نے موت کا فیصلہ کر لیا انہیں اپنے پاس روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک معین وقت تک کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ یقیناً اس بات میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔ جو غور و فکر سے کام لیتا ہے۔

انی متوفیک کے معنی میں یہ بھی لکھا گیا کہ میں تمہیں اپنی طرف لے لونگا اور اُٹھا لوں گا۔

2......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان **قبل موتہ** کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں نزول کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو ان پر ایمان نہ لائے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کافر سے اسلام کے سوا اور کچھ قبول نہ کریں گے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں کافر اسلام نہ لائے تو اس سے جزیہ قبول کیا جاتا ہے اور ہر کافر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو سونگھے گا وہ اسی وقت مر جائے گا۔

قبل موتہ سے مراد یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اہل کتاب سے کوئی شخص اس وقت تک نہ مرے گا جب تک عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ اگرچہ اس کا ایمان قبول نہ ہو۔ پھر بھی وہ ایمان ضرور لائے گا کیونکہ اسے موت سے پہلے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' خدا نہیں۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ کیا سب انبیاء زندہ نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ (بیہقی)

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں اور وہ آسمان پر روح و جسم کے ساتھ حقیقی زندگی بسر کر رہے ہیں مگر باقی انبیاء علیہم السلام کی زندگی مختلف ہے کہ وہ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ مرے نہیں اور قبر میں داخل نہیں ہوئے۔ لہٰذا

وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آسمان پر اپنی روح اور جسم کے ساتھ حقیقی زندگی بسر کر رہے ہیں مگر باقی انبیاء علیہم السلام نے سکرات موت کا مشاہدہ کیا ہے اور ان کی ارواح جسموں سے نکل چکی ہیں جس سے وہ قبروں میں زندہ ہیں اور حیات برزخیہ میں ہیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل

گزشتہ صفحات میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھا لیا ہے اور بہت سے شرعی دلائل سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور ان کا نزول قیامت کی علامات میں سے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں نزول کے متعلق بہت سے دلائل ہیں۔

قرآنی دلائل

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○ وَقَالُوا ءَ أَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ○ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ○ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○ (زخرف:۵۷تا۶۱)

ترجمہ: اور جب (عیسیٰ) ابن مریم کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم کے لوگ یکا یک شور مچانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ جو۔ انہوں نے تمہارے سامنے یہ مثال محض کٹ حجتی کیلئے دی ہے۔ بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو وہ (یعنی عیسیٰ) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کیلئے ان کو ایک نمونہ بنایا تھا اور اگر ہم چاہیں تو تم سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بن کر رہا کریں اور یقین رکھو کہ وہ (عیسیٰ) قیامت کی ایک نشانی ہیں اس لئے تم اس میں شک نہ کرو۔ اور میری بات مانو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَاِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" سے مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول قیامت کی علامات میں سے ہے۔ (مسند احمد)

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت آنے کی نشانی ہے کیونکہ ان کا نزول قیامت کی علامات میں سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نزول دنیا کے اختتام اور آخرت کے آنے کی دلیل ہے۔ (تفسیر طبری)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاo بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًاo وَاِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًاo (النساء:۱۵۷۔۱۵۹)

ترجمہ: اور یہ کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا تھا۔ حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا نہ انہیں سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں۔ اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا اور اللہ بڑا صاحب اقتدار بڑا حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے۔ اور قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان "لیؤمنن بہ" اور "قبل موتہ" میں اکثر مفسرین نے ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔

علامہ ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "وَاِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اہل کتاب میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے۔

احادیث مبارکہ

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ہم قیامت کے متعلق بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کون سی باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ قیامت کو یاد کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک اس سے پہلے تم دس علامات نہ دیکھ لو۔ دھواں' دجال' چوپایہ' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ایسا وقت قریب آنے والا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہو کر عدل وانصاف کریں گے اور صلیب توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ کا سلسلہ ختم کریں گے کہ کسی کافر سے جزیہ قبول نہ کریں گے اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ صدقہ زکوٰۃ وغیرہ کے مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا حتیٰ کہ اس وقت ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

صلیب توڑنے سے مراد وہ صلیب ہے جس کے متعلق عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ اس صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی۔

خنزیر کو قتل کریں گے سے مراد خنزیر ایک معروف جانور ہے اور ہمارے اسلام میں اس کو کھانا حرام ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو حکم فرمائیں گے کہ سب خنزیروں کو قتل کر دیا جائے۔ یہ اس لیے کہ خنزیر کا حرام ہونا شدید انداز میں واضح ہو جائے۔

جزیہ کا سلسلہ ختم کریں گے۔ حدیث کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جزیہ وہ ہے جو مسلمان اپنے ہاں مقیم غیر مسلموں سے لیتے ہیں کہ یا وہ اسلام قبول کرلیں یا

جزیہ دے کر رہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کفار یا تو اسلام لائیں ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے اور جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا کا معنی یہ ہے کہ لوگوں میں نماز اور عبادات کی رغبت بڑھ جائے گی کیوں کہ ان میں دنیاوی خواہشات اور اُمیدیں کم ہو جائیں گی اور زہد آ جائے گا اور انہیں قیامت کے قریب ہونے کا یقین آ جائے گا اور اس زمانہ میں اس قدر وافر مال ہوگا کہ مسلمان کو کسب معاش کی فکر نہ ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے ہوگا جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔ (ابونعیم)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل متواتر ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے دلائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر چلے آ رہے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت حسن اشعری، علامہ طبری، علامہ ابن کثیر اور علامہ سفارینی ان سب علماء نے نزول مسیح کے دلائل کو متواتر کہا ہے۔

مسئلہ: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلیں گے یا کوئی اور شریعت لے کر آئیں گے؟

جواب: علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری زمانہ میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اس اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدی پر ہی عمل کریں گے اور آسمان سے کوئی نئی شریعت لے کر نہ آئیں گے۔

فائدہ: سوال: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہیں؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بلند پایہ پیغمبر ہیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے کیونکہ وہ واقعہ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں ملے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہوئے تھے اور اسی پر ان کی وفات ہوگی۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔(نعوذ باللہ) اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہود نے انہیں قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا اور پھر تین دن بعد وہ آسمان کی طرف اُٹھا لیے گئے اور وہ اپنے والد (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ بیٹھے ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

اہل کتاب ہماری طرح دو مسیحیوں کو ثابت کرتے ہیں

1...... مسیح ھدی: جو حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

2...... مسیح گمراہ: اہل کتاب اسے حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل میں سے کہتے ہیں جو کہ مسیح دجال ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کے عقائد کے مقابلہ میں عیسائیوں کے عقائد مختلف ہیں۔

1...... عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں جبکہ یہ باطل اور غلط عقیدہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بشر ہیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔

2...... عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ نہ انہیں قتل کیا گیا نہ سولی پر لٹکایا گیا۔

3...... عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا پھر وہ تین دن بعد آسمان کی طرف اُٹھا لیے گئے جبکہ یہ غلط اور باطل نظریہ ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ نہ انہیں قتل کیا گیا نہ سولی پر لٹکایا گیا بلکہ وہ زندہ آسمان کی طرف اُٹھا لئے گئے۔

جن حالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے

آخری زمانہ میں مسلمان عیسائیوں کے خلاف جنگ عظیم لڑ کر فارغ ہوئے ہوں گے

اور قسطنطنیہ کی سلطنت عیسائیوں سے چھینی ہوگی۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ مسلمان قسطنطنیہ کو اسلحہ کے بغیر فتح کریں گے کہ ان کا اسلحہ تکبیر وتہلیل اور تحمید ہوگا تو اس وقت شیطان انہیں آواز دے کر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے تو مسلمان قسطنطنیہ سے دمشق کی طرف چلیں گے کیونکہ اس وقت دمشق مسلمانوں کا مرکز ہوگا۔ اس وقت حقیقتاً دجال نکل آئے گا جس سے عظیم فتنہ پھیل جائے گا۔

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مدینہ کی شوریدہ زمین پر آئے گا اور مدینہ میں اس کا داخل ہونا حرام ہوگا۔ اس وقت مدینہ کی زمین اپنے رہائشیوں پر تین مرتبہ کانپے گی تو مدینہ میں سے ہر منافق مرد و عورت دجال کی طرف نکل جائیں گے۔ پھر دجال شام کی طرف چلے گا حتیٰ کہ اس کے کچھ پہاڑوں پر آئے گا اور وہاں کے باقی مسلمانوں کو گھیر لے گا۔ وہ وقت مسلمانوں پر شدید مصیبت کا ہوگا کہ ان میں سے ایک مسلمان کہے گا' اے مسلمانوں کے گروہ! تم کب تک اس حالت میں رہو گے جبکہ اللہ کا دشمن تمہاری زمین پر اترا ہوا ہے تم دو نیکیوں کے درمیان ہو یا تو اللہ تعالیٰ اس کے خلاف جنگ میں تمہیں شہادت نصیب فرما دیں یا تمہیں اس پر غالب کر دیں تو وہ موت پر بیعت کریں گے جس بیعت کی سچائی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ وہ سچے دل سے بیعت کریں گے۔ پھر ان پر ایک ایسا اندھیرا آئے گا جس میں کوئی اپنا ہاتھ بھی نہ دیکھ سکے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ جب اندھیرا ختم ہو جائے گا تو مسلمان آپس میں ایک شخص کو پائیں گے جس نے جنگی لباس پہنا ہوا ہوگا وہ اس سے پوچھیں گے اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ وہ کہیں گے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ' اس کا رسول اور اس کی روح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو تین اختیارات دیں گے۔ تم اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے ساتھیوں پر آسمان سے عذاب بھیجیں یا ان پر زمین دھنسا دیں یا ان پر تمہارے اسلحہ کو مسلط کر دیں اور ان کے اسلحہ کو تمہارا سامنا کرنے سے روک دیں تو مسلمان کہیں گے کہ اے اللہ کے رسول! یہی تیسرا اختیار ہمیں پسند ہے کہ ہم ان سے جنگ لڑتے ہیں تاکہ ہمارے سینے کی آگ بجھ جائے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت دیکھو گے کہ بڑی جسامت اور کھانے پینے والا یہودی مسلمانوں کے ڈر کی وجہ سے اپنے ہاتھ میں تلوار بھی نہ اُٹھا سکے گا تو مسلمان اُٹھ کر ان پر مسلط ہو جائیں گے اور دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح تانبا پگھلتا ہے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام آ کر اس کو قتل کر دیں گے۔ (معمر)

گزشتہ صفحات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کو قتل کرنے کی تفصیل گزر چکی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کیسے؟ اور کہاں ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر ہوگا اور ان پر دو جبے ہوں گے جو پیلے رنگ کے ہوں گے اور ان پر زعفران ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ دمشق کے مشرقی جانب سفید مینار پر اُتریں گے اور نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی تو مسلمانوں کے قائد انہیں کہیں گے اے اللہ تعالیٰ کی روح آگے بڑھیں اور امامت کرائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیں کہ نماز کی اقامت آپ ہی کیلئے ہوئی ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس مینار کی از سر نو تعمیر ۷۴۱ھ میں سفید پتھر سے ہوئی تھی اور جو مال اس کی تعمیر میں صرف ہوا تھا وہ عیسائیوں کے مال میں سے تھا جنہوں نے اسے جلا کر از سر نو تعمیر کیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اس مینار کا جلانا اور از سر نو تعمیر کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سفید مینار کی تعمیر کے لیے عیسائیوں کا مال خرچ کرایا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس پر نازل ہوں۔ (النہایہ)

اور میں نے بذات خود دمشق میں جا کر اس سفید مینار کی زیارت کی جس کے بارے میں مشہور ہو چکا ہے کہ اسی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور میں نے

اس کی تصویر بھی لی۔ وہ مینار ایک بازار کے داخل ہونے کے راستہ پر ہے نہ کہ مسجد پر اور جس علاقہ میں یہ مینار ہے اس کے اکثر رہائشی عیسائی ہیں اور میں نے اس مینار کی تصویر ساتھ لگائی ہے اور مجھے پختہ یقین نہیں کہ آیا یہ وہی مینار ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے یا وہ کوئی اور مینار ہے۔ (واللہ اعلم)

یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جس مینار پر نازل ہوں گے وہ مسجد اموی جو کہ دمشق میں ہے اس کے میناروں میں سے کسی ایک مینار پر نازل ہوں گے مگر میں اس مینار کے بارے میں بھی پختگی سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک اور جن حالات میں وہ نازل ہوں گے ان کے بارے میں مطلع فرمایا تاکہ ہمیں پہچان ہو سکے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ لمبے ہوں گے نہ زیادہ چھوٹے قد کے ہوں گے اور ان کی رنگت سرخی وسفیدی کی طرف مائل ہوگی۔ کھلے سینے والے ہوں گے اور ان کے سر کے بال لمبے ہوں گے۔ اگر کوئی ان کے بالوں کی طرف دیکھے تو ایسا محسوس ہوگا کہ گیلے ہونے کی وجہ سے پانی ٹپکتا ہے مگر وہ گیلے نہ ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سب سے زیادہ مشابہت حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میری ملاقات حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی رنگت سرخی وسفیدی کی طرف مائل تھی۔ گویا کہ وہ ابھی جائے غسل سے نکلے ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں نے حضرت ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشادہ سینے والے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں نے خواب میں خود کو کعبہ کے نزدیک پتھر کے پاس پایا اور قریش مجھ سے معراج کے متعلق پوچھ رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیوں کے متعلق پوچھا جن پر میں نے غور نہ کیا تھا تو مجھے بہت پریشانی ہوئی کہ اس جیسی پریشانی کبھی نہ ہوئی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میری آنکھوں کے سامنے کر دیا تو قریش جو کچھ مجھ سے پوچھتے گئے میں بتاتا گیا اور میں نے خود کو کچھ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں پایا اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سب سے زیادہ مشابہت حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی۔ (مسلم شریف)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعمال اور جو کچھ ان کے زمانہ میں واقع ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اور دجال کو قتل کرنے کے بعد مسلمانوں کے حالات درست ہو جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ کام ایسے ہوں گے جو ان کے ذمہ ہوں گے۔

1)...... اسلام کے قانون کو نافذ کرنا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرنا اور دیگر ادیان باطلہ کو ختم کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ایسا وقت آنے والا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عدل وانصاف کے ساتھ تم میں نازل ہوں گے اور وہ صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کا سلسلہ ختم کر دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

2)...... اللہ تعالیٰ کے کلمہ توحید کو اونچا کرنا اور یہود و نصاریٰ کے ادیان کو ختم کرنا اور جزیہ کے سلسلہ کو ختم کرنا۔

3)...... مسیح الدجال کو قتل کرنا۔

4)......لوگوں میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرنا اور سلامتی پھیلانا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر ان کی مائیں مختلف ہیں اور سب کا دین ایک ہی ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لوگوں سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ ضرور نازل ہوں گے۔ اگر تم نے انہیں دیکھا تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد والے ہوں گے اور ان کی رنگت سرخی وسفیدی کی طرف مائل ہوگی۔ وہ خنزیر کو قتل اور جزیہ کے سلسلہ کو ختم کریں گے۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ اور ملتوں کو ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح الدجال کو ہلاک کر دیں گے۔ زمین پر امن پھیل جائے گا حتیٰ کہ شیر اونٹنیوں کے ساتھ چریں گے اور چیتے گائے کے ساتھ چریں گے اور لومڑیاں بکریوں کے ساتھ چریں گی اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے اور وہ زمین پر چالیس سال رہیں گے پھر وفات پا جائیں گے۔ پھر مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ (مسند احمد)

5)......امن وسلامتی پھیل جائے گی۔

6)......قریش کی حکومت ختم ہو جائے گی۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری اُمت میں انصاف کی حکومت کریں گے اور عدل والے امام ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے۔ مال کی فراوانی کی وجہ سے صدقہ لینے والا کوئی نہ ملے گا' لوگ بکریاں اور اونٹنیاں چرانا چھوڑ دیں گے' دلوں سے بغض اور جھگڑے اُٹھا لیے جائیں گے' زہریلے جانوروں سے زہر نکال لیا جائے گا حتیٰ کہ چھوٹا بچہ سانپ کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈالے گا اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا' چھوٹا بچہ شیر کے ساتھ کھیلے گا اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا' لومڑی بکریوں میں ایسے ہوگی جیسے ان میں کتا ہو' زمین میں سلامتی ایسے بھر دی جائے گی جیسے برتن میں پانی بھرا جاتا ہے' سب میں اتفاق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی

عبادت نہ کی جائے گی' جنگوں کے سامان رکھ دیئے جائیں گے' قریش سے حکومت چھین لی جائے گی' زمین نباتات ایسے اُگائے گی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں اُگاتی تھی حتیٰ کہ کچھ لوگ انگور کے خوشہ پر اکٹھے ہوں گے تو اسی سے ان کے پیٹ بھر جائیں گے۔ (یعنی زمانہ میں برکت پھیلنے کی وجہ سے ۳۔۱۹ افراد انگور کے خوشہ سے پیٹ بھر لیں گے) ایسے لوگ ایک انار سے بھی پیٹ بھر کر کھالیں گے۔ (ابن ماجہ)

7)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے زمانہ کے بعد زندگی خوش نصیب ہے کہ آسمان کو بارش کی اجازت دے دی جائے گی' زمین کو سبزہ اُگانے کی اجازت دے دی جائے گی حتیٰ کہ اگر کسی نے پہاڑ کے پتھر کے نیچے بیج بویا تو پودا نکل آئے گا اور اگر کوئی شخص شیر کے نزدیک گزرے گا تو اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا اور اگر کوئی سانپ کے اوپر سے گزر جائے تو اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا اس وقت نہ جھگڑے نہ حسد اور نہ بغض ہوگا۔ (دیلمی)

8)...... جنگ اور لڑائیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انصاف والے امام ہوں گے اور تم میں عدل کریں گے صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' سلامتی لوٹ آئے گی اور تلواروں کو خنجر کی جگہ استعمال کیا جائے گا' زہریلے جانوروں سے زہر ختم ہو جائے گا' آسمان اپنا رزق اُتار دے گا' زمین اپنی برکت نکال دے گی۔ (مسند احمد)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے والوں کی فضیلت

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میری اُمت میں سے دو جماعتیں ایسی ہوں گی جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نجات دی ہوگی۔ ان میں سے ایک جماعت ہندوستان کے خلاف جنگ لڑے گی اور دوسری جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔ (نسائی شریف)

آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسروں کے علاوہ نازل ہونے کی حکمت

ہوسکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں سوال پیدا ہو کہ آخری زمانہ میں دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی کیا حکمت ہے؟

بعض علماء نے یہ حکمت بیان کی ہے کہ:

1...... یہود کو جواب دینے کے لیے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور تاکہ ان کا جھوٹا دعویٰ ظاہر ہو جائے بلکہ انہیں پتہ چلے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی انہیں قتل کریں گے اور ان کے سربراہ کو بھی (دجال) کو قتل کریں گے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے۔ (فتح الباری)

2...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کتاب انجیل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی فضیلت دیکھی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ ۝ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: یہ ہیں ان کے اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہوگئی۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور انہیں باقی رکھا تاکہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تجدید فرمائیں یعنی جو کچھ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے مٹ چکا اسے دوبارہ پھیلائیں۔

3...... بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قریب ہوگی اس لیے وہ نازل ہوں گے تاکہ زمین میں دفن ہوں کیونکہ ایسا نہیں ہوسکتا

کہ مٹی سے پیدا کی ہوئی مخلوق زمین کے علاوہ کہیں دفن کی جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت اتفاقاً دجال کا نکلنا ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کریں گے۔

4...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کو جھٹلانے کے لیے نازل ہوں گے تاکہ ان کا جو دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں وہ جھوٹا ثابت ہو جائے اور اسلام کے علاوہ باقی سب مذاہب کو ختم کریں گے' صلیب توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کا سلسلہ ختم کریں گے۔

5...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی خصوصی تعلق تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی اور نبی نہیں تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں دوسروں سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حق دار ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آیا۔ (مسند احمد)

اور اس لیے بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگوں کو ان کی بشارت دی تھی اور ان پر ایمان لانے کی دعوت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْ إِسْرَائِيلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَأْتِيْ مِن بَعْدِيْ اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ0 (سورۃ الصف:٦)

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے پھر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کا فرما رہے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ اگر میری عمر دراز ہوئی تو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کروں اور اگر مجھے موت آ گئی تو جس کسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملیں تو انہیں میری طرف سے سلام پہنچا دے۔ (مسند احمد)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد زمین پر رہنے کی مدت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل حدیث کے آخر میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال رہیں گے پھر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ ادا کریں گے۔ (مسند احمد)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالّذی نفسی بیدہٖ لیھلن بن مریم بفج الروحاء حاجّا او معتمراً أو لیثنیھما. (مسلم شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فج الروحاء سے حج کا احرام باندھیں گے اور وہ حج یا تو تمتع ہوگا یا قران ہوگا۔ (فج الروحاء مکہ اور مدینہ کے درمیان جگہ کا نام ہے)۔

(3)

قوم یاجوج وماجوج کا نکلنا

آغاز

یاجوج و ماجوج دو بڑے قبیلے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور بعض کتب میں لکھا گیا کہ ان میں سے بعض چھوٹے قد کے اور بعض چھوٹی عمر کے ہیں اور ان میں سے بعض بڑے بھی ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو اپنا کان زمین پر بستر کی طرح بچھا لیتے ہیں اور دوسرے کان سے چادر کا کام لیتے ہیں جبکہ ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ وہ آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں اور ان کی شکل وصورت بھی انسانوں کی طرح ہے مگر وہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے زمانہ میں زمین پر فساد پھیلائے ہوئے تھے تو ان کے پڑوسیوں نے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام سے گزارش کی کہ ان کے اور ہمارے درمیان دیوار قائم کردیں تاکہ یاجوج وماجوج کو ہماری زمین میں فساد پھیلانے کا موقع نہ ملے۔

یاجوج وماجوج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج اپنی دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں پھیل جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو بیت المقدس میں ایک پہاڑ پر گھیر لیں گے، وہ وقت مسلمانوں پر سب سے زیادہ سخت اور پریشانی کا ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردن پر ایک کیڑا مسلط کریں گے جو ان کی گردنوں کو کھا جائے گا تو وہ دوسرے دن صبح سب کے سب ایک انسان کی طرح مر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

اب آئندہ صفحات میں یاجوج وماجوج کا مفصل ذکر کیا جائے گا۔

یاجوج وماجوج پر دیوار قائم کرنے کا واقعہ

اللہ تعالیٰ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے قصہ میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَباًo حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْماً لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلاًo قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجاً عَلَى أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدّاًo قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْماًo آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَاراً قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْراً o فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْباًo (سورہ کہف:۹۲تا۹۷)

ترجمہ: اس کے بعد وہ ایک اور راستے کے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو انہیں ان پہاڑوں سے پہلے کچھ لوگ ملے جن کے بارے میں ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی بات نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا: اے ذُوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس زمین میں فساد پھیلانے والے لوگ ہیں۔ تو کیا ہم آپ کو کچھ مال کی پیش کش کر سکتے ہیں، جس کے بدلے آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی دیوار بنا دیں؟'' ذُوالقرنین نے کہا: ''اللہ نے مجھے جو اِقتدار عطا فرمایا ہے، وہی (میرے لئے) بہتر ہے۔ لہٰذا تم لوگ (ہاتھ پاؤں کی) طاقت سے میری مدد کرو، تو میں تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دُوں گا۔ مجھے لوہے کی چادریں لا دو'' یہاں تک کہ جب انہوں نے (درمیانی خلا کو پاٹ کر) دونوں پہاڑی سروں کو ایک دوسرے سے ملا دیا تو کہا کہ: اب آگ دہکاؤ'' یہاں تک کہ جب اس (دیوار) کو لال انگارا کر دیا تو کہا کہ: ''پگھلا ہوا تانبا لاؤ، اب میں اس پر اُنڈیلوں گا۔'' چنانچہ (وہ دیوار ایسی بن گئی کہ) یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھنے کی طاقت رکھتے تھے، اور نہ اُس میں کوئی سوراخ بنا سکتے تھے۔

ذوالقرنین علیہ السلام کون ہیں؟

ذوالقرنین علیہ السلام ایک نیک بادشاہ گزرے ہیں اور اہل علم کے راجح قول کے مطابق نبی نہ تھے۔ انہیں ذوالقرنین اس لیے کہا گیا وہ زمین میں مشرق و مغرب کی حد تک پہنچے تھے اور وہ سکندر مقدونی نہیں تھے کیونکہ اسکندر کافر تھا اور اس کا زمانہ ذوالقرنین علیہ السلام کے زمانہ سے دو سال بعد کا تھا۔ (واللہ اعلم)

اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں ذوالقرنین علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے زمین کے مشرق و مغرب کی حد تک سیاحت کی حتیٰ کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایسے علاقہ میں پہنچے جہاں دو پہاڑوں کے درمیان کا علاقہ تھا جو ارضِ ترک سے ہٹ کر ارمینیہ اور آذربائیجان کے نیچے ہیں۔

قرآن کریم میں سدین کے لفظ سے دو پہاڑ مراد ہیں جن کے درمیان ایک سوراخ ہے جس سے یاجوج وماجوج ارض ترک پر نکلیں گے اور وہاں فساد پھیلائیں گے۔

ذوالقرنین علیہ السلام کے زمانہ میں جب ترک نے دیکھا کہ ان کے پاس طاقت وقوت ہے تو انہوں نے حضرت ذوالقرنین سے گزارش کی کہ ان کے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان ایک دیوار قائم کر دیں جہاں سے یاجوج و ماجوج ارضِ ترک پر حملہ آور ہوتے تھے اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اکٹھا کر کے آپ کو اس کا معاوضہ دیں گے مگر ذوالقرنین علیہ السلام نے بغیر معاوضہ کے دیوار قائم کرنے کا ارادہ کیا تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب ملے۔ حضرت ذوالقرنین نے دیکھا کہ سب سے بہتر دیوار قائم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ کو ہموار کر کے دیوار قائم کی جائے تو انہوں نے اہل ترک سے گزارش کی کہ وہ ان کی مدد کریں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

☆ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝

ترجمہ: لہٰذا تم لوگ (ہاتھ پاؤں کی) طاقت سے میری مدد کرو، تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔

پھر حضرت ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان لوہے کے ٹکڑے بچھا کر اہل ترک سے کہا کہ "انفخوا" یعنی آگ دھکاؤ۔ حتیٰ کہ لوہے کے ٹکڑے سرخ ہو کر آگ کی طرح ہو گئے۔ پھر ان سے پگھلا ہوا تانبا منگوایا جو اس سرخ لوہے کے ٹکڑوں پر انڈیل دیا تو وہ لوہے کے ٹکڑے ایک دوسرے سے جڑ گئے جس سے وہ سیسہ پلائی ہوئی مضبوط دیوار بن گئی اور یاجوج و ماجوج فساد پھیلانے کے لیے اس دیوار کو پار نہ کر سکتے نہ اس کی مضبوطی کی وجہ سے اس کے نیچے سے گزر سکتے تھے۔ اس طریقے سے ذوالقرنین علیہ السلام نے یاجوج و ماجوج کے سامنے ایک مضبوط دیوار قائم کر دی۔

یاجوج و ماجوج کی کثرت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔ اگر انہیں لوگوں پر چھوڑ دیا

جائے تو لوگوں کی زندگی برباد کردیں گے اور ان میں سے کوئی ایک مرے گا تو اپنے پیچھے ضرور ہزار کی تعداد سے زیادہ نسل چھوڑ جائے گا۔(طبرانی کبیر واوسط)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کیا ہے نو حصوں میں فرشتے اور ایک حصہ میں پوری مخلوق بنائی۔ پھر فرشتوں کو دس حصوں میں تقسیم کیا جس سے ۹ حصے صبح وشام تسبیح کرتے ہیں اور ایک حصہ کو دیگر کاموں کے لیے رکھا اور مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کیا' ۹ حصوں میں جنات کو پیدا کیا ایک حصہ میں بنی آدم کو پیدا کیا اور بنی آدم کو دس حصوں میں تقسیم کیا جس میں سے ۹ حصوں میں یاجوج وماجوج کو پیدا کیا اور ایک حصہ میں باقی مخلوق کو پیدا کیا۔(حاکم)

یہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے نہ کہ حدیث میں نے یہ قول یہاں فائدہ کے طور پر ذکر کر دیا ہے۔(واللہ اعلم)

یاجوج وماجوج کا حلیہ

حضرت خالد بن عبداللہ ہرملہ اپنی خالہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچھو کے ڈنگ کے شدید درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے تم کہتے ہو کہ دشمن نہیں ہے! تم لڑتے رہو گے حتیٰ کہ یاجوج وماجوج نکل آئیں گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ان کے سر کے بالوں کی رنگت کالی اور سرخی کی طرف مائل ہوگی اور وہ ہر اونچی جگہ سے نکلتے اور زمین پر پھیلتے چلے جائیں گے۔(مسند احمد وطبرانی)

یاجوج وماجوج اپنے سامنے والی دیوار کو کیسے توڑیں گے؟

گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے کہ یاجوج وماجوج دو قبیلے ہیں اور انہوں نے زمین پر فساد پھیلایا ہوا تھا حتیٰ کہ ذوالقرنین نے ان کے اور لوگوں کے درمیان دیوار قائم کردی تھی جس سے یاجوج وماجوج بغیر کسی شک کے اس دیوار کے پیچھے زندہ ہیں اور ان کے پاس اتنا کھانے پینے کا سامان موجود ہے جس سے وہ اپنے طور پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

یاجوج وماجوج اس وقت سے دیوار کو توڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب وہ اس دیوار کو توڑ کر باہر نکل آئیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دیوار کے متعلق بات کرتے ہوئے فرمایا کہ...... پھر وہ ہر دن اس دیوار کو توڑیں گے حتیٰ کہ ایک دن جب دیوار توڑ رہے ہوں گے کہ ان کا سربراہ انہیں کہے گا واپس لوٹ جاؤ باقی کل توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے کو واپس پہلے سے بھی سخت فرما دیں گے حتیٰ کہ ان کے نکلنے کا وقت آ جائے گا اور انہیں اللہ تعالیٰ نکالنا چاہتے ہوں گے تو اس دن ان کا سربراہ انہیں کہے گا واپس لوٹ جاؤ باقی ان شاء اللہ کل توڑیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ دوسرے دن واپس لوٹیں گے تو اس دیوار کو جیسے چھوڑ گئے تھے ویسے ہی پائیں گے (یعنی جہاں تک دیوار توڑ چکے تھے ویسے رہ جائے گی) وہیں سے توڑنا شروع کریں گے حتیٰ کہ اس دیوار کو توڑ کر نکل آئیں گے اور پانی پی جائیں گے اور لوگ ان سے دور بھاگ جائیں گے پھر یاجوج وماجوج اپنے تیر آسمان کی طرف بھیجیں گے تو وہ تیر خون آلودہ ہو کر زمین پر واپس آئیں گے۔ (مسند احمد و ترمذی)

گزشتہ حدیث میں تین فائدے ہیں:

1...... اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دیوار کو صبح شام توڑنے کی ہمت نہیں دی کیونکہ اگر ایسا کرتے تو انہوں نے کب کی دیوار توڑ لی ہوتی۔

2...... اللہ تعالیٰ نے یاجوج وماجوج کو اس دیوار پر چڑھنے کی ہمت نہیں دی نہ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بات ان کے ذہن میں ڈالی ہے' یا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کوشش کی ہو مگر وہ دیوار کی بلندی کی وجہ سے پار نہ کر پائے ہوں۔

3...... اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو ان شاء اللہ کہنے کی اس وقت اجازت دیں گے جب قیامت قریب آ جائے گی اور ان کے نکلنے کا وقت ہو جائے گا۔

گزشتہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج میں حکومت اور رعایا ہیں اور ان میں اہل حرفت لوگ بھی ہیں اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں اور اس کی قدرت اور مشیت پر بھروسہ بھی کرتے ہیں۔

یا یہ بھی احتمال ہے کہ ان شاء اللہ کا جملہ اللہ تعالیٰ ان کے سربراہ کی زبان پر جاری کردیں گے بغیر اسے ان شاء اللہ کے لفظ کی سمجھ آنا جس سے ان شاء اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مشیت نافذ ہو جائے گی۔ (فتح الباری)

یاجوج وماجوج کے متعلق آیات واحادیث

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا .... جميعًا (سورہ کہف)

ترجمہ: اور یہ لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ: ''میں ان کا کچھ حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں'' واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو زمین میں اقتدار بخشا تھا، اور انہیں ہر کام کے وسائل عطا کیے تھے، جس کے نتیجے میں وہ ایک راستے کے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچے، تو انہیں دکھائی دیا کہ وہ ایک دلدل جیسے (سیاہ) چشمے میں ڈوب رہا ہے، اور وہاں انہیں ایک قوم ملی۔ ہم نے (ان سے) کہا: ''ذوالقرنین! (تمہارے پاس دو راستے ہیں:) یا تو ان لوگوں کو سزا دو، یا پھر ان کے معاملے میں اچھا رویہ اختیار کرو''۔ انہوں نے کہا: ''ان میں سے جو کوئی ظلم کا راستہ اختیار کرے گا، اُسے تو ہم سزا دیں گے، پھر اُسے اپنے رب کے پاس پہنچا دیا جائے گا، اور وہ اُسے سخت عذاب دے گا۔ البتہ جو کوئی ایمان لائے گا، اور نیک عمل کرے گا، تو وہ بدلے کے طور پر اچھے انجام کا مستحق ہوگا، اور ہم بھی اُس کو اپنا حکم دیتے وقت آسانی کی بات کہیں گے۔'' اس کے بعد وہ ایک راستے کے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جسے ہم نے اُس (کی دھوپ) سے بچنے کے لئے کوئی اوٹ مہیا نہیں کی تھی۔ واقعہ اسی طرح ہوا، اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (ساز وسامان) تھا، ہمیں اُس کی پوری پوری خبر تھی۔ اس کے بعد وہ ایک اور راستے کے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو انہیں ان پہاڑوں سے پہلے کچھ لوگ ملے جن کے بارے میں ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی بات نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا: ''اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس زمین

میں فساد پھیلانے والے لوگ ہیں۔ تو کیا ہم آپ کو کچھ مال کی پیش کش کر سکتے ہیں، جس کے بدلے آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی دیوار بنا دیں؟''

ذُوالقرنین نے کہا: ''اللہ نے مجھے جو اقتدار عطا فرمایا ہے، وہی (میرے لئے) بہتر ہے۔ لہٰذا تم لوگ (ہاتھ پاؤں کی) طاقت سے میری مدد کرو، تو میں تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دُوں گا۔ مجھے لوہے کی چادریں لا دو۔'' یہاں تک کہ جب انہوں نے (درمیانی خلا کو پاٹ کر) دونوں پہاڑی سروں کو ایک دوسرے سے ملا دیا تو کہا کہ: اب آگ دہکاؤ'' یہاں تک کہ جب اس (دیوار) کو لال انگارا کر دیا تو کہا کہ: ''پگھلا ہوا تانبا لاؤ، اب میں اس پر اُنڈیلوں گا۔'' چنانچہ (وہ دیوار ایسی بن گئی کہ) یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھنے کی طاقت رکھتے تھے، اور نہ اُس میں کوئی سوراخ بنا سکتے تھے۔ ذُوالقرنین نے کہا: ''یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے ایسی دیوار بنانے کی توفیق دی) پھر میرے رب نے جس وقت کا وعدہ کیا ہے، جب وہ وقت آئے گا تو وہ اس (دیوار) کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ بالکل سچا ہے۔'' اور اُس دن ہم ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ وہ موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں گے، اور صور پھونکا جائے گا، تو ہم سب کو ایک ساتھ جمع کر لیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حَتّٰٓى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ۝ (انبیاء:۹۶)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے۔

حضرت اُم المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوف زدہ تشریف لائے اور فرما رہے تھے لا الٰہ الا اللہ اہل عرب ہلاک ہو گئے کہ ایک شر ان کے قریب پہنچ گیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اس طرح سوراخ ہو چکا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت والی انگلی اور انگوٹھے سے گول دائرہ بنا کر اشارہ فرمایا۔

اُم المومنین نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک و صالح بندے بھی ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں' اگر خباثتیں پھیل گئیں۔ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ انہیں وحی بھیجیں گے کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن کا کوئی سامنا نہ کر پائے گا نہ ان سے کوئی لڑ سکے گا۔ لہٰذا مسلمانوں کو جبل طور لے کر چلے جاؤ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے اے آدم!

آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں حاضر ہوں' خیر اور سعادت آپکے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لوگوں میں سے اہل جہنم کو نکالو۔

حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے اے اللہ! اہل جہنم سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہر ہزار کی تعداد میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹) نکالو۔ اس وقت غم اور دہشت کی وجہ سے بچہ بھی بوڑھا ہو جائے گا اور ہر پیٹ والی عورت اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں پاؤ گے جبکہ وہ نشہ کی حالت میں نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شدت کی وجہ سے ان پر یہ حالت ہوگی۔

پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا جو جنت میں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اچھی اُمید رکھو تم میں سے ایک شخص ہوگا اور ہزار یاجوج و ماجوج میں سے ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھا حصہ بن جاؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکبیر پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ بنو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکبیر پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا' میری خواہش ہے کہ تم اہل جنت کا آدھا حصہ بنو۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکبیر پڑھی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تم قیامت کے دن لوگوں میں اس طرح ہو گے جیسے سفید بیل کی جلد میں کالا بال ہوتا ہے یا کالے بیل کی جلد پر سفید بال ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالیں گے جو ہر اونچائی سے اُترتے ہوئے زمین پر پھیلتے جائیں گے تو یاجوج و ماجوج کا پہلا حصہ طبریہ سمندر سے گزرے گا تو اس کا پانی پی جائے گا۔ جب ان کا آخری حصہ طبریہ سے گزرے گا تو وہ اس سمندر کی طرف دیکھ کر کہے گا کہ کسی زمانہ میں یہاں پانی ہوتا تھا۔ (مسلم شریف)

طبریہ سمندر کو کبھی جلیل سمندر بھی کہتے تھے جو فلسطین کی شمالی جانب واقع ہے اور اس میں نہر اُردن بہتی ہے۔ طبریہ سمندر کی لمبائی ۲۳ کلو میٹر ہے اور چوڑائی ۱۳ کلو میٹر ہے اور اس کی گہرائی ۴۴ میٹر سے زیادہ نہیں ہے اور اس کی سطح سمندری سطح سے ۲۱۰ میٹر نیچے ہے۔

گزشتہ حدیث کی تکمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر یاجوج و ماجوج چلتے جائیں گے یہاں تک کہ جبل خمر تک پہنچ جائیں گے جو بیت المقدس میں ہے تو کہیں گے کہ ہم نے اہل زمین کو قتل کر دیا آؤ اب مل کر اہل آسمان کو قتل کرتے ہیں تو یاجوج و ماجوج اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے ان کی طرف لوٹائیں گے۔

یاجوج و ماجوج نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کو گھیرا ہوا ہو گا حتیٰ کہ بیل کا سر ان کے لیے تمہارے اس زمانہ کے سو دیناروں سے بہتر ہو گا۔ (یعنی ان کی شدید بھوک وافلاس کی وجہ سے یہ حالت ہو گی کہ مسلمانوں کو بیل کا سر بھی مل جاتا تو اس سے اتنا خوش ہوتے جتنا کہ اس زمانہ میں سو دینار ملنے پر تمہیں (یعنی صحابہ کو) خوشی ہوتی ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے کہ انہیں اس فتنہ سے نجات دیں تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں پر ایک کیڑا مسلط کریں گے جس سے وہ اگلے دن سب کے سب ایک آدمی کی موت کی طرح (یکلخت) مر جائیں گے۔ پھر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان زمین پر اُتریں گے تو انہیں زمین پر ایک بالشت زمین بھی نہ ملے گی جس میں یاجوج و ماجوج کے مرنے کی وجہ سے شدید بدبو نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان دُعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجیں گے جن کی گردنیں اونٹنیوں کی طرح ہوں گی وہ یاجوج و ماجوج کی لاشوں کو جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے لے جاکر پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائیں گے جس کے سامنے مٹی، پتھر اور چمڑوں سے بنے ہوئے مکانات گر جائیں گے۔ اس بارش سے زمین دُھل کر ایسی ہو جائے گی جیسے شیشہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیں گے کہ اپنی زراعت اُگائے اور اپنی برکت اُگل دے۔ اس وقت ایک جماعت کو کھانے میں ایک انار کافی ہو جائے گا۔ انار کے چھلکے سے سایہ کیلئے خیمہ کا کام لیں گے، دودھ میں برکت ڈال دی جائے گی حتیٰ کہ اونٹنی کا ایک مرتبہ کا دودھ کئی جماعتوں کو کافی ہو جائے گا اور گائے کا ایک مرتبہ کا دودھ پورے قبیلہ کو کافی ہو جائیگا اور بکری کا ایک مرتبہ کا دودھ ایک شخص کے رشتہ داروں کو کافی ہو جائے گا۔ لوگ اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک میٹھی ہوا بھیجیں گے جو ہر مسلمان اور مؤمن شخص کی روح قبض کرتی چلی جائے گی حتیٰ کہ ایسے شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح بدکاری کریں گے اور انہیں پر قیامت آئے گی۔ (مسلم شریف)

یاجوج و ماجوج کی ہلاکت

یاجوج و ماجوج اپنے مردوں، عورتوں اور بچوں سمیت زمین پر فساد پھیلائیں گے اور غرور و تکبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حدود کی بے حرمتی کریں گے حتیٰ کہ اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ وہ سوچیں گے کہ جیسے ہم نے اہل زمین کو قتل کر دیا ہے ایسے ہم اہل آسمان کو بھی قتل کرتے ہیں اور اہل زمین میں سے یاجوج و ماجوج کے شر سے کوئی نہ بچے گا سوائے وہ جو اپنے گھروں میں چھپ گئے ہوں گے ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ مسلمان بھی ہوں گے اور مسلمانوں پر شدید بھوک پھیلی ہوئی ہوگی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں پر ایک کیڑا مسلط کریں گے جس سے وہ مر جائیں

پرچم کا نکلنا' ان دونوں باتوں کو کیسے جمع کیا جائے؟ اور پھر مہدی علیہ السلام کے پرچم کا رنگ کالا کیوں ہوگا؟

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کیلئے مشرق کی جانب سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو مہدی علیہ السلام کی مدد اور نصرت کیلئے بھیجیں گے اور ان کے پرچم کالے ہونگے کیونکہ یہ کالا رنگ وقار کا لباس ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم بھی کالا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ (النھایہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس امت کے آخری زمانہ میں مہدی نکلے گا اور اللہ تعالیٰ زمین پر بارش برسائیں گے تو زمین اپنا سبزہ اگا دے گی اور اس زمانہ میں ہر ایک کو برابر حصہ میں مال دیا جائیگا اور حلال جانوروں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی اور امت بڑھ جائیگی اور مہدی سات یا آٹھ سال رہے گا۔ (الحاکم)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد تم میں کوئی اچھائی نہ ہوگی۔ (یعنی مہدی علیہ السلام کے بعد) (مسند احمد)

گزشتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی موت کے بعد شر اور بڑے بڑے فتنے دوبارہ پھیل جائیں گے۔

مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث

جن احادیث میں حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر آتا ہے وہ دو قسموں پر ہیں۔

1۔ وہ احادیث جن میں مہدی علیہ السلام کا صراحۃً ذکر آیا۔

2۔ وہ احادیث جن میں مہدی علیہ السلام کی صفت وارد ہوئی۔

میں یہاں کچھ احادیث ذکر کروں گا جن میں مہدی علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نکلنا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ جن احادیث میں مہدی علیہ السلام کا ذکر آیا ان کی تعداد پچاس ہے۔ جن میں صحیح، حسن اور مقبول احادیث ہیں۔

صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے مہدی علیہ السلام کے متعلق اقوال و آثار کی تعداد اٹھائیس ہے۔

پہلی قسم کی احادیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں مہدی علیہ السلام نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے تو زمین اپنا سبزہ اگا دے گی اور ہر ایک کو مال برابر حصہ میں دیا جائے گا' حلال جانور زیادہ ہو جائیں گے' امت بڑھ جائے گی اور وہ سات یا آٹھ سال رہیں گے۔ (مستدرک حاکم)

ایک اور حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں اختلاف اور زلزلے ہوں گے۔ تو وہ زمین پر عدل و انصاف پھیلائے گا جیسے کہ ظلم و ستم پھیلا ہوا ہوگا اور اس پر اہل آسمان و زمین راضی ہو جائیں گے اور وہ لوگوں میں مال برابر حصے میں تقسیم کرے گا اور اللہ تعالیٰ امت کے دلوں میں اس کا عدل و انصاف بھر دے گا حتیٰ کہ مہدی علیہ السلام ایک اعلان کرنے والے کو کہیں گے کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ کسی کو مال کی ضرورت ہے تو ایک آدمی کے علاوہ لوگوں میں سے کوئی نہ اٹھے گا تو امام مہدی اس شخص کو کہیں گے کہ خزانچی کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ مہدی تمہیں حکم دیتا ہے کہ مجھے مال دو۔ تو وہ خزانچی اسے کہے گا کہ اپنے ہاتھوں سے بغیر حساب کتاب کے جس قدر چاہو لے لو۔ حتیٰ کہ جب وہ بوری میں مال جمع کر رہا ہوگا تو اسے ندامت ہوگی لیکن جب وہ مال واپس کرنا چاہے گا تو خزانچی اس مال کو قبول نہیں کرے گا اور اسے کہا جائیگا کہ ہم جو کچھ دیدیتے ہیں اس سے واپس نہیں لیتے۔ اس حالت میں سات آٹھ یا نو سال گزریں گے پھر اس کے بعد کے زمانہ میں کوئی خیر نہ ہوگی۔ (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت میں سے ہے' جس دن وہ نکلے گا اللہ تعالیٰ اسی رات ہی اس کیلئے خلافت کا راستہ ہموار کر دیں گے۔ (یعنی اس کیلئے خلافت تیار کر دیں گے اور اسے توفیق دیدیں گے اور اس میں وہ صفات پیدا کر دیں گے جو حاکم میں ہونی چاہیں اور یہ معنی بھی لکھا گیا کہ اسی رات اس کی قدر و منزلت بڑھا دیں گے اور لوگ اس کی خلافت و حکومت پر متفق ہو جائیں گے) (مسند احمد)

اس کا یہ معنی ہے کہ مہدی علیہ السلام کو اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ وہ لوگوں

ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کیا کسی نے دیکھی ہے؟ یا کوئی دیکھ سکتا ہے؟

ایک صحابی نے اس دیوار کو دیکھا تھا۔صحیح بخاری میں ہے لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے یاجوج و ماجوج کی دیوار دیکھی ہے اور وہ دیوار ایسی تھی جیسے سِلا ہوا کپڑا ہوتا ہے اور اس میں مختلف رنگوں کے دھاگے ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی بات کی تصدیق کی اور فرمایا (واقعی تم نے دیکھ لیا ہے۔)

علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک خلیفہ الواثق نے اپنے کچھ ساتھی بھیجے اور ان کے ساتھ ایک لشکر تیار کر کے روانہ کیا تا کہ وہ یاجوج و ماجوج کی دیوار دیکھ آئیں۔ خلیفہ کا لشکر ایک ملک سے دوسرے ملک پار کرتا گیا حتیٰ کہ اس دیوار تک پہنچ گیا۔لشکر نے دیکھا کہ وہ دیوار لوہے اور پیتل سے بنی ہوئی ہے اور یہ بھی کہا کہ اس دیوار میں ایک بڑا دروازہ ہے جس پر بہت بڑے تالے لگے ہوئے ہیں اور انہوں نے اس دیوار کی کچھ باقی اینٹیں زمین پر پڑی دیکھیں اور وہ دیوار نہایت بلند اور اونچی ہے کہ اس پر چڑھنا ناممکن ہے حتیٰ کہ جن پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی گئی ہے ان پر چڑھ کر بھی دیوار پار کرنا ناممکن ہے۔ پھر وہ لشکر واپس لوٹ آیا اور اس لشکر کو روانگی سے واپسی تک دو سال لگ گئے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے اس بات کی کوئی سند ذکر نہیں کی نہ ہی اس بات پر کوئی تعلیق فرمائی ہے۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ)

کیا دیوارِ چین ہی ذوالقرنین کی دیوار ہے؟

نہیں بلکہ ذوالقرنین کی دیوار اور دیوارِ چین میں بہت فرق ہے کیونکہ ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کے آگے اس لیے دیوار بنائی تھی تا کہ چین کے بڑے سربراہ ان کے شر سے محفوظ رہیں اور کیونکہ ذوالقرنین نے دیوار بنانے میں لوہا اور تانبا استعمال کیا

تھا جبکہ دیوارِ چین میں پتھر اور سیمنٹ ہے۔ یہ فرق اس لیے بھی ہے کہ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار دو پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہے جو یاجوج و ماجوج کے باہر نکلنے کا واحد راستہ ہے جبکہ دیوارِ چین بہت سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنائی گئی ہے جو کہ چین کے مشرقی جانب سے لے کر مغربی جانب تک بنی ہوئی ہے اور ذوالقرنین والی دیوار آخری زمانہ میں جبکہ اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو یاجوج و ماجوج پھلانگ سکیں گے مگر دیوارِ چین میں لوگ سیر و سیاحت کے لیے آتے جاتے ہیں۔

فضائی سیٹلائٹ یاجوج و ماجوج کی دیوار اب تک کیوں نہیں دیکھ سکے؟

زمین کا احاطہ کرنا اور اس کے کونے کونے کا جاننا مخلوق کی طاقت میں نہیں بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے جس نے ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اگر ہم یاجوج و ماجوج کی دیوار اور دجال کی جگہ وغیرہ نہ دیکھ سکیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ موجود ہی نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یاجوج و ماجوج کی دیوار دیکھنے سے پھیر دیا ہو یا لوگوں اور ان کے درمیان ایسی رُکاوٹیں پیدا کردی ہوں جن سے وہ دیکھ نہ پائیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا تھا کہ وہ وادی تیہ میں عرصہ دراز تک سرگرداں و حیراں پھرتے رہے لیکن انہیں وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور ہر چیز کا وقت مقررہ طے ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ○ لِّكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ (انعام:۶۶'۶۷)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) تمہاری قوم نے اس (قرآن) کو جھٹلایا ہے حالانکہ وہ بالکل حق ہے۔ تم کہہ دو کہ مجھ کو تمہاری ذمہ داری نہیں سونپی گئی ہے ہر واقع کا ایک وقت مقرر ہے اور جلد ہی تمہیں سب معلوم ہو جائے گا۔

جن چیزوں کو گزشتہ زمانے کے لوگوں نے نہیں دیکھا اور وہ عاجز رہے مگر ان کے بعد والے زمانے نے ان چیزوں کو دیکھ لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ظاہر ہونے کا وقت مقرر کیا ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو احادیث یاجوج و ماجوج کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ یاجوج و ماجوج کا نکلنا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ (شرح مشکوٰۃ)

آخری بات

کیا مسلمانوں پر واجب ہے کہ یاجوج وماجوج کیخلاف جنگ لڑیں؟

نہیں۔ جیسا کہ گزشتہ احادیث میں لکھا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجیں گے کہ میں نے ایسی قوم نکالی ہے جس کا کوئی سامنا نہ کر سکے گا اور نہ ان سے مقابلہ کر سکے گا۔ لہٰذا تم مسلمانوں کو لیکر طور پہاڑ پر چلے جاؤ۔ (مسلم شریف)

(4)(5)(6)

☆ زمین کا پہلی مرتبہ دھنسنا

☆ زمین کا دوسری مرتبہ دھنسنا

☆ زمین کا تیسری مرتبہ دھنسنا

آغاز

قیامت کی بڑی علامات جن کے بارے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا' ان میں سے یہ بھی ہے کہ زمین تین جگہ سے دھنس جائے گی جس سے لوگ دہل جائیں گے اور دہشت پھیل جائے گی۔

دھنسنے کا معنی

زمین کے دھنسنے کا معنی یہ ہے کہ زمین کا ظاہری حصہ پھٹ کر اندر کی طرف گھس جانا۔
گزشتہ اور موجودہ زمانہ میں کئی مرتبہ زمین دھنس چکی ہے مگر زمین کے جس دھنسنے کا ہم یہاں ذکر کرنا چاہتے ہیں ان کا وقوع ابھی تک نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو لوگوں میں اس کی خبر پھیل جائے گی۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ تین مرتبہ زمین کا دھنسنا علامات قیامت میں سے ہے جو آخری زمانہ میں واقع ہو گی۔

زمین کے دھنسنے سے متعلق احادیث

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا' تم کونسی باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ قیامت کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' سب سے پہلی علامت بہت بڑا دھواں' دجال کا نکلنا' چوپایہ کا نکلنا' آفتاب کا مغرب سے نکلنا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول' قوم یاجوج وماجوج کا نکلنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' زمین کا تین مرتبہ دھنسنا رمشرق کی جانب' مغرب کی جانب اور جزیرہ عرب میں اور سب سے آخری علامت یمن میں سے ایک آگ بھڑکے گی جو لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف لے چلے گی۔ (مسلم شریف)

زمین کے عام طور پر دھنسنے کے متعلق احادیث

بعض روایات میں قیامت کی علامات میں سے جو تین مرتبہ زمین کا دھنسنا آیا ہے اس میں سے ایک جزیرہ عرب میں زمین کے دھنسنے کا ذکر آیا ہے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ایک خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف پیدا ہوگا تو قریش کا ایک شخص مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے گا تو اہل مکہ اسے آ کر زبردستی نکالیں گے اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ اس شخص کے خلاف شام میں سے ایک لشکر روانہ ہوگا جب وہ صحرا میں ہوگا (یعنی مکہ کے قریب) تو اس پر زمین دھنس جائے گی۔ جب اہل شام کو اس لشکر کے زمین میں دھنسنے کی خبر ملے گی تو شام و عراق والے آ کر اس شخص کی بیعت کریں گے۔ (ابن حبان)

گناہوں کی وجہ سے زمین کے دھنسنے کی احادیث

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میری اُمت میں سے ایک قوم کھانے پینے اور کھیل کود پر رات گزارے گی۔ جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو ان کے چہرے خنزیر جیسے بن چکے ہوں گے اور ان میں سے کئی قبیلوں پر زمین دھنس جائے گی حتیٰ کہ جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو کہیں گے کہ فلاں قبیلہ پر گزشتہ رات زمین دھنس گئی تھی فلاں قبیلہ پر گزشتہ رات زمین دھنس گئی تھی اور ان پر پتھراؤ کیا گیا اور ان پر ایسی آندھی آئی جو ہر خیر سے بانجھ تھی۔ اس آندھی سے وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ جیسا کہ گزشتہ زمانوں کے لوگوں پر آئی تھی جب انہوں شراب پی' سود کھایا' مردوں نے ریشمی لباس پہنا' ناچ گانے والی عورتیں اپنائیں اور قطع رحمی کی۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خصلت اور ذکر فرمائی تھی مگر وہ مجھے بھول گئی ہے۔ (حاکم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میری اُمت میں زمین کا دھنسنا' چہروں کا بگڑنا' تہمت لگانا پیش آئیں گے۔ (حاکم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص تکبر کی وجہ سے لباس اپنے ٹخنوں سے نیچے زمین پر گھسیٹتا ہوا چلا جا رہا ہو گا کہ اس پر زمین دھنس جائے گی اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا' اے انس! لوگ بستیاں بناتے رہتے ہیں ان بستیوں میں بصرہ نام کی بستی ہوگی۔ اگر تم وہاں سے گزرو یا اس بستی میں داخل ہو تو وہاں ہر اس جگہ سے خبردار رہنا وہاں کی شوریدہ زمین اور جہاں لوگ خرید و فروخت کرتے ہوں یا جہاں اکٹھے ہوتے ہوں اور وہاں کے حکمرانوں کے دروازوں سے بھی خبردار رہنا بلکہ میں تمہیں وہاں کے اِردگرد کے علاقوں میں رہنے کے لیے نصیحت کرتا ہوں کیونکہ وہاں یعنی بصرہ میں زمین کا دھنسنا' چہروں کا بگڑنا' زمین کا ہلنا ہوگا اور ایسی قوم ہوگی جو رات کے بعد صبح بیدار ہوگی تو ان کے چہرے بندر اور خنزیر کی شکل میں بگڑ جائیں گے۔ (سنن ابوداؤد)

گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ جو کہ عراق میں واقع ہے اس سے گزرنے اور اندر داخل ہونے سے منع فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ وہاں زمین دھنس جائے گی اور مختلف شکلوں میں عذاب نازل ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں کے اِردگرد کے علاقے میں رہنے کی نصیحت فرمائی کیونکہ وہ علاقے ہلاکت سے دور ہوں گے۔

گزشتہ احادیث میں اس اُمت میں مختلف جگہوں پر زمین کے دھنسے کا ذکر آیا ہے مگر جو قیامت کی علامات میں سے آخری زمانہ میں زمین تین مرتبہ دھنسے گی ان میں سے ایک کا ذکر اس علامت کی پہلی اور دوسری حدیث میں ہے جس میں دھنسنے کی جگہ اور وجہ ذکر کی جا چکی ہے اور دو جگہوں میں زمین کا دھنسنا آخری زمانہ میں واقع ہوگا مگر مجھے اب تک کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں ان دو جگہوں کا ذکر اور دھنسنے کی وجہ بتائی گئی ہو۔ (واللہ اعلم)

(7)

دُھواں

آغاز

قیامت کی علامات مختلف ہیں ان میں سے وہ علامات ہیں جو زمین دھنسنے اور قحط کے متعلق ہیں اور ان میں سے لوگوں کے متعلق بھی ہیں کہ عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور ان علامات میں سے اخلاق کے متعلق علامات ہیں۔ جیسا کہ زنا پھیلنا اور ان علامات میں سے وہ علامات ہیں جو فضا کے متعلق ہیں ان میں سے ایک دھویں کی علامت ہے۔

لہٰذا دھویں سے کیا مراد ہے؟

کیا یہ علامت واقع ہو چکی ہے؟

اس علامت کے ظاہر ہونے میں کیا حکمت ہے؟

اصل میں یہ علامت قیامت کی علامات میں سے ہے۔

دُھواں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ٥ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ٥ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ٥ (سورہ دخان:۱۰تا۱۳)

ترجمہ: لہٰذا اُس دن کا انتظار کرو جب آسمان ایک واضح دُھواں لے کر نمودار ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ ایک دردناک سزا ہے اُس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ:) ''اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دُور کردیجئے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔'' ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے؟ حالانکہ ان کے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جس نے حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

مذکورہ آیت میں دھویں سے کیا مراد ہے؟

اس بارے میں علماء کی دو باتیں لکھی گئی ہیں:

1......بعض علماء نے لکھا ہے کہ دھویں سے مراد وہ ہے جو قریش کی شدید بھوک و افلاس کے وقت پیش آیا تھا۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر بددعا فرمائی۔ جب وہ آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھاتے تو انہیں شدید مصیبت کی وجہ سے دھواں سا دکھائی دیتا تھا اس قول کی ترجیح علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ (تفسیر طبری)

حضرت مسروق بن اجدع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آکر کہنے لگا' اے عبداللہ! ایک خبر دینے والا خبر دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ دھویں کی علامت جب آئے گی تو وہ کفار کی

سانسوں کو لے چلے گی اور مؤمنوں پر زکام کی کیفیت ہو جائے گی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید غصہ ہوئے اور فرمانے لگے' اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ اگر کسی کو کسی بات کا پتہ چلا تو وہ وہی بات کہے جس کا اسے علم ہو جس کو علم نہ ہو تو وہ واللہ اعلم کہے کیونکہ جو خبر نہیں جانتا تو وہ واللہ اعلم کہہ دے تو اس کے لیے بہتر ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہیں:

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (سورہ ص:۸۶)

ترجمہ: (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اس (اسلام کی دعوت) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹی لوگوں سے ہوں۔

جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اللہ! ان پر ایسے سات سال بھیجئے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم پر سات برس آئے تھے یعنی قحط و افلاس کی بددعا فرمائی۔

راوی حدیث فرماتے ہیں کہ پھر ان پر ایسا سال آیا اور بھوک پھیلی حتیٰ کہ انہوں نے جانوروں کی کھال اور مردار جانور کھائے۔ ان میں سے کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے دھواں دکھائی دیتا۔ (بخاری ومسلم)

2 ...... بہت سے علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ دھواں قیامت کی ان علامات میں سے ہے جو ابھی تک واقع نہیں ہوا اور وہ قیامت کے قریب واقع ہو گا۔ اس بات پر حضرت علی بن ابی طالب حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

بعض علماء اس بات پر ہیں کہ دھواں کے دو حصے ہیں۔

ایک ظاہر ہو چکا ہے' دوسرا آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔

قریش کے زمانہ میں جو پہلے ظاہر ہو چکا ہے وہ حقیقی دھواں نہیں جو قیامت کی علامات میں شمار کیا گیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ وہ دو دھویں ہیں ایک قریش کے زمانہ میں گزر چکا ہے جو باقی ہے وہ آسمان و زمین کے درمیان بھر جائے گا۔ اس دھویں سے مؤمن کو زکام کی شکایت کے علاوہ کچھ نہ ہو گا مگر کافر کے کان پھاڑ دے گا۔ (تذکرہ)

راجح قول تو یہ ہے کہ آیات میں مذکورہ دھواں اب تک ظاہر نہیں ہوا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ (دخان:۱۰)

ترجمہ: لہٰذا اس دن کا انتظار کرو جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہوگا۔

یعنی کہ وہ دھواں آسمان میں ظاہر ہوگا جسے ہر کوئی دیکھ پائے گا مگر جو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے دھویں کا ذکر فرمایا ہے وہ ان کی بھوک کی وجہ سے آنکھوں میں دھواں دکھائی دیتا تھا۔

دُھویں کے متعلق احادیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کون سی باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس علامات نہ دیکھ لو۔ ان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھواں کا بھی ذکر فرمایا۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیکی میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور نیکی کے درمیان چھ رکاوٹیں نہ آ جائیں:

☆ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ☆ دھواں ظاہر ہونا ☆ دجال کا نکلنا ☆ چوپایہ کا نکلنا ☆ موت واقع ہونا ☆ قیامت کا آ جانا۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں پوری رات نہیں سویا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ میں نے پوچھا وہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دُمدار ستارہ نکل آیا ہے جس سے مجھے ڈر لگا ہے کہ کہیں دھواں نہ نکل آئے اس وجہ سے میں ساری رات نہیں سویا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ (ابن جریر)

مذکورہ قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ دھواں قیامت کی ان علامات میں سے ہے جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ (واللہ اعلم)

(8)

دابہ (جانور) کا نکلنا

آغاز

آخری زمانہ میں فساد پھیلنے' گناہوں کی کثرت اور لوگوں کا گناہوں کا عادی بن جانے کی وجہ سے حق و باطل گڈمڈ ہو جائیں گے' مؤمن منافق بلکہ کافر و مسلمان میں فرق نہ کیا جا سکے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ دابہ یعنی چوپایہ کو نکلنے کا حکم عطا فرمائیں گے۔ لہٰذا

دابہ یعنی چوپایہ کیا ہے؟

چوپایہ کہاں اور کب نکلے گا؟

دابہ کا کیا کام ہوگا؟

دابہ ایک بڑا جانور ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور ہر مسلمان کی ناک پر ایمان کی مہر لگائے گا تاکہ کافر و مؤمن میں امتیاز ہو سکے۔

ملاحظہ:

آئندہ صفحات میں جو دابہ کا لفظ استعمال ہوگا اس سے مراد یہی جانور ہے۔

دابہ کے متعلق قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ٥ (نمل ۸۲)

ترجمہ: اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں پر آپہنچے گا تو ہم ان کیلئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

قرآنی لفظ **تکلمھم** سے مراد یہ ہے کہ وہ دابہ لوگوں کو مخاطب کرے گا۔ دابہ کی صفات کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں۔ علامہ ماوردی اور ثعلبی رحمۃ اللہ علیہما نے دابہ کے متعلق کچھ عجیب صفات ذکر کی ہیں جن پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی گئی کہ دابہ کا سر بیل کی طرح ہوگا اس کے کان ہاتھی کی طرح ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن قرآنی آیات اور احادیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقی دابہ ہوگا اور وہ زمین سے نکل کر لوگوں کو مخاطب کرے گا۔

دابہ کہاں سے نکلے گا؟

☆ دابہ کے نکلنے کی جگہ کے متعلق لکھا گیا ہے کہ وہ صفا پہاڑ سے نکلے گا جو کہ مکہ مکرمہ میں حرم شریف میں معروف پہاڑ ہے۔

☆ یہ بھی لکھا گیا کہ وہ بیت اللہ شریف کے نیچے سے نکلے گا۔

☆ یہ بھی لکھا گیا کہ وہ صحراء میں سے نکلے گا۔

دابہ کے نکلنے کی جگہ کے متعلق کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔

لہٰذا ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دابہ کے نکلنے کے متعلق فرمایا ہے تو وہ ضرور نکلے گا۔ مگر ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ کہاں سے نکلے گا۔

دابہ کی حقیقت کیا ہے؟

☆ دابہ کی حقیقت کے متعلق لکھا گیا کہ وہ ایک شخص ہوگا جو لوگوں سے مناظرہ کرے گا مگر یہ باطل قول ہے۔

☆ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہوگی جو پتھر سے نکلی تھی۔

☆ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ دابہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہوگا۔

دابہ نکلنے کے بعد کیا کرے گا؟

دابہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہے گا: "ان النّاس کانوا بآیاتنا لایوقنون"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

تُکَلِّمُھُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ (نمل:۸۲)

ترجمہ: اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں پر آ پہنچے گا تو ہم ان کیلئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

دابہ لوگوں پر نشان لگائے گا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دابہ نکلے گا اور لوگوں کے ناک پر نشان لگائے گا۔ حتیٰ کہ کوئی شخص اونٹنی خریدے گا تو پوچھنے والا اس سے پوچھے گا کہ کہاں سے خریدی ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میں نے ایک نشان زدہ آدمی سے خریدی ہے۔ (مسند احمد)

دابہ کا لگایا ہوا نشان کیسا ہوگا؟ کیا وہ مستقل رہے گا؟

کیا دابہ کا لگایا ہوا نشان نسل در نسل چلے گا؟

جب دابہ نشان لگائے گا اور مؤمن و کافر میں امتیاز ہو جائے گا تو اس وقت کیا ہوگا؟

لوگ اس حال میں کچھ عرصہ رہیں گے حتیٰ کہ کوئی شخص دوسرے کو مخاطب کرنے کے لیے اے مؤمن! یا اے کافر! کہہ کر مخاطب کرے گا حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت آنے کا حکم فرمائیں گے تو اس سے پہلے ایک میٹھی ہوا بھیجیں گے جو مؤمنوں کی روح قبض کرتی چلی جائے گی کیونکہ قیامت شریر لوگوں پر ہی آئے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ میری اُمت میں دجال نکلے گا۔ پس وہ چالیس رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے جن کی مشابہت حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کریں گے حتیٰ کہ اسے قتل کر دیں گے۔ پھر لوگوں پر سات سال ایسے گزریں گے جن میں کسی دو آدمیوں کے درمیان دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کرۂ ارض پر کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر خیر یا ایمان ہوگا حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی ایک پہاڑ کے اندر بھی گھس گیا تو وہ ہوا اس کے پیچھے گھس کر اس کی روح قبض کر لے گی جس کے بعد صرف اور صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جن کی یہ حالت ہوگی کہ وہ نہ کسی نیکی کو پہچانیں گے نہ ہی کسی برائی کو ناپسند جانیں گے تو شیطان انسان کی صورت میں ان کے سامنے آ کر کہے گا:

کیا میری بات مانتے ہو؟ وہ کہیں گے تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو؟ پس شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا اور اس وقت وہ شریر لوگ فراوانی اور خوش حال زندگی میں ہوں گے کہ اچانک صور پھونکا جائے گا اس صور کی آواز سننے کے بعد کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جو اس صور کی آواز کی طرف کان لگا کر غور سے نہ سنے۔

سب سے پہلے صور کی آواز سننے والا وہ شخص ہوگا جو اپنی اونٹنیوں کے حوض کی منڈیر درست کررہا ہوگا پس وہ چلا اُٹھے گا اور لوگ بھی چلا اُٹھیں گے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ یمن سے ایک ایسی ہوا بھیجیں گے جو ریشم سے زیادہ ہلکی پھلکی ہوگی جو کسی ایسے شخص کو باقی نہ چھوڑے گی جس کے دل میں دانہ کے برابر یا ذرہ برابر ایمان ہوگا۔ (مسلم شریف)

اس ہوا کے بعد مخلوق میں سے شریر لوگ باقی رہ جائیں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

(9)
آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا

آغاز

قیامت کی بعض ایسی علامات ہیں جن کا ہر چھوٹا بڑا مشاہدہ کرے گا۔ ان علامات میں سے ایسی علامات بھی ہیں جو فضائی نظام کو درہم برہم کر دیں گی۔

ایسی علامات میں سے آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا ہے۔

یہ اس طرح ہوگا کہ لوگ ایک دن صبح سویرے آفتاب کے حسب معمول مشرق کی جانب سے طلوع کے منتظر کھڑے ہوں گے جیسا کہ وہ ابتدائے آفرینش سے مشرق کی جانب سے طلوع ہوتا چلا آ رہا ہے۔ پس اچانک آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کی آیات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَآئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ○ (انعام:۱۵۸)

ترجمہ: یہ (ایمان لانے کیلئے) اس کے سوا کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا تمہارا پروردگار خود آئے، یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آجائیں؟ (حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آگئی، اُس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اُس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کی کمائی نہ کی ہو۔ (لہٰذا ان لوگوں سے) کہہ دو کہ: ''اچھا، انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔''

آفتاب کے مغرب سے طلوع کے بارہ میں احادیث

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین علامتیں ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی اس وقت کسی شخص کا ایمان لانا یا کسی کا نیک کام کرنا کام نہ آئے گا' آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا' دجال کا نکلنا اور زمین سے چوپایہ کا نکلنا۔ (مسلم شریف)

مغرب سے آفتاب طلوع ہونے پر توبہ کا دروازہ بند ہونے کی حکمت

مغرب سے آفتاب طلوع ہونے پر توبہ کا دروازہ بند ہونے میں یہ حکمت ہے کہ

پہلے تو اللہ تعالیٰ پر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اور ان کی شریعت پر عمل کرنا۔ گویا غیبیات پر ایمان لانا تھا مگر آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے وہ غیب سامنے آچکا ہوگا اور کھلی آنکھوں ان غیبیات کا مشاہدہ ہوگا جس سے ہر کافر ان حقائق کو دیکھ کر ایمان لے آئے گا تو اس وقت کفار سے ایمان قبول نہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ فرعون پر عذاب آیا تو اس نے ایمان قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کو رب مان لیا تھا۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ پس جب ایسا ہو گیا اور لوگوں نے حقیقتاً دیکھ لیا تو سب ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت کسی کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا سوائے جو نیکی کے کام یا ایمان لانا اس علامت کے ظاہر ہونے سے پہلے واقع ہو چکا ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب دو شخصوں نے آپس میں خرید وفروخت کے لیے کپڑا نمائش کے طور پر کھول رکھا ہوگا مگر وہ قیامت آنے کی وجہ سے خرید وفروخت نہ کر پائیں گے نہ ہی اس کپڑے کو تہہ کر پائیں گے۔

اور قیامت اس وقت آئے گی جب کوئی شخص اپنی اونٹنی کا دودھ برتن میں لے کر چلے گا اور اسے قیامت آنے کی وجہ سے پی نہ پائے گا

اور قیامت اس وقت آئے گی جب وہ اپنی اونٹنی کے حوض کی منڈیر درست کر رہا ہوگا اور وہ قیامت آنے کی وجہ سے اپنی اونٹنیوں کو حوض سے پانی نہ پلا پائے گا

اور قیامت اس وقت آئے گی جب کوئی شخص اپنے منہ میں لقمہ ڈال رہا ہوگا مگر وہ قیامت آنے کی وجہ سے اس لقمہ کو چبا نہ پائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں پتہ ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'یہ آفتاب فضا میں دوڑتا رہتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے پہنچتا ہے وہاں سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور وہ سجدہ کی حالت میں پڑا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے کہا

جاتا ہے کہ اُٹھ اور جیسے آیا ہے ویسے لوٹ جا تو وہ لوٹ کر اپنی جگہ سے طلوع ہوتا ہے پھر وہ دوڑتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور وہ سجدہ کی حالت میں پڑا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے کہا جاتا ہے اُٹھ اور جیسے آیا ہے ویسے لوٹ جا تو وہ لوٹ کر اپنی جگہ سے طلوع ہوتا ہے پھر وہ دوڑتا ہے لوگ اس سے کوئی خلاف معمول نہ دیکھیں گے حتیٰ کہ وہ عرش کے نیچے پہنچ جاتا ہے۔ پھر (ایک دن آئے گا کہ) اسے کہا جائے گا کہ اُٹھ اور مغرب کی جانب سے طلوع ہو جا تو وہ مغرب کی جانب سے طلوع ہو جائے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تمہیں پتہ ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا؟ اس دن میں کسی کا ایمان لانا قبول نہ کیا جائے گا اسکے سوائے جس نے اس دن سے پہلے ایمان قبول کرلیا ہو یا کوئی نیکی کر لی ہو۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قیامت کی علامات میں سے سب سے پہلی علامت جو ظاہر ہوگی وہ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابہ کا صبح کو نکلنا ان دونوں میں سے جو بھی پہلے واقع ہوگی تو دوسری اس کے بعد واقع ہو جائے گی۔ (مسلم شریف)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کی علامات کے متعلق احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے حالات کی کایا پلٹنے میں سب سے پہلی علامت دجال کے نکلنے سے ہوگی اور یہ علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ختم ہوگی اور فضائی نظام درہم برہم کرنے کی سب سے پہلی علامت آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ اس علامت کے آخر میں قیامت کا قائم ہونا ہے اور ہوسکتا ہے کہ دابہ کا نکلنا اسی دن ہوگا جس دن آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔ (فتح الباری)

(10)

آخری علامت

آگ کا لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف لے چلنا

آغاز

قیامت کی سب سے آخری علامت جس پر علامات کا اختتام ہوگا وہ یہ کہ ایک آگ ارضِ یمن سے لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف لے چلے گی اور وہاں لوگوں کو اکٹھا کرے گی۔ ارضِ محشر ایک سفید و چٹیل زمین ہے۔ لہٰذا

اس آگ کی کیا صفت ہوگی؟

وہ آگ کہاں سے نکلے گی؟

وہ آگ کیسے نکلے گی؟

اس آگ کے بعد کیا ہوگا؟

آگ کے متعلق احادیث

حضرت حذیفہ بن سید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا' کون سی باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ قیامت کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس علامات نہ دیکھ لو۔ دھواں اُٹھنا' دجال کا نکلنا' دابہ کا نکلنا' آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا' یاجوج و ماجوج کا نکلنا' زمین کا تین جگہوں پر دھنسنا' مشرق و مغرب کی جانب سے اور جزیرہ عرب سے اور ان سب کے آخر میں ارضِ یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف لے چلے گی۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آگ شہر عدن کے اندر سے نکلے گی جو لوگوں کو لے چلے گی۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے حضر موت کے سمندر سے یا حضر موت سے ایک آگ نکلے گی اور لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف اکٹھا کرے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کس بات کی نصیحت کرتے ہیں؟ (یعنی اس وقت ہم کیا کریں؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں تمہیں ارضِ شام میں رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن

سلام رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں پہنچنے کی خبر ملی تو انہوں نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا' میں آپ سے تین ایسے سوالات پوچھتا ہوں جن کے جواب صرف نبی ہی جانتے ہیں کہ قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے؟ اہل جنت کی سب سے پہلی غذا کیا ہوگی؟ بچہ کس وجہ سے اپنے باپ کی شکل پر جاتا ہے اور کس وجہ سے اپنے ننھیال کی شکل وصورت پر جاتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' مجھے کچھ دیر پہلے جبرائیل علیہ السلام نے ان چیزوں کے بارے میں بتایا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو فرشتوں میں سے یہودیوں کا دشمن ہے۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو مشرق سے لے کر مغرب تک جمع کرے گی اور اہل جنت کی سب سے پہلی غذا مچھلی کا جگر ہوگی اور بچے کی شباہت جو تم نے پوچھی وہ یہ کہ جب خاوند اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرتا ہے تو خاوند کا پانی بیوی کے پانی سے پہلے نکلتا ہے تو بچہ باپ کی شباہت اختیار کرتا ہے اور اگر بیوی کا پانی پہلے نکل آیا تو بچہ ماں کی شباہت اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (بخاری شریف)

تنبیہ

یہ آگ جو لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف لے چلے گی اس کی اس آگ سے کوئی مناسبت نہیں ہے جو ارضِ حجاز میں بھڑکی تھی جو قیامت کی چھوٹی علامات میں سے تھی۔

آگ کا لوگوں کو ارضِ محشر لے جانے کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آگ لوگوں کو ارضِ محشر کی طرف لے چلے گی تو اس وقت لوگوں کی تین قسمیں ہوں گی۔ کچھ لوگ خوشی سے چل رہے ہوں گے اور کچھ ڈرے ہوئے چل رہے ہوں

گے' کوئی دو ایک اونٹنی پر بیٹھ کر چلیں گے یا کوئی تین یا چار یا دس ایک اونٹنی پر بیٹھ کر چلیں گے۔ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی اور جہاں لوگ دوپہر کے وقت قیلولہ کریں گے آگ وہاں ٹھہر جائے گی اور جہاں رات گزاریں گے آگ وہاں ٹھہر جائے گی اور جب لوگ صبح بیدار ہوں گے تو آگ بھی بیدار ہوگی اور جب لوگ شام کا وقت پائیں گے تو وہ آگ بھی شام کا وقت پائے گی۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ یہ آگ اس لیے نہ ہوگی کہ لوگوں کو آگ سے جلایا جائے بلکہ مقصود لوگوں کو علاقہ شام میں ارضِ محشر کی طرف لے چلنا ہوگا۔ جب لوگ چل چل کر تھک جائیں گے اور آرام کے لیے قیلولہ کریں گے تو وہ آگ رُک جائے گی۔ پھر جب وہ قیلولہ کے بعد بیدار ہو کر چلیں گے تو آگ بھی ان کے پیچھے چلے گی اور اگر رات کو سوئیں تو آگ بھی ان کے ساتھ رات گزارے گی اور جب صبح بیدار ہو کر چلیں گے تو آگ بھی بیدار ہو کر ان کو لے چلے گی۔ حتیٰ کہ ان کو علاقہ شام تک پہنچائے گی۔

خاتمہ

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اپنی مدد کے ساتھ بآسانی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں اللہ تعالیٰ سے خواہش مند ہوں کہ اس کتاب کو نافع بنائیں اور اس کتاب کو لکھنے کی نیت کو خالصۃً اپنی رضا کا سبب بنائیں۔

میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ کتاب میں قیامت کی علامات نئے اور اچھوتے اسلوب پر لکھوں حتیٰ کہ کتاب پڑھنے والے کو اس کتاب کے پڑھنے سے فائدہ ہو اور اسے بآسانی آئے اور میں خواہش مند ہوں کہ مجھے اپنی اُمید پوری کرنے میں توفیق ہوئی ہو۔

مجھے کتنی خوشی ہوگی کہ اس کتاب کو پڑھنے والا مرد یا عورت پڑھنے کے بعد اپنی قلم سے اس کتاب کے متعلق نئی رائے یا کوئی تجویز لکھ کر مجھے مطلع کردے۔

میں اللہ تعالیٰ سے سب کیلئے توفیق کی دُعا کرتا ہوں۔

(بقلم: پروفیسر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی)

arefe5@yahoo.com......

اضافہ از مرتب

تحریک ختم نبوۃ منزل بہ منزل

الحمدللّٰہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین و رسولہ محمد خیر الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ و علیٰ صحبہ البررۃ التقی و النقی کلما ذکرہ الذاکرون و کلما غفل عن ذکرہ الغافلون اللھم صل علیہ واٰلہ وسائر النبیین و اٰل کل وسائر الصالحین نہایۃ ماینبغی ان یسئلہ السائلون. اما بعد.

متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جور وستم اور استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کرسکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا۔ جس نے پورے ہندوستان کا سروے کیا اور واپس جا کر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولوالامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ ڈی سی آفس میں معمولی درجے کا کلرک تھا، اردو، عربی اور فارسی اپنے گھر پر پڑھی تھی۔ مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام ہوگیا۔ غرض یہ کہ اس کی تعلیم دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے ناقص تھی۔ چنانچہ اس

مقصد کے لئے انگریزی ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اہم اور ذمہ دار شخص نے اس سے ڈی سی آفس میں ملاقات کی۔ گویا یہ انٹرویو تھا مسیحی مشن کا۔ یہ فرد انگلینڈ روانہ ہوگیا اور مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان پہنچ گیا۔ باپ نے کہا کہ نوکری کی فکر کرو۔ جواب دیا کہ میں نوکر ہوگیا ہوں اور پھر بھیجنے والے کے پتے کے بغیر منی آرڈر ملنے شروع ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دی۔ بحث و مباحثہ، اور اشتہار بازی شروع کردی۔ یہ تمام تر تفصیل مرزائی کتب میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے برطانوی سامراج نے مرزا قادیانی کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کا جواب بھی خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار، خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا۔ مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے مع ساز وسامان مہیا کیے اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کر کے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ:

”میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمت سردار میں مصروف رہا۔“ (ستارہ قیصرہ ص۴)

اپنے بارے میں لکھتا ہے:

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریز کی تائید وحمایت میں گزرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“ (تریاق القلوب ص:۲۵)

غرض یہ کہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقصد کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی چنانچہ اس کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔

جن حضرات کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ہر بات میں تضاد ہے لیکن حرمت جہاد اور فرضیت اطاعت انگریز ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں

مرزا قادیانی کی کبھی دورائیں نہیں ہوئیں کیونکہ یہ اس کا بنیادی مقصد اور غرض و غایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ سرسید احمد خان مرحوم کی روایت جوان کے مشہور مجلّہ تہذیب الاخلاق میں چھپ چکی ہے کہ خود سرسید احمد خان سے انگریز وائسرائے نے مرزا قادیانی کی امداد و معاونت کرنے کا کہا، بقول ان کے انہوں نے نہ صرف رد کر دیا بلکہ اس منصوبے کو بھی افشا کر دیا جس کے نتیجے میں انگریز وائسرائے ہند سرسید احمد خان سے ناراض ہو گئے۔

مرزا قادیانی کے دعوے پر نظر ڈالیے، اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا۔

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوے سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا:

”پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔“

بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنے کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

رد قادیانیت کے سلسلے میں امت محمدیہ کے جن خوش نصیب و خوش بخت حضرات نے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام کیا، ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا نذیر حسین دہلویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، جناب مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ، حضرت مولانا مظہر علی اظہرؒ، حافظ کفایت حسینؒ، اور حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ جیسی نابغہ روزگار ہزاروں شخصیات ہیں۔

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ و بے باک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں سے دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے دے دیا تھا۔ ان حضرات کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری امت نے علمائے لدھیانہ کے فتوے کی تصدیق و توثیق کر دی۔

غرض یہ کہ پوری امت کی اجتماعی جدوجہد سے مرزائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا نذیر حسین دہلویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا سید علی الحائری، سمیت امت کے تمام طبقات کو اپنے سب و شتم کا نشانہ بنایا، کیونکہ یہی وہ حضرات تھے جنہوں نے تحریر و تقریر، مناظرے اور مباہلے کے میدان میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو چاروں شانے چت کیا اور یوں اپنے فرض کی تکمیل کر کے پوری امت کی طرف سے شکریے کے مستحق قرار پائے۔

مقدمہ بہاولپور

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا۔ اسکی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴۔ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کر دیا جو ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخر کار ے۔ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ بہاولپور ایک اسلامی ریاست تھی۔ اس کے والی جناب نواب صادق محمد خامس عباسی مرحوم ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ خواجہ غلام فرید بہاولپور کے معروف بزرگ، کے عقیدت مند تھے۔ خواجہ غلام فریدؒ کے تمام خلفاء کو مقدمے میں گہری دلچسپی تھی۔ اس وقت جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ارادت مند تھے، لیکن اس مقدمے کی پیروی اور امت محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کے لئے سب کی نگاہ انتخاب دیوبند کے فرزند شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ پر پڑی۔ مولانا غلام محمد صاحبؒ کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کر کے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاولپور تشریف لائے تو فرمایا:

"جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈھابیل کے لئے پابہ رکاب تھا، مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار بن کر بہاولپور آیا تھا، اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔"

ان کے تشریف لانے سے پورے ہندوستان کی توجہ اس مقدمے کی طرف مبذول ہوگئی۔ بہاولپور میں علم کا موسم بہار شروع ہوگیا۔ اس سے مرزائیت کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے بھی ان حضرات علماء کی آہنی گرفت اور احتسابی شکنجے سے بچنے کے لئے ہزاروں جتن کیے۔

مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا نجم الدینؒ، مولانا ابوالوفا شاہ جہانپوریؒ اور مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وکثر اللہ سعیہم کے ایمان افروز اور کفر شکن بیانات ہوئے، مرزائیت بوکھلا اٹھی۔

ان دنوں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا خاص پرتو تھا۔ وہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔ جمال میں آ کر قرآن وسنت کے دلائل دیتے تو عدالت کے در و دیوار جھوم اٹھتے اور جلال میں آ کر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا۔ مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوریؒ نے اس مقدمے میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

ایک دن عدالت میں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا:

"اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔"

مرزائی کانپ اٹھے، مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھا گئی، اور اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں انور شاہ کشمیریؒ نہیں بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

علمائے کرام کے بیانات مکمل ہوئے، نواب صاحب مرحوم پر گورنمنٹ برطانیہ کا دباؤ بڑھا۔ اس سلسلے میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے راقم الحروف سے بیان کیا

کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ لندن گئے ہوئے تھے نواب آف بہاولپور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن میں گزارا کرتے تھے۔ وہ نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے اس مقدمے کو ختم کرا دیں، تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان سے سودا نہیں کیا، آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے، میں حق و انصاف کے سلسلے میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔

چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا:

''ان دونوں کی نجات کے لئے اتنی بات کافی ہے؟''

جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کو ترغیب و تحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے بہت کوشش کی، لیکن ان کی تمام تدابیر غلط ثابت ہوئیں۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس فیصلے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا، اور اگر فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آ کر یہ فیصلہ سنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادقؒ نے آپ کی وصیت کو پورا کیا۔ آپ نے اپنے آخری ایام علالت میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ، طلبہ اور دیگر بہت سے علماء کے مجمع میں تقریر فرمائی تھی، جس میں نہایت دردمندی و دل سوزی سے فرمایا تھا:

''وہ تمام حضرات جن کو مجھ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا تعلق ہے اور جن پر میرا حق ہے، میں ان کو خصوصی وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و پاسبانی اور فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کو اپنا خصوصی وظیفہ بنائیں۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے، ان کو لازم ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی کا کام کریں۔''

یہ مقدمہ حق و باطل کا عظیم معرکہ تھا۔ جب ۷۔ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر ہوا تو مرزائیت کے صحیح خدوخال آشکارا ہو گئے۔ بلا شبہ پوری امت جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کی مرہون منت ہے کہ انہوں نے کمال عدل و انصاف، محنت و عرق ریزی سے ایسا

فیصلہ لکھا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل کی طرح پیوست ہو گیا۔ یہ فیصلہ قادیانیت پر برق آسمان و بلائے ناگہانی ثابت ہوا۔ مرزائیوں نے اپنے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر کی سربراہی میں سر ظفر اللہ مرتد سمیت جمع ہو کر اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کی سوچ بچار کی لیکن آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ فیصلہ اتنی مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر صادر ہوا ہے کہ اپیل بھی ہمارے خلاف جائے گی۔

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں، کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا۔ ایک دفعہ پھر جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کی عملی تفسیر اس فیصلہ کی شکل میں امت کے سامنے آ گئی اور مرزائی فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ کا مصداق ہو گئے۔ اس تاریخ ساز فیصلے نے چار دانگ عالم میں تہلکہ مچا دیا۔ مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنے لگی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

ہندوستان تقسیم ہوا۔ خداداد مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی۔ بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ چودھری سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا۔ اس نے مرزائیت کے جنازے کو اپنی وزارت کے کندھوں پر لاد کر اندرون و بیرون ملک اسے متعارف کرانے کی کوشش تیز سے تیز تر کر دی۔ ان حالات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، امیر کاروانِ احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا، پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، آپ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا خواجہ قمر الدین سیالویؒ، مولانا پیر حضرت غلام محی الدین گولڑویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا پیر سرسینہ شریفؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، شیخ حسام الدین، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ اور مولانا اختر علی خانؒ، غرضیکہ کراچی سے لے کر ڈھاکہ تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔

بلاشبہ یہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی ،جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ایک لاکھ مسلمانوں نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے ،ہر چند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نوازاوباشوں نے سنگینوں کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمان نے اپنے جذبہ ایمانی سے ختم نبوت کے اس معرکے کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر سامنے آ گیا۔تحریک کے ضمن میں انکوائری کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کی ،عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء اور وکلاء کی تیاری ،مرزائیت کی کتب کے اصل حوالہ جات کو مرتب کرنا اتنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف وہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی رہائش دینے کے لیے تیار نہ تھا۔جناب حکیم عبدالمجید سیفی نقشبندی مجددیؒ خلیفہ مجاز خانقاہ سراجیہ نے اپنی عمارت واقع بیڈن روڈ لاہور کو رہنماؤں کے لئے وقف کر دیا۔ تمام تر مصلحتوں سے بالائے طاق ہو کر ختم نبوت کے عظیم مقصد کیلئے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور رہائی کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ ،مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کی۔ان ایام میں شیخ المشائخ قبلہ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ بھی وہیں قیام پذیر رہے اور تمام کام کی نگرانی فرماتے رہے۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ،مولانا لال حسین اخترؒ ،مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ ،مولانا محمد شریف بہاولپوری ،مولانا تاج محمودؒ،مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور سائیں محمد حیاتؒ کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے اس الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کی بنیاد رکھی۔اس سے قبل مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، چودھری افضل حقؒ اور خود حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کو جو چرکے لگائے ،وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔

قادیان میں کانفرنس کر کے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا۔ نیز مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ محمد اقبالؒ نے تحریر و تقریر کے ذریعے ردِ مرزائیت میں غیر فانی کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام کی کامیاب گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی۔ مجلس احرار اسلام پر مسجد شہید گنج کا ملبہ گرا کر اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

''تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلے میں پورے ملک سے دو اکابر اولیاء اللہ ایک حضرت اقدس مولانا ابو سعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری رہنمائی فرمائی اور تحریک سے کنارہ کش رہنے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت اقدس ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ نے یہ پیغام بھجوایا تھا:

''مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے، اسے جاری رکھا جائے، اس لئے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی۔ اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا؟

مسجد شہید گنج کے ملبے کے نیچے مجلس احرار کو دفن کرنے والے انگریز اور قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لئے کہ انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا، جب کہ مرزائیت کی تردید کے لئے مستقل ایک جماعت ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے نام سے تشکیل پا کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ ان حضرات نے سیاست سے علیحدگی کا محض اس لئے اعلان کیا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مرزائیت کی تردید اور ختم نبوت کی ترویج کے سلسلے میں ان کے کوئی سیاسی اغراض و مقاصد ہیں۔ چنانچہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' نے مرزائیت کے خلاف ایسا احتسابی شکنجہ تیار کیا کہ مرزائیت مناظرہ، مباہلہ، تحریر و تقریر اور عوامی جلسوں میں شکست کھا گئی۔ جگہ جگہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے لگے۔ مولانا لال حسین اختر نے برطانیہ سے آسٹریلیا تک قادیانیت کا تعاقب کیا۔ مرزائیت نے عوامی محاذ ترک کر کے حکومتی عہدوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش و کاوش کی اور وہ انقلاب کے ذریعے اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں میں مرزائی منتخب ہو گئے۔ اقتدار کے نشے اور ایک سیاسی جماعت سے وابستگی نے دیوانہ کر دیا۔ وہ حالات کو اپنے لئے سازگار پا کر انقلاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی سکیمیں بنانے لگے۔ قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس نشے میں دھت ہو کر انہوں نے ۲۹۔ مئی ۱۹۷۴ء ربوہ (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تحریک چلی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ان دنوں ''مجلس ختم نبوت پاکستان'' کے امیر تھے۔ ان کی دعوت پر اُمت کے تمام طبقات جمع ہوئے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی۔ چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہوگئی۔

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ مذہبی و سیاسی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ، مولانا عبدالحقؒ، جناب پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا صدر الشہید، مولانا عبدالحکیم اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی۔ متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسر اقتدار طبقہ (حکومت) کی طرف سے دوسری قرارداد جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی، جو ان دنوں وزیر قانون تھے۔ قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی۔ پورے ملک میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصراللہ خان، آغا شورش کاشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا

صاحبزادہ فضل رسول حیدر، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، سید مظفر علی شمسیؒ مولانا علی غضنفر کراروی ؒ، مولانا عبدالکریمؒ، بیر شریف، حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی اور مولانا عبدالواحدؒ غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا۔

اخبارات ورسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا۔ ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی ولاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق اور قبلہ مولانا سید انور حسین نفیس رقم نے مرتب کیا۔

اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چودھری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا۔ جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آ گئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔

نوے دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ **الحمد لله رب العالمين حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه كما يحب ربنا ويرضىٰ۔**

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

۱۷۔ فروری ۱۹۸۳ء کو محمد اسلم قریشی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کو مبینہ طور پر مرزائی سربراہ مرزا طاہر کے حکم پر مرزائیوں نے اغوا کیا۔ جس کے ردعمل میں پھر تحریک منظم ہوئی۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی رحلت کے بعد سے اس وقت تک ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کی امارت کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ہے۔ اس لئے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی امارت بھی فقیر کے حصے میں آئی۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ فضل ہے جس نے جناب محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و

ناموس کے تحفظ کے سلسلے میں امت محمدیہ کے تمام طبقات کو اتفاق واتحاد نصیب کر کے ایک لڑی میں پرو دیا اور یوں ۲۶۔ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ہاتھوں جاری ہوا۔ قادیانیت کے خلاف آئینی طور پر جتنا ہونا چاہیے تھا اتنا نہیں ہوا۔ لیکن جتنا ہوا اتنا آج تک کبھی نہیں ہوا تھا۔

آج اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بن چکی ہے اور چار دانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے پھریرے کو بلند کرنیکی سعادتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

ایک بدیہی حقیقت

لیکن یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ان تمام تر کامیابیوں و کامرانیوں میں "مقدمہ بہاولپور" کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ختم نبوت کے محاذ پر مضبوط بنیاد اور قانونی و اخلاقی بالادستی قادیانیت کے خلاف اسی مقدمہ نے مہیا کی ہے، فیصلہ مقدمہ بہاولپور کئی بار شائع ہوا۔ علمائے کرام کے عدالتی بیانات بھی متعدد بار شائع ہوئے، لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مقدمہ کی تمام تر کارروائی حضرات علمائے کرام کی شہادتیں، بیانات، دلائل اور حقائق مرزائی وکیلوں کے جواب میں بطور جواب الجواب بیانات، جو عدالت کے ریکارڈ پر تھے اور جرح و بحث کی تمام تر تفصیلات سامنے آئیں تاکہ علوم و حقائق کے بے بہا سمندر سے دنیائے اسلام فیضیاب ہو۔ یہ سب کچھ عدالت کے ریکارڈ میں مخفی خزانے کی طرح پوشیدہ تھا، حالانکہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور کی ابتدائی اشاعت کے وقت ہی مولانا محمد صادقؒ نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ تمام تر کارروائی کو شائع کیا جائے گا۔ لیکن کل امر مرھون باوقاتھا۔ یہ کام آج تک پورے طور پر نہ ہو سکا تھا۔ اللہ رب العزت نے غیب سے اہتمام فرمایا۔ اسلامی درد اور جذبہ رکھنے والے حضرات کو اللہ رب العزت نے اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اسلامک فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔ ساٹھ برس کی طویل مدت گزرنے کے بعد روداد مقدمہ حاصل کرنا اور اہل علم حضرات کے لئے مرتب کر کے پیش کرنا کوئی معمولی کام

نہ تھا۔قدرت الٰہی نے دستگیری فرمائی۔ان حضرات نے محنت کی۔کاروان اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔منزل قریب ہوتی رہی۔مقدمے کی تمام کارروائی حاصل ہوگئی۔اس کی ترتیب کا کام شروع ہوگیا۔اسلامک فاؤنڈیشن کے نمائندوں نے اس بارے میں طویل ترین تکلیف دہ سفر برداشت کر کے ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں اصل مرزائی کتب سے حوالہ جات کو بار بار پڑھا،فوٹوسٹیٹ حاصل کیے،شب وروز محنت وعرق ریزی کے بعد اسے کتابت کے لیے دیا گیا تا آنکہ اس وقت دوہزار سے زائد صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ تیار ہو کر منصۂ شہود پر آ گیا ہے۔اسلامک فاؤنڈیشن کے حضرات کی روشن دماغی اور اپنے مشن سے اخلاق کی بدولت ملک عزیز کے نامور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات کی سرپرستی فرمائی۔ان جیسے متبحر عالم حق کی سرپرستی ہی اس تاریخی دستاویز کی صحت وتوثیق کے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

اس تاریخی دفینے اور علم ومعرفت کے عظیم خزینے کو مرتب کر کے پیش کرنا بلاشبہ اسلامک فاؤنڈیشن کا ایک تاریخی،گرانقدر کارنامہ ہے جس پر پوری امت کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔

قادیانیت جس طرح آج پوری دنیا میں رسوائی کا شکار ہے، اس کی بنیاد ہی اسی مقدمے نے مہیا کی تھی اور اب قادیانیت کا اختتام بھی اسی مقدمے کی اشاعت سے ہی ہوگا۔

آخری گزارش

ختم نبوت سے وحدت امت کا راز وابستہ ہے۔فتنہ انکار ختم نبوت ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنیکی ناپاک استعماری سازش تھی۔آج کے تمام طبقات ومکاتب فکر مل کر ہی باہمی اتحاد واعتماد سے اس فتنہ کو ختم کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔اس میں کوشش وکاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا باعث ہے۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خانؒ، بانی خانقاہ سراجیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہؒ خانقاہ سراجیہ، مولانا تاج محمود امروٹیؒ، مولانا غلام محمد دین پوریؒ، مولانا رسول خان صاحبؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت پیر جماعت علی شاہ شہیدؒ، پیر آف پگاڑہ شریف، حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ، حضرت پیر جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تکوینی طور پر اس محاذ کے انچارج تھے۔

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت مرزائیت کے تعاقب کے لئے تشکیل دی تھی، جس میں حضرت مولانا بدر عالمؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے حضرات شامل تھے جو قادیانیت سے تحریری و تقریری مقابلے کرتے تھے۔ اللہ رب العزت سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے قیادت و سیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جب کہ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد تقی عثمانی آپ کے ساتھ تھے۔ آج مولانا محمد انور شاہ کشمیری ہی کے شاگرد مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی کی سرپرستی میں یہ عظیم معرکہ سر کیا گیا ہے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں ان تمام مقدس حضرات پر جن کی شب و روز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی۔ آج قادیانی پوری دنیا میں روسیاہ ہو رہے ہیں۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک کشف ہے کہ:

"ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔"

وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔ اسلامیان عالم ہمت کریں۔ آگے بڑھیں، منزل قریب تر ہے۔ رحمت حق انتظار کر رہی ہے اور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مژدہ جاں فزا ملنے والا ہے۔ اللہ رب العزت ہماری ان حقیر محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام علی رسوله النبی الکريم و علی آله و صحبه و اتباعه اجمعين برحمتک يا ارحم الراحمين. آمين. آمين. آمين۔

نوٹ: ذیل کا مضمون حافظ نذیر احمد صاحب نقشبندی گوجرانوالہ کا مرتب کردہ شامل اشاعت ہے جو یہ ہے۔)

مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا قیام

قیام پاکستان کے ساتھ ہی حضرت امیر شریعتؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے قادیانیت کے احتساب کا عمل تیز کر دیا تھا۔

۱۹۵۲ء میں کوئٹہ کے اجلاس میں قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود نے اعلان کیا کہ ہم ۱۹۵۲ء میں تمام بلوچستان کو احمدی صوبہ بنا دیں گے۔ یہ اعلان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت رکھنے والے علمائے کرام پر صاعقہ بن کر گرا۔ اب اس بات کی ضرورت تھی کہ اس فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مستقل جماعت ہو جبکہ اس فتنے کی سرپرستی امریکہ، فرانس، برطانیہ، اسرائیل اور روس وغیرہ تمام غیر مسلم کر رہے تھے۔ ان حالات میں بطل حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قدم اٹھایا۔ علماء کو اکٹھا کیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ قیام فرمایا۔ جس کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کی ترویج اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی اور مسلمانوں کو اس فتنے کے جال سے بچانا تھا جو کہ قادیانی تعلیم یافتہ نوجوان کو نوکری اور چھوکری کے لالچ میں ورغلا کر دین وایمان سے خالی کر رہے تھے۔ اس جماعت کی بے سروسامانی اور جماعت کے رہنماؤں کے توکل علی اللہ کی انتہاء دیکھئے کہ قادیانیت جس کی سرپرستی بیک وقت کئی سلطنتیں کر رہی تھیں، مجلس کے لیے دفتر کرائے پر لیا گیا اور کام شروع کر دیا گیا۔ پورے پاکستان میں قادیانیوں کا تعاقب کیا گیا۔ عوام الناس کو اس فتنے کے عقائد وعزائم سے آگاہ کیا گیا۔ ملک گیر تحریکیں چلائی گئیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے فارغ ہوتے ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دستور مرتب کیا گیا اور باضابطہ انتخاب کرایا گیا چنانچہ:

1:......۱۶۔ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۳۔ دسمبر ۱۹۵۴ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر اول مقرر ہوئے۔

2:......۱۲۔ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۹۔ مارچ ۱۹۶۳ء کو حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ امیر دوم مقرر ہوئے۔

3:...... ۹۔ شعبان ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳۔ نومبر ۱۹۶۶ء کو حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ امیر سوم مقرر ہوئے۔

4:......۲۴۔ صفر ۱۳۹۱ھ بمطابق ۲۱۔ اپریل ۱۹۷۱ء کو حضرت مولانا لال حسین اخترؒ امیر چہارم مقرر ہوئے۔

5:......۲۹۔ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۱۔ جون ۱۹۷۲ء کو حضرت مولانا محمد حیاتؒ امیر پنجم مقرر ہوئے۔

6:......۵۔ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹۔ اپریل ۱۹۷۴ء کو سید محمد یوسف بنوریؒ امیر ششم مقرر ہوئے۔

7:......۵۔ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹۔ اپریل ۱۹۷۴ء کو قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی نائب امیر اول مقرر ہوئے۔

8:......۳۔ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر ہفتم مقرر ہوئے۔

یہ تمام حضرات اپنے اپنے دور امارت میں بھرپور جدوجہد کرتے رہے جس کے نتیجے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور (حضرت قبلہ مولانا ابوالخلیل) خان محمد صاحب مدظلہم العالی کے دور میں عظیم الشان کامیابیاں عطا فرمائیں۔

1......۱۹۷۴ء میں ختم نبوت تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں پاکستان کی منتخب اسمبلی نے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تسلیم کر کے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر انہیں ۷۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا۔

2......قومی اسمبلی پاکستان کے ۷۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلے کے بعد عالم اسلام نے حکومت پاکستان کو مبارکباد کے تار دیئے اور اکثر اسلامی ممالک نے یکے بعد

دیگرے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے فیصلے پر پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنے اپنے ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

3......جنوری ۱۹۷۵ء میں چناب نگر (ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا جو کہ پاکستان کے بننے سے لے کر اس وقت تک قادیانیوں کی ریاست تھی اور کوئی مسلمان وہاں نہیں جا سکتا تھا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ جنوری ۱۹۷۵ء کا پہلا جمعہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے مبلغ نے دفتر ٹاؤن کمیٹی کے باہر لان میں پڑھایا۔

4......حکومت نے مسلم کالونی چناب نگر کے لئے کافی رقبہ مختص کیا جس میں مساجد، ڈاکخانہ اور سکولز کے لئے پلاٹ تھے، مجلس کو ۹ کنال اراضی برائے تعمیر جامع مسجد و مدرسہ عربیہ الاٹ کر کے قبضہ دے دیا۔ ریلوے اسٹیشن پر مجلس نے عظیم الشان مسجد محمدیہ تعمیر کی اور ۹ کنال اراضی پر بھی مسلم کالونی میں مدرسہ اور مسجد تعمیر کی جو الحمدللہ چناب نگر (ربوہ) میں اہل اسلام کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ دومنزلہ مدرسہ کی عمارت ہے۔ سینکڑوں مسافر بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بچیوں کے لئے علیحدہ تعلیم کا انتظام ہے۔ یہ مدرسہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق ہے۔ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین کا شعبہ قائم ہے۔ ہر سال ۵ سے ۲۸ شعبان تک سینکڑوں طلباء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔ ہزاروں علماء وطلباء اس سے فیضیاب ہو چکے ہیں۔

5......اسی سال جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج ہوا۔ مجلس کی مساعی سے قادیانیوں کے ہر دو فریق لاہوری اور قادیانی کے لیے علیحدہ اقلیت کے ووٹ فارم طبع ہوئے اور مسلمانوں کے ووٹ فارم پر ترمیم ۱۹۷۴ء کے الفاظ کا حلف نامہ دیا گیا۔

اس کے بعد قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب رحمہ اللہ کے دور میں اللہ تعالیٰ نے مزید بے شمار کامیابیاں عطا فرمائیں۔

6......چناب نگر (ربوہ) میں پہلی ختم نبوت کانفرنس ۲۔۷ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسلم کالونی (ربوہ) میں منعقد ہوئی۔ جس میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور اہلحدیث سمیت تمام دینی جماعتوں کے سربراہ اور نمائندگی کے سربراہ اور نمائندگان سندھ، سرحد، بلوچستان اور پنجاب کے نامور خطیب و سجادہ نشین اور مشائخ کرام، اکابرین ملت، جج، وکلاء، دانشور، صحافی اور سعودی عرب کے مشائخ و نمائندگان وفاقی کونسل کے اراکین حکومت پاکستان کے نمائندگان شریک ہوئے۔ چناب نگر

(ربوہ) کی تاریخ میں یہ پہلی مثالی کانفرنس ہوئی۔ اتحاد امت مسلمہ کا زبردست مظاہرہ ہوا۔ الحمدللہ ۱۹۸۲ء سے لے کر آج تک ہر سال نہایت شان وشوکت کے ساتھ بدستور اکتوبر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس یہاں منعقد ہو رہی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہوتی رہے گی۔

7...... قیام پاکستان ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک ہر سال چناب نگر (ربوہ) میں مرزائیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا، اس پر پابندی لگ گئی، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

8...... مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتویں امیر قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ کی زیر قیادت ۱۹۸۴ء میں تیسری بار تحریک ختم نبوت چلی۔ بالآخر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶۔ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے، اذان دینے، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روک دیا گیا۔ نیز ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی۔

9...... یکم مئی ۱۹۸۴ء کو ختم نبوت کے سب سے بڑے مجرم اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستان سے مجرمانہ اور بزدلانہ طور پر فرار ہو کر لندن میں اپنے اصلی آقاؤں انگریزان برطانیہ کے پاس پناہ لی اور وہاں اپنی شیطنت کا سلسلہ شروع کیا۔

10...... قادیانیت کے تعاقب میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین وفد یکے بعد دیگرے ۱۹۸۵ء میں لندن گئے۔ جن میں تحفظ ختم نبوت کے امیر قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ، عبدالرحمٰن یعقوب باوا، اور مولانا اللہ وسایا ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت شامل تھے۔ ہر سہ وفود نے لندن سے گلاسگو تک پورے انگلستان کا دورہ کیا۔ ہر مقام پر عظیم الشان اجتماع ہوئے۔ اس طرح انگلستان کے لاکھوں مسلمانوں تک عقیدہ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا گیا اور فتنہ قادیانیت کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا گیا۔

11...... ۱۹۸۵، ۸۶ء میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی، ان حضرات نے فتنہ قادیانیت کے سلسلے میں برطانیہ، موریشس، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، کینیڈا، اسپین، فرانس اور جنوبی افریقہ، سعودی عرب، عرب امارات خاص طور پر ابوظہبی اور قطر کا تبلیغی دورہ کیا۔

حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نائب امیر بھی وفد کی معاونت کے لئے بعض ممالک میں تشریف لے گئے۔ ہر ملک میں عام اجتماعات سے خطاب ہوئے، تعلیمی لیکچرز ہوئے اور مساجد میں حلقہ ہائے درس قائم کئے گئے اور خصوصی مجالس منعقد ہوئیں، جن میں سوالات و جوابات کا سلسلہ ہوتا رہا۔ ان مجالس کی خصوصیت یہ تھی کہ قادیانی بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور سوالات و جوابات کا سلسلہ ہوتا رہا، چنانچہ بہت سے متذبذب لوگ پختہ مسلمان ہو گئے اور کچھ قادیان مطمئن ہو کر مسلمان ہو گئے۔ الحمدللہ

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی بھی ایسا براعظم نہیں جہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا کام نہ ہو رہا ہو۔ یورپ، ایشیاء، جنوبی امریکہ، شمالی امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ گویا چہار دانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا شرف مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہے اور اسی لیے اس کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رکھ لیا گیا ہے۔

ناموس رسالت کا تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی نہایت ہی عظیم الشان اور مبارک کام ہے۔ نبوت و رسالت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی تکمیل و خاتمیت تاجدار ختم نبوت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم کی ذات گرامی پر ہوئی۔ سیدنا آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد اب قیامت تک کسی کو منصب نبوت و رسالت عطا نہیں کیا جائے گا۔ ختم نبوت کا عقیدہ اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم کا چودہ سو سالہ متفقہ عقیدہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم کے مبارک زمانہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کو پھیلانے، شرک و کفر کو مٹانے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے جتنی لڑائیاں اور جنگیں ہوئیں، ان سب میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تقریباً ۲۵۹ کے لگ بھگ ہے۔ جب کہ زمانہ خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ہم خیال منکرین ختم نبوت کی سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو جنگ لڑی گئی صرف اس ایک جنگ میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہونے والے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ۱۲۰۰ سے زیادہ تھی۔ جن میں ۷۰۰ شہداء حفاظ و قراءِ قرآن کریم تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کو پورے اسلام کے دفاع کے لئے اتنی قربانی نہیں دینی پڑی جتنی صرف عقیدہ ختم نبوت کے لئے دینی پڑی۔

وہ لوگ حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کریں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مبارک کام پر لگایا۔ وہ قرآن کی بشارت *یحبھم و یحبونہ* اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں، اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں کے مصداق ہیں۔ اور وہ دنیا میں بھی آنحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عنایات والطاف کا مورد ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت و رضوان کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔ کیونکہ ان کے سرکردہ اور مقتدا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان سب کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ دنیا و آخرت میں ان کو اپنے الطاف کریمانہ سے نوازیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت وعنایات انہیں نصیب فرمائیں۔ آمین! بحرمة نبي الكريم عليه وعلىٰ آله التسليم۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

اللہ رب العزت کے فضل و احسان کے بموجب ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کی مثالی جدوجہد سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ مولانا عبدالحکیمؒ مولانا صدر الشہیدؒ اور دیگر حضرات قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم برسر اقتدار آئے' قادیانیوں نے ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی کی دامے درمے اور افرادی مدد کی تھی' قادیانیوں نے پھر پرپرزے نکالے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا' اس کے نتیجہ میں تحریک چلی اسلامیان پاکستان ایک پلیٹ فارم "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان" پر جمع ہوئے جس کی قیادت دارالعلوم دیوبند کے مرد جلیل' محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمائی اور قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی نمائندگی کا شرف حق تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کے عظیم سپوت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو بخشا۔ یوں قادیانی قانونی طور پر

اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ کہاں قادیانی اقتدار کا خواب اور کہاں چوہڑوں' چماروں میں ان کا شمار' اس پوری جدوجہد میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کی خدمات اللہ رب العزت کے فضل و کرم کا اظہار ہے' غرض دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اول حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی "الف" سے تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک شروع ہوئی وہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی "یاء" پر کامیابی سے سرفراز ہوئی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے متعلق جو کارروائی ہوئی وہ سب قومی "تاریخی دستاویز" کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کر دی ہے۔ قومی اسمبلی میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان ہمارے اکابر نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں قادیانیوں کو جس طرح چاروں شانے چت کیا یہ دستاویز اس پر "شاہد عدل" ہے۔ قادیانیوں نے اسمبلی میں ایک محضر نامہ پیش کیا تھا جس کا جواب مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی نگرانی میں مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے لکھا۔ حوالہ جات مولانا محمد حیاتؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعر نے فراہم کئے اور قومی اسمبلی میں اسے مفکر اسلام قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ نے پڑھا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق برسر اقتدار آئے ان کے زمانہ میں پھر قادیانیوں نے پر پرزے نکالے ایک بار ووٹنگ لسٹوں کے حلف نامہ میں تبدیلی کی گئی' اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھاگم بھاگ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے پاس راولپنڈی پہنچے۔ حضرت مفتی صاحبؒ ملٹری ہسپتال میں پاؤں کے زخم کے علاج کے سلسلہ میں زیر علاج تھے۔ اس حالت میں حضرت مفتی صاحبؒ نے جنرل ضیاء الحق کو فون کیا۔ آپ کی للکار سے اقتدار کا نشہ ہرن ہوا اور وہ غلطی درست کر دی گئی وہ غلطی نہ تھی بلکہ حقیقت میں قادیانیوں سے متعلق قانون کو نرم کرنے کی پہلی چال تھی' جسے دارالعلوم دیوبند کے ایک فرزند کی للکار حق نے ناکام بنا دیا۔

۱۹۸۲ء میں جنرل ضیاء الحق کے زمانہ اقتدار میں پرانے قوانین کی چھانٹی کا عمل شروع ہوا (جو قانون کہ اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں ان کو نکال دیا جائے)۔ اس موقعہ پر ابہام پیدا ہو گیا کہ قادیانیوں سے متعلق ترمیم بھی منسوخ ہو گئی ہے اس پر ملک کے وکلاء کی رائے لی گئی۔

اڑھائی سو وکلاء کے دستخطوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے روزنامہ جنگ میں اشتہار شائع کرایا۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن مہتمم جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ صدر راولپنڈی' مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ' اکوڑہ خٹک جنرل صاحب کو ملے ان کی کابینہ میں محترم جناب راجہ ظفرالحق وفاقی وزیر تھے ان کے مشورہ سے جنرل صاحب نے ایک آرڈی نینس منظور کیا اور قادیانیوں سے متعلق ترمیم کے بارے میں جو ابہام پایا جاتا تھا وہ دور ہوا اور اسلامیان پاکستان نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس آرڈی نینس کو اس وقت بھی آئینی تحفظ حاصل ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

جناب بھٹو کے زمانہ میں پاس شدہ آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہو سکی۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں قادیانی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ ترمیم منسوخ ہو جائے اس کے لئے وہ اندرون خانہ سازشوں میں مصروف تھے۔ قادیانی سازشوں اور اشتعال انگیز کارروائیوں سے مسلمانوں کے ردعمل نے تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کی شکل اختیار کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اب اس نئی آزمائش میں دارالعلوم دیوبند کے زعماء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمہ اللہ، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن' مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ' مولانا محمد اجمل خان' مولانا عبیداللہ انورؒ پیر طریقت مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ' مولانا محمد مراد ہالیجوی' مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مولانا میاں سراج احمد دینپوری' مولانا سید محمد شاہ امروٹی' مولانا عبدالواحد' مولانا منیر الدینؒ کوئٹہ' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ' مولانا محمد لقمان علی پوریؒ' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا ضیاء القاسمیؒ' مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا سید امیر حسین گیلانی' ایسے ہزاروں علماء حق نے تحریک کی قیادت کی اور اس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے متعلق پھر قانون سازی کے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس منظور ہوا۔

یہ آرڈی نینس اس وقت قانون کا حصہ ہے اس سے یہ فوائد حاصل ہوئے۔

1- قادیانی اپنی جماعت کے چیف گرو یالاٹ پادری کو امیر المومنین نہیں کہہ سکتے۔

2- قادیانی اپنی جماعت کے سربراہ کو خلیفۃ المؤمنین یا خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔

3- مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی مرید کو معاذ اللہ ''صحابی'' نہیں کہہ سکتے۔

4- مرزا قادیانی کے کسی مرید کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' نہیں لکھ سکتے۔

5- مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے ''ام المؤمنین'' کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔

6- قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔

7- قادیانی اذان نہیں دے سکتے۔

8- قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

9- قادیانی اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔

10- قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

11- قادیانی اپنے مذہب کی دعوت نہیں دے سکتے۔

12- قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہیں کر سکتے۔

13- قادیانی کسی بھی طرح اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کر سکتے۔

14- غرض کہ کوئی بھی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔

بحمدہ تعالیٰ اس قانون کے منظور ہونے سے قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ جسے وہ ظلی حج قرار دیتے تھے' پاکستان میں اس پر پابندی لگی۔ قادیانی جماعت کے چیف گرو لاٹ پادری مرزا طاہر کو ملک چھوڑ کر لندن جانا پڑا۔ اس تمام تر کامیابی و کامرانی کے لئے ''ابنائے دارالعلوم دیوبند'' نے جو خدمات سرانجام دیں ان کو کوئی منصف مزاج نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانیوں کے لئے ''نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن'' والا قصہ ہو گیا۔

مقدمات

1- قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں اس قانون کو چیلنج کر دیا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر کیس کی تیاری اور پیروی کے لئے شہید مظلوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی حضرت مولانا محمد شریف جالندھری حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب پر مشتمل جماعت نے لاہور

ڈیرے لگا دیئے۔ ملتان عالمی مجلس کے مرکزی کتب خانہ سے بیسیوں بکس کتب کے بھر کے لاہور لائے گئے' فوٹو اسٹیٹ مشین کا اہتمام کیا گیا' جامعہ اشرفیہ لاہور کی لائبریری اس کیس کی پیروی کے لئے جامعہ کے حضرات نے وقف کر دی۔ ۱۵۔ جولائی سے ۱۲۔ اگست ۱۹۸۴ء تک اس کی سماعت جاری رہی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اور خانقاہ رائے پور کی روایات کے امین حضرت اقدس سید نفیس الحسینی اور مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود بھی تشریف لاتے رہے۔ لاہور کی تمام جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا اور بالکل بہاولپور کے مقدمہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے نہایت ہی کرم کا معاملہ فرمایا۔ ۱۲/ اگست ۱۹۸۴ء کو جب فیصلہ آیا تو قادیانیوں کی رٹ خارج کر دی گئی ''کفر ہار گیا' اسلام جیت گیا''۔ تفصیلی فیصلہ جسٹس فخر عالم نے تحریر کیا۔

2- قادیانیوں نے اس فیصلہ کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کی اپیل بینچ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ ۱۲/ جنوری ۱۹۸۸ء سپریم کورٹ اپیل بینچ نے اس اپیل کو بھی مسترد کر دیا۔ اسی طرح قادیانیوں نے لاہور' کوئٹہ' کراچی ہائیکورٹس میں کیس دائر کئے' تمام جگہ ان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ قادیانی ان تمام مقدمات کی اپیل سپریم کورٹ آف پاکستان میں لے کر گئے۔ حق تعالیٰ شانہ نے یہاں بھی فیض یافتگان دارالعلوم دیوبند کو توفیق بخشی۔ اس کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' شہید اسلام مولانا محمد عبداللہؒ قاری محمد امین' مولانا محمد رمضان علویؒ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے جانشین مولانا قاضی احسان احمدؒ مولانا عبدالرؤفؒ اور اسلام آباد' راولپنڈی کے تمام ائمہ و خطباء نے ایمانی جرات و دینی حمیت کا مظاہرہ کیا۔ یوں ۳/ جنوری ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے پانچ جج صاحبان پر مشتمل بینچ نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔ بحمدہ تعالیٰ ان تمام فیصلہ جات پر مشتمل کتاب ''قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے'' شائع شدہ ہے' جس میں دیگر تفصیلات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

3- اسی طرح قادیانیوں نے جوہانسبرگ افریقہ میں ایک مقدمہ دائر کیا۔ حضرت

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی‘ حضرت مولانا مفتی زین العابدین‘ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر‘ ڈاکٹر محمود احمد غازی‘ علامہ ڈاکٹر خالد محمود‘ مولانا منظور احمد چنیوٹی‘ مولانا منظور احمد الحسینی نے اس کی پیروی کے لئے وہاں کے سفر کئے یہ فیصلہ بھی قادیانیوں کے خلاف ہوا۔

بیرون ممالک: امتناع قادیانیت قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانی جماعت کے بھگوڑے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا۔ ابنائے دارالعلوم دیوبند وہاں بھی پہنچے۔ سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ ۱۹۸۵ء سے ہر سال تسلسل کے ساتھ منعقد ہوتی رہی ہے۔ پاکستان‘ ہندوستان‘ عرب‘ افریقہ و یورپ سے علماء کرام اور ابنائے و فضلائے دارالعلوم دیوبند تشریف لا کر اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں‘ اسی طرح برطانیہ میں مستقل طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا مستقل دفتر قائم کر دیا ہے جہاں سے ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ امریکہ‘ افریقہ‘ یورپ کے کئی ممالک ایسے ہیں جہاں مستقل بنیادوں پر قادیانیت کے خلاف کام ہو رہا ہے اور وہ تمام تر کام بحمدہ تعالیٰ ابنائے دارالعلوم دیوبند سرانجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کے علاوہ تربیتی کورسز کا سلسلہ شروع ہے۔ کتب‘ لٹریچر کی اشاعت و تقسیم ہو رہی ہے اور اس کام کے لئے دارالعلوم دیوبند میں ہی ”کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت“ قائم کر دی گئی ہے۔ فالحمدللہ۔

آثار و نتائج: اکابر دیوبند کی مساعی اور ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کے مقاصد و خدمات کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ اب ایک نظر ان آثار و نتائج پر بھی ڈال لینا چاہئے جو جماعت کی جہد مسلسل اور امت اسلامیہ کے اتفاق و تعاون کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے۔

اول:۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ علاوہ ازیں قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر‘ مرتد‘ دائرہ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دے چکے ہیں۔

دوم:۔ ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفر و نفاق واضح ہو گیا۔ اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہو گئے۔

سوم:۔ بہاول پور سے ماریشش جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے دیئے۔

چہارم:۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ اور تسلط سے محفوظ کر دیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کر ان سے محتاط اور چوکنا رہنے لگے۔

پنجم:۔ بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے تھے جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

ششم:۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا۔ چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے۔ اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے۔ اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی ہوتی تھی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہو جاتے تھے۔ اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے۔ مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساس کمتری ختم ہو رہا ہے اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی حصہ رسدی سے زیادہ کسی اور ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

ہفتم:۔ قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک ''ربوہ'' مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا۔ وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی، حتیٰ کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی۔ لیکن اب ''ربوہ'' کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے۔ وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدارس و مساجد دفتر و لائبریری قائم ہیں۔

ہشتم:۔ قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

نہم:۔ پاسپورٹ شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

دہم:۔ پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا تعزیری جرم قرار دیا جاچکا ہے۔

یازدہم:۔ سعودی عرب' لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے اور انہیں "عالم کفر کے جاسوس" قرار دیا جاچکا ہے۔

دوازدہم:۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی' مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

سیزدہم:۔ قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ: پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ "ربوہ" ہے۔ وہ اس جھوٹ پر نہ صرف پوری دنیا میں ذلیل ہوچکے ہیں' بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہورہی ہے۔ حتی کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔ ربوہ کا نام مٹ کر اب "چناب نگر" ہے۔ آج قادیانی شہر کا نام مٹا ہے تو وہ وقت آیا چاہتا ہے جب قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔ (ان شاء اللہ العزیز)

نوٹ:...... موضوع کی مناسبت اور سوال کی نوعیت کے پیش نظر صرف علماء دیوبند کی خدمات دربارہ تحفظ ختم نبوت کا تذکرہ کیا ہے ورنہ تمام علماء کرام چاہے وہ بریلوی ہوں یا اہلحدیث' یا شیعہ حضرات' سب اس محاذ پر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہے ہے۔ سب نے اس محاذ پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ کتاب "تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء" "تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء" (تین جلدیں) ان میں تمام مکاتب فکر کے اکابر کی سنہری خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

مرزا کی کچھ ذاتی حالات

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہوگیا' اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے' چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا' جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا' جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا' حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں' اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت ۴۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بہلا کر لے جانے والا مرزا امام الدین کس قماش کا تھا اس کے لئے درجہ ذیل تصریح ملاحظہ ہو:

''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے''۔
(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۱۴ روایت ۱۲۷)

حکومت برطانیہ کا منظور نظر

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت و تعاون کا پورا یقین دلایا چنانچہ سیرت مسیح موعود مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ مرزا صاحب ''ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ملازم رہے''۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۵۴ تا ۱۵۸ ملخصاً)

صداقت اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے، اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی، جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے، لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے، جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

دعاوی مرزا

۱۸۸۰ء سے مرزا نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا، اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

1......۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

2-[illegible]ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

3-۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

4-۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

5-۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

"خدا نے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے"۔ (اربعین ۴ ص ۱۵ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ

"جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے"۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ:

"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔" (نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲ و در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶ و کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ:

" الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤهم" (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے) (تذکرہ ص ۴۴، ضرورۃ الامام ص ۳۱ در روحانی خزائن ص ۵۰۲ جلد ۱۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۲۲)

۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

"یا ادم اسکن انت و زوجک الجنة یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة یا احمد اسکن انت و زوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق"

ترجمہ: "اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔" (تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ ص ۴۹۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح: "مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کیے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۷۱، ۷۲ حاشیہ)

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ:

الہام: " انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا"۔ (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں) (تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء اربعین نمبر ۲ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

۱۸۸۶ء توحید وتفرید کا دعویٰ:

الہام۔"تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید"۔ (تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

"تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں"۔ (تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

۱۸۹۱ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ:

۱۸۹۲ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ:

الہام۔" انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون".

"یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائیگی۔" (تذکرہ ۲۰۳، طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ درروحانی خزائن ص ۱۲۴ ج ۲۱)

۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ:

"بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبنه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هو انت."

ترجمہ:"خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔" (تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجۃ ص ۳ درروحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعویٰ

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔" (ضرورۃ الامام ص ۲۴ درروحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

نبوت ورسالت کا دعویٰ

۱۔انا انزلنا ہ قریباً من القادیان ......الخ

ترجمہ:"ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔" (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ درروحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم)

۲۔"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱ درروحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳- میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانیوالا بھی (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ درروحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

۱-" قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللہ"

ترجمہ:"اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔"

(اشتہار معیار الاخیار ص ۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ منقول از تذکرہ ص ۳۵۶ طبع سوم)

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے"۔ (انجام آتھم ص ۶۲ درروحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

نوٹ: مجاہدین ختم نبوت کی کاوشوں اور مرزائیت سے مکمل متعارف ہونے کیلئے ادارہ کی مطبوعہ کتاب "تاریخی دستاویز" نہایت جامع ہے جس کا مطالعہ عوام وخواص کیلئے نہایت نافع ہے۔ (مرتب)

بحمد اللہ تمت

دُنیا کا آخری حادثہ

قیامت

قریب آرہی ہے



اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
[061-4540513-4519240
000001 006070
Qiamat Qareeb Arahi h